إنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

مصنفہ جناب حافظ عالمگیر خان صاحب متخلص بہ کیف
متوطن محمد آباد عرف ٹونک۔

دیوان کیف

وسیلہ شفاعت

سنہ ۱۳۳۷ھ

تلمیذ جناب بلبل گلزار سخن وحید من شیر بیشۂ سخنوری سرآمد شعراء مستند
حضرت استاد مکرمی جناب نواب محمد سلیمان خانصاحب بہادر اسا لکھنوی

در مطبع آگرہ اخبار باہتمام خواجہ صدیق حسین طبع شد

عصائے موسوی اک شاخ تیری مہربانی کی
یدِ بیضا میں پرتو ایک ذرہ بھر ترے ید کا

ترے نخلِ شفاعت کا ثمر ہے بخششِ امت
ریاضِ فضل پائیں باغ ہے تجھسے سہی قد کا

عروجِ ہفت گردوں اک مکاں ست منزل تیرا
بلندی حقیقت بامِ تیری شانِ مجید کا

صدائے کلمۂ کن خاص نوبت تیری آمد کی
نشانِ خلقتِ کونین ایک جھنڈا اور آمد کا

لگائی حق نے یوں مہرِ نبوت پشتِ حضرتؐ پر
کہ یہ ختم الرسل وارث ہے اسلام مسند کا

ہوا آدم سے عیسیٰ تک نہ کامل دین عالم میں
چلا جب تک نہ اس بازار میں سکہ محمدؐ کا

حقیقت میں کتابِ لوحِ محفوظ انکا دفتر ہے
قلم کہتے ہیں جس کو میر منشی ہے محمدؐ کا

جو آئی مرضیٔ خلاقِ عالم خودنمائی پر
تو رکھا آگے آئینہ بنا کر نور احمدؐ کا

تمہارا نور گو ہے خلق پر ہے نورِ خالق بھی
بہر دو شکل الف ہے ایک ہی مد کا ہو یا مد کا

خدا نے قبلۂ حاجات ٹھیرائی ہے ذات انکی
کرے کعبہ بھی خود آکر طواف ایکے مرقد کا

مقامِ منزلِ وحدت ہے اک خلوتکدہ تیرا
مکان کثرتِ عالم جلوخانہ در آمد کا

ازل سے تا ابد یوں ہی رہیگی روشنی اسکی
اجالا مٹ نہیں سکتا چراغِ دینِ احمدؐ کا

فروغِ شانِ کرسی ایک کرسی تیرے ایوانکی
عروجِ عرشِ اعظم گاؤتکیہ تیری مسند کا

خدا کو اُن سے جانا اور خدا سے انکو پہچانا
محمد شاہدِ حق ہیں خدا شاہد محمدؐ کا

وہی نورِ خدا ہے وہ ہی نورِ ابنِ آدم ہے
وہی اک نام ہے دو نو طرف حرفِ مشدد کا

کسی صورت نظر آتی نہ پھر صورت دو عالم کی
اگر بنتا نہ قدِ آدم آئینہ ترے قد کا

کریگا حشر میں سایہ سیہ کارانِ امت پر
اٹھا رکھا ہے حق نے اسلئے سایہ محمدؐ کا

یہ ظاہر بات ہے سایہ کا سایہ ہو نہیں سکتا
خدا کا ہے وہ سایہ کیا ہو سایہ اُس سہی قد کا

رہے بیگانہ پاس اپنے کے یہ کیونکر گوارا ہوا
مٹایا اس لئے اللہ نے سایہ محمدؐ کا

نہ پڑنے دی ترے قامت نے پرچھائیں بھی کہیں
نہ خوش آیا تری یکتائی کو سایہ ترے قد کا

مٹے سو بار اور سو بار گر پیدا خدائی ہو
تو پھر سو بار صدقے ہو اُسی نور محمدؐ کا

قطعہ

جو کہتے ہیں کہ حق ایسے محمدؐ سو بنا ڈالے	بڑے کاذب ہیں وہ یہ ہے جواب اس لعیں کی مد کا
خدا سچا نہ ہو تو دوسرا پیدا محمدؐ ہو	خدا قادر ہے لیکن صادق الاقرار ہے حد کا
خدا نے انکو ختم المرسلیں ٹھیرا دیا اے دل	بھروسہ ہے ہمیں اللہ کے قول مؤکد کا
مبرا ہے خدائی مومنو وعدہ خلافی سے	نہ ہو ایمان یہ جسکا وہ بے ایمان ہے حد کا
خدا اور چاہے پھرنا عہد سے یہ غیر ممکن ہے	یہ باعث ہے جو ناممکن ہے پھر ہونا محمدؐ کا
معاذ اللہ وہ اللہ کو جھوٹا بناتے ہیں	جو کہتے ہیں کہ ہاں ممکن ہے پھر ہونا محمدؐ کا
جو شخص اللہ کو ٹھیرا دے جھوٹا ذہن میں اپنے	نہ مانو قول تم اے کیفی اس زندیق مرتد کا
الٰہی دین و دنیا میں رہوں با عزت و حرمت	الٰہی مجھ پہ اپنا فضل کر صدقہ محمدؐ کا

الٰہی روز محشر نامۂ اعمال کے بدلے
قصیدہ ہاتھ میں ہو کیفی کے نعت محمدؐ کا

آغا سبط حیدر موسوی
F-؟ چند پلازہ راشد منہاس روڈ
بلاک-6 گلشن اقبال کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچھا کاغذ مصلا بن کے ہنگامِ رقم میرا
رہا کیا سر بسجدہ حمدِ خالق میں قلم میرا

بنا ہے شاہدِ وحدانیت طرزِ رقم میرا
تری تعریف میں الحمد لکھتا ہے قلم میرا

اُدہر نکلے عرسے مُنہ سے تری توحید جاں پروَر
ادہر نکلے خداوندِ جہاں سینہ سے دم میرا

پتہ بھی منزلِ مقصود کا پایا نہ سُننے کو
رہِ طاعت سے ہے ناآشنا یارب قدم میرا

کرم تیرا نہ ہو گر شاملِ حال لے کرم فرما
تو بیشک دین و دنیا سے مجھے کھو دے ستم میرا

ورق کی طرح سے دل ہو ورق حرفِ محبت کا
قلم کی طرح تیری راہ میں سر ہو قلم میرا

نہ باہر ہو پریشانی بھی میری تیری طاعت سے
رکوع و سجدہ کا عالم دکھائے پیچ و خم میرا

بنایا تو نے اپنا اور بنا میں نفس کا بندہ
خداوندا یہ ظاہر ہے کرم تیرا ستم میرا

دعا یوں مانگ اب اللہ سے ای کیفؔ دیوانے
کہ تیری حمد کا ہو میکدہ طرزِ رقم میرا

دریاچہ دعا جو لطفِ نبیِ کریم کا
دل بجھ کے منہ اُتر گیا نارِ جحیم کا

نورِ خدا ہے نورِ رسولِ کریم کا
ہے حادث آفتاب میں جلوہ قدیم کا

دریا دلی شفاعتِ حضرت کی دیکھ کر
دل ڈوب ڈوب جائے گا نارِ جحیم کا

اس ذکر سے یہ غنچۂ دل باغ باغ ہے
نامِ نبی ہے یا کوئی جھونکا نسیم کا

شان اپنی عاصیوں کو دکھاتی ہے معرفت
رکھ رکھ کے سر پہ تاج محمدؐ کے میم کا

دونوں جہان پر ہے حکومت حضور کی
دریا پہ راج پاٹ ہے دُرِ یتیم کا

بخشش ہو عام کیوں نہ اس امت کی واسطے
محبوب خاص ہے وہ غفور الرحیم کا

میدانِ مغفرت میں سرِ حشر عاصیو
جھنڈا اگڑا ہوا ہے محمدؐ کے میم کا

چمکا تجھی سے خلق میں خورشید دینِ حق
رستہ چلا تجھی سے رہِ مستقیم کا

کچھ شک ہو منکرو تمکو تو بیشک وہ دیکھ لیں
قرآں گواہ ہے ترے خلقِ عظیم کا

شغلِ شرابِ عشقِ محمدؐ ازل سے ہے
کیا آج کا ہی کیف ہے میکش قدیم کا

ہر چیز میں ہے نورِ محمدؐ کی ذات کا
پھیلاؤ ایک جزو ہے کل کائنات کا

سہرا انہیں کے سر ہے ہماری نجات کا
ٹھیرا ہے خاص روزِ جزا دن برات کا

ظاہر نہ ہوتی گر تری نیرنگیٔ جمال
پاتا نہ رنگ روپ چمن کائنات کا

ہم کو سیاہیٔ شبِ عصیاں کا غم نہیں
روشن ہے آفتاب تری التفات کا

آئے جو وہ تو کفر کا اندھیر مٹ گیا
نکلا جو مہرِ دیں تو اڑا رنگ رات کا

موت اُن کی ہے مطیع حیات النبی ہیں وہ
یاں پنجۂ اجل پہ ہے قبضہ حیات کا

رحمت تمہارے منہ سے لگا دیگی حشر میں
ماتھے پہ روسیاہوں کے ٹیکہ نجات کا

دستِ خدا پرست سے پھوڑا بتوں کا سر
توڑا طلسم لات سے لات و منات کا

اے کیفؔ اُن کا دستِ کرم عاصیوں پہ ہے
اونچا ہے شاخِ جرم سے طرہ نجات کا

قدم پاکر شفیعِ عاصیاں کا
زمیں بن بن گیا سر آسماں کا

لیا جب نام شاہِ دو جہاں کا
لبوں نے مل کے منہ چوما زباں کا

نہال امت کو محشر میں کرے گا
وہ قد بوٹا سا اُس سروِ رواں کا

جسے کہتی ہے دنیا ابرِ رحمت
وہ دامن ہے شفیعِ عاصیاں کا

مدینہ میں وہ نورِ کبریا ہیں
دبا ہے سر زمیں سے آسماں کا

ارم ہے لوٹ بطحا کی گلی پر
فلک منہ تک رہا ہے آستاں کا

شب اسریٰ خداوندِ جہاں نے
تمہیں بھیدی کیا رازِ نہاں کا

تڑپنے سے جو حاصل ہے تسلی
یہ دل میں غم ہے کس آرامِ جاں کا

قطعہ

ادھر اک جوشِ پرشانِ کریمی
ادھر اک لطفِ شاہِ دو جہاں کا

غمِ کونین سے چھوٹی یہ امت
یہاں کا غم نہ کچھ کھٹکا وہاں کا

پلا دو کیف کو کوثر کے ساقی
کوئی ساغر مئے عشقِ نہاں کا

مرے نزدیک ہے آفاق کا سردار ہو جانا
غلامانِ غلامِ احمدِ مختارؐ ہو جانا

یہ قربِ خاص حاصل تھا تو حضرت ہی کو حاصل تھا
کہ گھر بیٹھے خدا کا محرمِ اسرار ہو جانا

شفا اچھی مریضِ غم کہ ان کا مہرباں ہونا
جو اچھا ہو تو اچھا ہو کے پھر بیمار ہو جانا

دکھا دینا محمدؐ کا کسی دن خواب میں جلوہ
کبھی اے بختِ خفتہ تو ذرا بیدار ہو جانا

مرادیں سیکڑوں قربان ایسی نامرادی پر
پسند آیا اُسے اے دل مرا لاچار ہو جانا

مبارک ہو غلامانِ نبی آتے ہیں جنت میں
سنور کر آج اے حورو ذرا تیار ہو جانا

مرا جب ہے وہ خود پوچھیں کہ تیری التجا کیا ہے
خدا کے واسطے بند اے لبِ اظہار ہو جانا

مذاقِ دید سے آنکھیں تو ہیں ناآشنا بالکل
سراپا چشمِ شوق اے طالبِ دیدار ہو جانا

ستاتا ہے فشارِ گور کس صورت سے دیکھوں تو
پسِ مردن مری تربت پہ تم اکبار ہو جانا

مرا آرام بن جاتا ملا کر خاک میں مجھ کو
بدل کر بھیس اے فرقت وصالِ یار ہو جانا

مئے الفت اگر پی ہو تو رہنا کیف ہر دم میں
کبھی بےخود کبھی غافل کبھی ہوشیار ہو جانا

ملا قسمت سے اے خوش قسمتی دامن محمدؐ کا
نہ چھوڑوں گا نہ چھوڑوں گا کبھی دامن محمدؐ کا

مبارک عاصیوں کو نجات آتی ہے بطحا سے
کہ ہے باغِ شفاعت کی کلی دامن محمدؐ کا

ٹھکانا کیا ہی اس پھیلاؤ کا اللہ رے وسعت
کہ ہیں تھامے ہوئے ہر امتی دامن محمدؐ کا

چراغِ مہر روشن زیرِ دامانِ محمدؐ سے ہے
دکھاتا ہے جہاں کو روشنی دامن محمدؐ کا

ہوائے دورِ دامن شمع عصیاں کو بجھا دیگی
کرے گا ہم کو دوزخ سے بری دامن محمدؐ کا

بہ رنگِ ابر چھایا چار حد بحرِ عالم میں
بنا دامانِ ابرِ رحمتی دامن محمدؐ کا

عیاں ہی شانِ ستاری قبائی جسمِ اطہر سے
کرے گا عیب پوشی خلق کی دامن محمدؐ کا

سرِ کوثر خدا پہنچائے تو ای کیف ایسا ہو
کبھی ہو ہاتھ میں ساغر کبھی دامن محمدؐ کا

ہے گرم دو عالم میں بازار محمدؐ کا
کونین میں چلتا ہے دینار محمدؐ کا

محبوب خدا کو تم اور دیکھ لو بے پردہ
دشوار ہے اے موسیٰ دیدار محمدؐ کا

معراج کی شب کیا تھی خلوت تھی محمدؐ کی
ہنگامۂ محشر ہے دربار محمدؐ کا

اللہ کی سبحان کی کب بات کسی سے کی
اقرار خدا نکلا اقرار محمدؐ کا

پردہ رخِ انور کا ایک پردۂ وحدت ہی
آئینہ خالق ہے رخسار محمدؐ کا

خلاقِ دو عالم تو پیارا ہے محمدؐ پر
اور امتِ عاصی پر ہے پیار محمدؐ کا

جاروب کش اس در کا اعلیٰ سی بھی اعلیٰ ہی
اچھوں سے بھی اچھا ہی بیمار محمدؐ کا

جس نے کہ انہیں جانا اللہ کو پہچانا
دیدار خدا کا ہے دیدار محمدؐ کا

اکبر پہ ہے مستانہ سے ہاتھ میں پیمانہ
یہ کیف ہے دیوانہ سرشار محمدؐ کا

مہرباں ہم پہ ہے محبوب خدا کا کیسا
دیکھو چمکا ہے اس امت کا نصیبا کیسا

تجھ پہ کونین پیارا ہے تو بے مثل ہے تو
تو مگر جس پہ پیارا ہے وہ ہوگا کیسا

آپ کو دیکھ سکا دیکھنے والا کس دن
کہہ تو دے کوئی کہ تھا آپ کا نقشا کیسا

وہ لطیف انکی کمر نور کا آئینہ تھا
صاف جس میں سے نکل جاتا تھا پٹکا کیسا

حق جو معشوق ہو انکا تو چھپے بھی اُن سے
خود ہی عاشق ہو تو معشوق سے پردہ کیسا

کیوں نہ ہو تو بھی تو یکتا ہے خداوند کریم
تیرے محبوب کا بے مثل نہ ہونا کیسا

روشنی مہر درخشاں کی دبی جاتی ہے
جلوہ افگن ہے جمالِ رُخِ زیبا کیسا

تیرے قربان محمدؐ کے بنانے والے
عاصیوں کا یہ بنایا ہے وسیلہ کیسا

جرم پہ جرم یہ کرتی ہے خدا رحم پہ رحم
اُن کی اُمت یہ ہے اللہ کا پیارا کیسا

ظلمتِ کفر میں کیف جہاں سے بالکل
ہوگیا آپ کے آتے ہی اُجالا کیسا

جناں میں آشیاں باندھا تو کیا اے مرغِ جاں باندھا
مدینے کے چمن میں گر نہ تو نے آشیاں باندھا

کبھی مضبوط ہم نے رشتہ تو بہ کہاں باندھا
ادھر توڑا اُدھر جوڑا یہاں کھولا وہاں باندھا

وہ گنجِ ذاتِ احمدؐ کیا ہے یارب کچھ نہیں کھلتا
کہ اک جس کے لئے تو نے طلسمِ دو جہاں باندھا

مٹے گی گردشِ قسمت ہماری ایک چکر میں
کبھی چکر جو قصرِ پاک کا اے آسماں باندھا

خدا کا نور ایک آنکھوں کے نیچے پھر گیا اے دل
تصور اُس رُخِ پُرنور کا ہم نے جہاں باندھا

یہ دالِ اسمِ احمدؐ دال ہے بخشش پہ امت کی
کہ اس نے دامنِ رحمت میں ہے سارا جہاں باندھا

مدد اے سرورِ عالم کہ خود میں نے گناہوں کا
پہاڑ اک سر پہ رکھا پشت پر بارِ گراں باندھا

خداوندِ جہاں نے اپنے بندوں کی شفاعت کا
تمہارے سر پہ سہرا اے شفیعِ عاصیاں باندھا

نکل جاتا تھا یوں نکلے نظر جس طرح عینک سے
کمر سے اُس سراپا نور نے پٹکا جہاں باندھا

کھلا بابِ کرامت غیب سے کیفِ حزیں اُس پر
جھکا کر سر زمیں جس نے خیالِ آستاں باندھا

درِ نبیؐ پر پڑا رہوں گا پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت پھرے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا

مریضِ فرقت جئے گا کیونکر جیا تو جینا حرام ہوگا
نہ چین ہوگا برنگِ بسمل تڑپ تڑپ کر تمام ہوگا

کسی کی اُس جا گذر نہ ہوگی وہ اُس کا عالی مقام ہوگا
جہاں پتا شاہ کا نہ ہوگا وہاں تمہارا اعلام ہوگا

خلافِ معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہوگا
خدا بھی ہوگا اُدھر ہی اے دل جدھر وہ عالی مقام ہوگا

شفیعِ محشر لقب ہے اُس کا اُسے شفاعت سے کام ہوگا
ہے سب کا دار و مدار اُس پر وہی مدار المہام ہوگا

دیارِ رحمت پہ ہوگا قبضہ اُنہیں کا ہر سو بجے گا ڈنکا
جو حشر ہوگا تو دیکھ لینا اُنہیں کا سب انتظام ہوگا

کیے ہی جاؤں گا عرضِ مطلب ملے گا جب تک نہ مطلبِ دل
نہ شامِ مطلب کی صبح ہوگی نہ یہ فسانہ تمام ہوگا

جو دل سے ہے مائلِ پیمبر یہ اُس کی پہچان ہے مقرر

کہ ہر دم اُس بینوا کے لب پر درود ہوگا سلام ہوگا

کرو شفاعت کا آج دن ہے کہ عدل پر ہے جنابِ باری
تمام اُمت چھٹے گی غم سے تو سارے نبیوں میں نام ہوگا

اسی توقع پہ جی رہا ہوں یہی تمنا جلا رہی ہے
نگاہِ لطف و کرم نہ ہوگی تو مجکو جینا حرام ہوگا

یہاں نہ مقصد ملا تو کیا ہے وہاں ملے گا طفیلِ حضرت
ہمارا مطلب ہوا دھرا ہے نہ صبح ہوگا تو شام ہوگا

ہوئی جو کوثر پہ باریابی تو کیفؔ میکش کی دھج یہ ہوگی
بغل میں مینا نظر میں ساقی خوشی سے ہاتھوں میں جام ہوگا

مشیتِ ایزدی میں یہ تھا کہ ہو نہ کوئی جواب اُنکا
پسند ہے صورت آفریں کو وہ حُسن ہے انتخاب اُنکا
گناہگارو یہ ناامیدی ذرا تو دل میں امید رکھو
اگر دکھائیں وہ اپنا جلوہ تو کوہ ہوں کوہِ طورِ سینا
ازل سے جو نور ہوں مجسم جو کمسنی میں ہوں مہرِ عالم
خدا کو الفت کمال اُنکی اور اُنکو امت کمال پیاری
جو دل سے ہیں عاشقِ پیمبر تو عشق عاشق ہے اُنکے اُنپر
ارم کی پڑتی ہے آنکھ جس پر وہ چیز کیا ہے گلی ہے اُنکی

یہی تو باعث ہے بے تکلف سایہ جو صورت آفتاب اُنکا
نبی تو ہونگے ہیں ہزاروں مگر کہاں ہے جواب اُنکا
شفیعِ روزِ جزا ہیں محشر سنا بھی تم نے خطاب اُنکا
ابھی یہ ساری خدائی غش ہو جو حسن ہو بے نقاب اُنکا
پھر اُنکے جوبن کا کیا ٹھکانا خدا ہی نے جانا شباب اُنکا
اِدھر کرم بے حساب اُنپر اُدھر کرم بے حساب اُنکا
غمِ رسالت مآب کے وہ غمِ رسالت مآب اُنکا
جہاں فلک کی جھکی ہے گردن وہ در ہے عالیجناب اُنکا

خدا سے اے کیفؔ یہ دعا ہے کہ اُن کا دیوانہ یوں بنا دے
بتائے سب انگلیوں سے مجکو یہ مست ہے بے شراب اُنکا

ہم نے تقدیر سے اللہ کا پیارا پایا
بزمِ عالم کا تمہیں انجمن آرا پایا

اور پھر اُس کو بھی پایا تو ہمارا پایا
ہم نے ہر چیز میں اک نور تمہارا پایا

کوئی کیا جانے خدا جانے تمہارا پایا
دونوں عالم نے تمہارا ہی سہارا پایا

سرخروئی ہوئی امت کو تمہیں سے حاصل
اس گلستاں کا تمہیں کو چمن آرا پایا

پتہ پتہ پہ لگی دیکھی اسی نام کی مہر
سینکڑے تنکے پہ محمدؐ کا اجارا پایا

معصیت کاروں کو حضرت سا ملا شافع حشر
ڈوبنے والوں نے کیا خوب سہارا پایا

چشم رحمت ہمہ تن ہوگئی مصروف داور
جس طرف انکی نگاہوں کا اشارا پایا

پاکر ہٹ بخشش امت پہ تمہاری حق نے
بخش دینے کے سوا اور نہ چارا پایا

اُنکے ایواں کی بھی ہے عرش سے اونچی کرسی
تم نے دیکھا بھی ہے اے کیفؔ ہمارا پایا

بس مرے حق میں تو بس ہے اک نظر بھی دیکھنا
اے خدا کے دیکھنے والے ادھر بھی دیکھنا

اس میں زخم جرم کاری اسمیں داغ معصیت
یا محمدؐ ساتھ ہی دل کے جگر بھی دیکھنا

اے سیہ کارو رہو مہر کرم کے منتظر
شام دیکھی شام عصیاں کی سحر بھی دیکھنا

عرش تخت اللہ کا اور خاک نعلین رسولؐ
دیکھنے کی بات ہے شان بشر بھی دیکھنا

گنبد قصر نبیؐ کی شان کیا دیکھے گا چرخ
غیر ممکن ہے عروج شان در بھی دیکھنا

رخ شفاعت کا ادھر ہے ہو رہیگی مغفرت
پھول تو اے عاصیو دیکھا ثمر بھی دیکھنا

بہر امت ہے دعا سر بھی کھلا ہے آپکا
باندھ رکھی ہے شفاعت پر کمر بھی دیکھنا

ہے امید چشم رحمت اور ہوس کی ساتھ ہی
دیکھ کر اک بار پھر بار دگر بھی دیکھنا

تم مجھے دوزخ میں لیجاؤ وہ دیکھیں آنکھ سے
اے فرشتو یہ نہ ہوگا ہو کے سر بھی دیکھنا

خیر ہے خیر البشر کا سامنا ہونے تو دو
میٹ دینگے فتنۂ عصیاں کا شر بھی دیکھنا

کیفِ مسکیں تو نگاہ لطف کا مشتاق ہے
اک نظر اے ساقی کوثر ادھر بھی دیکھنا

پسند اور حق کو ہوا ہے نہ ہوگا
جواب آپ کا تو ہوا ہے نہ ہوگا

کلام محمدؐ کلام خدا ہے
کوئی ایسا حق گو ہوا ہے نہ ہوگا

ہوئے آپ پیدا تو یہ شور اُٹھا
ہوا وہ کبھی جو ہوا ہے نہ ہوگا

شہ دو جہاں کو وہ حاصل ہے رتبہ
جو حاصل کسی کو ہوا ہے نہ ہوگا

یہ روشن ہے بس معجزہ آپ کا ہے
کسی سے قمر دو ہوا ہے نہ ہوگا

مریضانِ عشقِ حبیبِ خدا کا
علاج اے طبیبو ہوا ہے نہ ہوگا

ہوا تیری رحمت سے مایوس کس دن
کبھی مجھ سے یہ تو ہوا ہے نہ ہوگا

خدا خالق کا ان کی خود مدح خواں ہے
محمدؐ سا خوش خو ہوا ہے نہ ہوگا

مئے عشقِ احمدؐ ہو کیف سے بے شک
ضرر اس سے تم کو ہوا ہے نہ ہوگا

تری اُمت کو اور دوزخ جلائے ہو نہیں سکتا
ترے ہوتے کسی پر آنچ آئے ہو نہیں سکتا

کیا پیدا خدا نے رحمتِ عالم کی اُمت میں
ہم اُنکے اور ہم پر قہر آئے ہو نہیں سکتا

ازل سے خوانِ رحمت ہے گنہگاروں کی حصہ میں
کوئی حق دار حق اپنا نہ پائے ہو نہیں سکتا

خدا خود نا خدا ہے امتِ احمدؐ کے بیڑے کا
یم عصیاں میں یہ اور ڈوب جائے ہو نہیں سکتا

نہ بھولا امتِ عاصی کو جو وقتِ ولادت بھی
قیامت میں وہ اُسکو بھول جائے ہو نہیں سکتا

مثل مشہور ہے کہ تو مرے پیارے کا پیارا ہے
خدا کو پیار اور ہم پر نہ آئے ہو نہیں سکتا

بڑی مشکل سے ہاتھ آیا بڑی مشکل سے پایا ہے
ترا دامن کوئی مجھ سے چھڑائے ہو نہیں سکتا

خدا پردہ اٹھائے کس طرح روئے محمدؐ سے
کوئی محبوب کو اپنے دکھائے ہو نہیں سکتا

مئے عشقِ نبیؐ کی کیف پی ہے میں نے گھٹی میں
بجز اسکے مجھے اور چین آئے ہو نہیں سکتا

ہو بخیر انجام مجھ غمناک کا
نام لیوا ہوں رسولِ پاک کا

خاص پیارا ہے خدائے پاک کا
غمگسار اس امتِ غمناک کا

دامنِ رحمت کی ہے گر آرزو
تھام دامن سیدِ لولاک کا

جس کا شانِ عیب پوشی نام ہی
ہے دبی پردہ تری پوشاک کا

جز خطا کچھ اس سے ہو سکتا نہیں
جرم کا پتلا ہے پتلا خاک کا

آئینہ ہو کس طرح شانِ نبی
آئینہ پر زنگ ہے ادراک کا

پیار امت پر ہے اُن کا عاصیو
پیار ہے جن پر خدائے پاک کا

کیوں نہ ہو ناز اپنی قسمت پر مجھے
امتی ہوں سیدِ لولاک کا

بادۂ عشقِ نبی میں چور ہے
کیف بے خود ہے شرابِ پاک کا

پیامِ رحمتِ حق سب کو مصطفےٰ نے دیا
دیا غریبوں کو جس نے اُسے خدا نے دیا

تمہارے لطف نے روکا ہر ایک آفت کو
کہ ہم پہ قہرِ الٰہی کبھی نہ آنے دیا

خدا کے تم ہو تمہاری ہے یہ خدائی سب
وہ تم خدائی کو دو جو تمہیں خدا نے دیا

شفاعت آپ کی یہ آئی حشر میں آڑے
کہ عاصیوں کو جہنم تلک نہ جانے دیا

ترے غلام نے مردے جلائے مثلِ مسیحؑ
جواب شاہ کو بڑھ کر ہے گدا نے دیا

علاجِ دردِ خطا ہو گیا کرم تیرا
بڑے مریض کو آرام اس دوا نے دیا

غمِ فراق میں سب بھوک پیاس بند ہوئی
تمہارے ہجر نے پینے دیا نہ کھانے دیا

نہ باز آئی ستاتی رہی مدام مجھے
حضور مجھ کو بڑا دکھ مری خطا نے دیا

جو نوبت آپ کی آئی تو کافروں نے بھی
جہاں میں دین کا ڈنکا ہمیں بجانے دیا

وہی دلائیں گے فردوس فرشیوں کو بھی
قرار عرشیوں کو جن کی خاکِ پا نے دیا

میں اپنے حال میں اک کیف مست رہتا ہوں
شراب کا سا مزہ عشقِ مصطفےٰ نے دیا

خدا سے بخشش امت کا جو قرار لیا
حضور آپ نے میدان حشر مار لیا

ترے کرم نے سر حشر جا کر جو ور
ہمارے سر سے گناہوں کا بوجھ اتار لیا

ہوئے وہ حشر میں ہر جرمکار کی حامی
جہاں جسے کوئی مشکل پڑی پکار لیا

بکھر کے حشر کے دن گیسوئے محمد نے
ہمارے بگڑے ہوئے کام کو سنوار لیا

لیا نہ حق سے اس امت نے اور کوئی نبی
نبی لیا تو شفیع گنہگار لیا

شبیہ فضل جو خالق نے کھینچنی چاہی
تو اسکے بدلے میں نقشا ترا اتار لیا

طریق عشق ہی مانند طائر بسمل
کبھی چلے کبھی تڑپے کبھی قرار لیا

لیا کرم نے مرا نام بار ہا اے کیفؔ
جو میں نے نام محمد کا ایک بار لیا

ظلمت کفر کو آفاق سے ٹالا کیسا
کر دیا تم نے اندھیرے کو اجالا کیسا

آپ کے روئے مخطط نے ازل میں حق سے
لیلیا ملک شفاعت کا قبالا کیسا

ناخن دست شفاعت پہ مری جان نثار
خار عصیاں کا مرے دل سے نکالا کیسا

اسکی بینائی تو کھو دیگے برابر بھی نہیں
چشم منکر میں ہے چھایا ہوا جالا کیسا

سر خلق کو حضرت کی شفاعت نے کیا
عرصۂ حشر میں پھولا گل لالا کیسا

رہگیا دب کے ترے معجزے سے شاہوں کا غرور
منفعل ہے تری کملی سے دوشالہ کیسا

قد ہے بے سایہ بدن نور خدا کا محبوب
ہے خدائی سے یہ انسان نرالا کیسا

بخشوا ہی کے رہے حق سے گنہگاروں کو
تم نے ڈوبے ہوئے بیڑے کو نکالا کیسا

تیرے جلوہ کی تو کیا بات ہے سبحان اللہ
دیکھنا یہی کہ تھا دیکھنے والا کیسا

لے تو چل کیفؔ مجھے ساقی کوثر کے حضور
میں تو چلو ہی سے پی لونگا پیالا کیسا

نہ کیونکر حق ہو رحمت پر ہمارا
حبیب حق ہے پیغمبر ہمارا

خیالِ شمع رخسارِ نبی کا
ہے پروانہ دلِ مضطر ہمارا

مزاجب سے کہ اُنکے در پہ ای دل
لگا ہو سامنے بستر ہمارا

اُدہر شانِ کریمی پر نظر ہے
اِدہر ہے آسرا تم پر ہمارا

خدا کا فضل ہے اور ہاتھ اُنکے
خطا کا بوجھ ہے اور سر ہمارا

نکل جائیگا دھڑکا حشر کا بھی
جو دم نکلے گا اُس در پر ہمارا

کئے دیتی ہے غفلت ذبح بے موت
گلا کٹتا ہے بے خنجر ہمارا

وہ آیا جوش پر بحرِ شفاعت
وہ ڈوبا جرم کا دفتر ہمارا

ہمیں راحت ہے اُن زلفوں کا سودا
ہمیں صندل ہے دردِ سر ہمارا

پڑے ہیں ظلمتِ عصیاں میں کیسے
اندہیری گھُپ میں ہے بستر ہمارا

ثمر نخلِ شفاعت کا تو دیکھو
کہ ہم اور باغِ جنت گھر ہمارا

تم اپنے مُنہ سے کہنا حشر میں یوں
یہ ہے کیفِ ثنا گستر ہمارا

مئے عشقِ نبی دل میں بھری ہے
لبالب کیفؔ ہے ساغر ہمارا

دنیا میں دین اُن کا عقبیٰ میں راج اُنکا
دونوں جہاں میں ڈنکا بجتا ہے آج اُن کا

باطن میں ہے طریقت جو فعل باطنی ہی
ظاہر میں ہے شریعت ظاہر رواج اُن کا

ہر دردِ معصیت کے وہ ہی طبیب نکلے
ہر روگ کھونیوالا نکلا علاج اُن کا

بخشش اُسی طرف ہی ہے جس طرف شفاعت
جانے ہوئے ہوا دل خالق مزاج اُن کا

کونین کے تو مالک اور اُس پہ انکساری
اللہ رے یہ مراتب اور یہ مزاج اُن کا

جو کل سے روز دینگے بھر بھر کے جامِ کوثر
ای کیفؔ مدح خواں ہوں میں دل سے آج اُن کا

لامکاں تک کوئی انسان نہیں جا سکتا
واں گئے تم کہ جہاں دھیان نہیں جا سکتا

بزمِ میلاد میں کس طرح سے منکر آئے
باغِ فردوس میں شیطان نہیں جاسکتا

بخشوا ہی کے وہ مانیں گے خدا سے ہم کو
ہاتھ سے اُن کے یہ میدان نہیں جاسکتا

جسم کے ساتھ سوا آپ کے یا فخرِ رسل
کوئی حق تک کسی عنوان نہیں جاسکتا

جب ہوئے آپکی اُمت میں تو ہوگی بخشش
آکے بھوکا کوئی مہمان نہیں جاسکتا

آبِ موتی کی کبھی بحر میں جاتی ہی نہیں
اُن کی اُمت کا تو ایمان نہیں جاسکتا

بہ بہشش حضرت بھی یہ کافر ہی رہے ٹوٹے میں
سچ ہے تقدیر کا نقصان نہیں جاسکتا

جو کچھ ارشاد ہوا ہے وہی ہوگا تا حشر
رائیگاں آپ کا فرمان نہیں جاسکتا

حشر کے دن وہی بھر بھر کے پلائینگے مجھے
کیفؔ خالی مرا ارمان نہیں جاسکتا

عجب حسن ہے عالم آرا تمہارا
خدا کر رہا ہے نظارا تمہارا

دو عالم ہوں بیہوش مانندِ موسیٰ
اگر حسن ہو آشکارا تمہارا

اُدھر آپ ہو جائیں رخ مغفرت کا
ذرا بھی جدھر ہو اشارا تمہارا

مہ و مہر ذرہ سے ہیں جسکے آگے
وہ چمکا ہوا ہے ستارا تمہارا

بلا لو مجھے پاس اپنے بُلا لو
نہیں دور رہنا گوارا تمہارا

دو عالم میں ہر ایک یوں کہہ رہا ہے
مجھے یا نبی ہے سہارا تمہارا

تمہارا ہے مردود، مردودِ خالق
خدا کا پیارا پیارا تمہارا

موئے پر بھی نورِ خدا آنکھ میں ہو
دمِ نزع ہو گر نظارا تمہارا

چلو کیفؔ اب ہند سے سوئے یثرب
یہاں ہو چکا اب گذارا تمہارا

آئے اور لے جسے منظور ہے جنت لینا
شرط ہے اس میں مگر راہِ شریعت لینا

یا نبی دامنِ رحمت ہے تمہارا دامن
ہم کو محشر میں تہِ دامنِ رحمت لینا

رہ نہ جاؤں کہیں محشر میں جناں سے محروم — ساتھ اپنے مجھے یا شافعِ امت لینا
عاصیو نام محمد ﷺ تو لیے جاؤ ذرا — اس کے بدلے میں تم اللہ سے جنت لینا
آخری وقت ہے اور بحرِ خطا جوش پہ ہے — ڈوبتا ہوں مجھے یا ختمِ رسالت لینا
شافعِ حشر محمد ﷺ کے سوا کوئی نہیں — کام اُنہیں کا تو ہے امت کی حمایت لینا

کیفؔ کو ایک عنایت کی نظر کافی ہے
کچھ تو اس کی بھی خبر روزِ قیامت لینا

اپنے عاشق کو مٹانا یار کا — ہے یہ الفت آزمانا یار کا
جس کو دیکھو ہے یگانہ یار کا — بھر رہا ہے دم زمانا یار کا
تھا مرا دل ہی ٹھکانا یار کا — بھید میں نے ہی نہ جانا یار کا
ہر جگہ پایا ٹھکانا یار کا — ہر جگہ ہے آستانا یار کا
اس کے کہنے میں خدائی ہو گئی — دل سے کہنا جس نے مانا یار کا
نفسِ بد خصلت کے کہنے میں رہا — اور کہا میں نے نہ مانا یار کا
جلوہ گر ہر شکل کے پردہ میں ہے — کھل رہا ہے منہ چھپانا یار کا
تجھ کو اے وحشت قسم ہے یار کی — مجھ کو دیوانہ بنانا یار کا
غم دیا ہے شادمانی کے لئے — مہربانی ہے ستانا یار کا

اپنی ہستی کھو تو پائے گا اُسے
کیفؔ یوں مشکل ہے پانا یار کا

کھنچا کچھ اس طرح بے مثل نقشہ اُن کی صورت کا
کہ خود شیدا ہوا صناعِ قدرت اپنی صنعت کا

مبارک کیوں نہ ہو اُمت کو اُن کی دن قیامت کا
کھلی جس اُمتی کی آنکھ منہ دیکھا شفاعت کا

تمہاری ہی زباں سے کیں خدا ئے پاک نے باتیں
تمہارے ہی لبوں سے بول بالا ہے شفاعت کا

ہوا ہے سب سے اول نور ذاتِ مصطفٰے پیدا
ہماری آنکھ سے پہلے کھلا ہے باب رحمت کا

وہی خیر البشر ہیں اور وہی ختم رسالت ہیں
نہ ہوگا خاتمہ بالخیر کیونکر اُن کی اُمت کا

تمہارا ہی تو نور پاک گنج ذاتِ وحدت ہے
تمہارا ہی تو نقشہ ہے پتہ صنّاعِ قدرت کا

رخِ حضرت سے مہر و ماہ نے تابندگی پائی
نظر سے مل گیا ہر آنکھ کو حصہ بصارت کا

تمہارے ہی سبب سے ہوگئے دونوں جہاں پیدا
تمہارے ہی سبب سے بڑھ گیا رتبہ نبوت کا

سرِ دریا دہ عشق نبی نے کر دیا بیخود
بنا ہے کیف متوالا شراب پاک طینت کا

جو نعمت اور بھی دے گلشن ارم کے سوا
وہ اور کون ہے ایسا ترے کرم کے سوا

چلن رہے گا تمہارے ہی دین کا تا حشر
چلے گا اب کوئی سکہ نہ اس درم کے سوا

بنا ہے جھک کے سر عرش فرش پا کس کا
عروج کس نے یہ پایا ترے قدم کے سوا

برائے نام مسلمان ہیں کہاں اسلام
ہماری گانٹھ میں کچھ بھی نہیں بھرم کے سوا

دکھائیگا ہمیں دیدار بھی نہ بعد نجات
ملے گا اور بھی یہ مال اس رقم کے سوا

مرے قصور تو حد سے بھی ہیں سوا لیکن
ہے کون بخشنے والا ترے کرم کے سوا

ق

نبی وہ کون سا اُمت پہ تھا فدا ایسا
اٹھائے کس نے یہ صدمے شہ امم کے سوا

نہ نیند بھر کے ہمارے الم میں سوئے کبھی
نہ پیٹ بھر کے غذا کھائی رنج و غم کے سوا

مریض درد خطا کیفؔ ہے طبیب ہو تم
یہ روگ کس سے مٹے گا تمہارے دم کے سوا

اپنے محبوب کا دیوانہ بنایا ہوتا
مجھ کو اُس شمع کا پروانہ بنایا ہوتا

دل کو اُن آنکھوں کا دیوانہ بنایا ہوتا
حق نے اُس گھر کو پریخانہ بنایا ہوتا

پھر قدِ پاک کا سایہ بھی بناتا بیشک
گر خدا نے تمہیں یکتا نہ بنایا ہوتا

عرش کی دلمیں جو حسرت تھی قدمبوسی کی
سر کو سنگِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

مری صورت سے گر ارمان بھی مسجود ہوتی
دل کو گر عشق کا میخانہ بنایا ہوتا

دل میں لبریز مئے عشق محمدؐ ہوتی
کاش اس ظرف کو میخانہ بنایا ہوتا

میری اُس شمع نبوت پہ اگر پڑتی آنکھ
پیرہن کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

کیفؔ میکش کو جو مستانہ بنانا تھا تجھے
تو محمدؐ ہی کا مستانہ بنایا ہوتا

ترے خاص مکاں کا پتہ مری جاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا
کہیں دونوں جہان میں تیرا نشاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ مکاں میں ہے تو نہ مکاں سے جدا کسی جا سے الگ کوئی تری جا
تو کسی کو کہیں نہ کبھی ہو کے عیاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا

تو کدھر ہے کدھر تو کہاں ہے کہاں کہیں چار طرف نہیں تیرا نشاں
تجھے ڈھونڈھ کے تھک گئے دونوں جہاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا

ترے راز کا راز پتے کا پتہ ترے علم کا علم ذرا سے ذرا
ترے بھید کا بھید نشاں کا نشاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ فلک پہ پتہ نہ زمیں پہ نشاں نہ ادھر نہ اُدھر نہ یہاں نہ وہاں

کہیں نام کو تیرا نشاں میری جاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

وہ مریضِ فراقِ حبیب ہوئیں وہ زمانہ میں خفتہ نصیب ہوئیں
جسے خواب میں چارۂ دردِ نہاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

مجھے گاہ ہی بھر کے پلادے کبھی مئے صاف کا جام نہو نہ سہی
مری آس کو خاک میں پیرِ مغاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا

جو امانتِ خاص کوئی شے تھی وہ بشر کے بغیر کسی نے نہ لی
کوئی جھیلنے والا یہ بارِ گراں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ رہوں تو گھر اپنا بناؤں کہاں درِ میکدہ چھوڑ کے جاؤں کہاں
مجھے کیف بجز درِ پیرِ مغاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ تھمتے اشک پل بھر نوحہ گر ہوتا تو یوں ہوتا
نہ اٹھ کر بیٹھتا دردِ جگر ہوتا تو یوں ہوتا

صبا بطحا کو لے جاتی اڑا کر جسمِ زار اپنا
غمِ دوری کا قصہ مختصر ہوتا تو یوں ہوتا

زمیں کو چومتا ہر دم لگاتا خاک آنکھوں سے
کبھی کوئے محمدؐ میں گذر ہوتا تو یوں ہوتا

بجائے پاؤں جاتا سر کے بل میں جانبِ بطحا
دعا میں گرمیٔ اشک اثر ہوتا تو یوں ہوتا

غمِ عشقِ محمدؐ کی گرہ ہوتی عیاں دل میں
نمایاں نخلِ الفت میں ثمر ہوتا تو یوں ہوتا

تمہاری یاد رہتی یاد سب کچھ بھولتا دل سے
خبر رہتی تمہاری بے خبر ہوتا تو یوں ہوتا

جہاں جو دیکھتا کہتا وہ مداحِ نبی آیا
جہاں میں کیف کا شہرہ اگر ہوتا تو یوں ہوتا

خاص رحمت کرمِ عام تمہارا نکلا
ملک بخشش کا فشاں نام تمہارا نکلا

سب کی فریاد رسی کام تمہارا نکلا
دو جہاں بندۂ بے دام تمہارا نکلا

ہر نبی کی ہے یہ ہر شکل تمہیں سے بنیا
جانِ ہر دین کی اسلام تمہارا نکلا

مظہرِ ذاتِ خدا ذات تمہاری نکلی
شاہِ ہر نام محمد نام تمہارا نکلا

مسلکِ منزلِ حق چال تمہاری ٹھیری / رہبرِ راہِ ھدا گام تمہارا نکلا

شجرِ عفو کے پھل تمنے دیئے امت کو / مغفرت کا چمن انعام تمہارا نکلا

ظلمتِ کفر مٹی کٹ گئے کافر دل میں / تیغ ساں نیرِ اسلام تمہارا نکلا

پڑگیا چار طرف صل علیٰ کا اک شور / مُنہ سے جسوقت مرے نام تمہارا نکلا

اسکی حسرت سرِ کوثر بھی نکالو گے تمہیں / مدح خواں کیف مے آشام تمہارا نکلا

زمین اُن کی فلک اُن کا مکان و لامکاں اُنکا / وہ محبوبِ الٰہی ہیں نہیں قبضہ کہاں اُن کا

دو عالم میں کوئی کیا کر سکے رتبہ بیاں اُن کا / خدائے دو جہاں خود بن رہا ہے مدح خواں اُنکا

اُنھیں کے دین کا ڈنکا بجیگا حشر تک ہر سو / ازل سے تا ابد کلمہ پڑھیگا دو جہاں اُن کا

وہاں رحمت برستی ہے ملایک سُننے آتے ہیں / مسلمانو نہیں باہم ذکر ہوتا ہے جہاں اُن کا

کلام حق کلام اُنکا، کلام اُن کا کلام حق / خدا کے ہمزباں وہ ہیں خدا ہے ہمزباں اُن کا

جہاں میں آچکا تھا اُنکا شہرہ پیشتر اُنسے / نشانِ آمد آمد تھا ظہورِ دو جہاں اُن کا

خدا کے وہ خدا اُنکا غرض معشوق و عاشق ہیں / خدا کے راز داں وہ ہیں خدا ہے راز داں اُن کا

خدا کی شانِ رزاقی اُنھیں کا خوانِ نعمت ہے / وہی ہیں میزباں سب کے دو عالم میہماں اُن کا

وہی اے کیف تیری بیکسی میں کام آئیں گے / لقب ہے دونوں عالم میں کسِ بیکساں اُنکا

کیف اک لطف دو عالم پہ ہے یکساں اُن کا / خلق میں کون نہیں بندۂ احساں اُن کا

عام رحمت کی گھٹا گیسوئے پیچاں اُن کا / خاص بخشش کا چمن عارضِ تاباں اُن کا

حسن یوسف کو دیا مہر کو ضو ماہ کو نور / ہر طرف فیض رساں ہے رُخِ تاباں اُن کا

عیب پوشی اُنھیں کیوں خلق کی منظور نہو / شانِ ستاری کا پردہ ہے گریباں اُن کا

صورتِ ابرِ کرم اور صفت ظلِ خدا / سر پہ اس امتِ عاصی کی ہے داماں اُن کا

وقتِ مشکل پہ ہُوئے مقصد جو پڑھیں اُنپہ درود
کام پھر غیب سے کیونکر نہو آساں اُن کا

بڑھ کے ایمان سے جو لوگ سمجھتے ہیں اُنہیں
کیفؔ کس طرح سے کامل نہو ایماں اُن کا

تو نور نورِ اول ہے نور تیرا
تو حکم حکمِ آخر آخر ظہور تیرا

ہے عیب پوش جامہ ای حق کے نور تیرا
ڈہانکے گا عیبِ اُمت دامن ضرور تیرا

ہوتا جو ہر نبی سے اول ظہور تیرا
تو ہر رسول پڑھتا کلمہ ضرور تیرا

تیرا ظہور حق نے اپنا ظہور سمجھا
اظہار ذات باری نکلا ظہور تیرا

آوازۂ شفاعت سُن سُنکے شادماں ہیں
لیلے کے نام خوش ہیں اہلِ قصور تیرا

آدم کو سب فرشتے سجدہ کبھی نہ کرتے
ہوتا اگر نہ پنہاں آدم میں نور تیرا

جلوہ مکاں سے تیرا بیشک ہے لامکاں تک
بستا بس ایکساں ہے نزدیک دور تیرا

ہیں جانور بھی شاہد تری پیمبری کے
پڑھتے ہیں دلمیں کلمہ وحش وطیور تیرا

یہ سہے خطا کا پتلا آمرزگار ہے تو
انسان کی خطا سے اچھا قصور تیرا

تو ابتدا ازل کی تو انتہا ابد کی
اول ہے نور تیرا آخر ظہور تیرا

گھر دور ہے سمجھ کا مشہور یہ مثل ہے
لیکن سمجھ کے گھر سے مسکن ہے دور تیرا

تو بھید ہے خدا کا اور دور ہے سمجھ سے
کس طرح بھید سمجھیں اہلِ شعور تیرا

ہر شکل آئینہ ہے ہر آئینہ میں تو ہے
ہر شئے میں نور تیرا ہر جا ظہور تیرا

عاصی تو ہے مگر تو مداحِ مصطفٰےؐ ہے
اے کیفؔ پار ہوگا بیڑا ضرور تیرا

خبر اے ہادیٔ اسلام لینا
کہ میں گرتا ہوں مجکو تھام لینا

مجھے ہو شغل اُن کا نام لینا
یہی تو مجھ سے یارب کام لینا

ہمارا کام ٹھوکر کھاکے گرنا
تمہارا کام ہم کو تھام لینا

ہر اک مشکل میں کام آتا ہے ایدل
محمد مصطفیٰ کا نام لینا

عجب بازارِ بخشش میں ہے سودا
کھری شئے دیکے کھوٹے وا ملینا

محبت ہے تمہاری عین ایماں
عبادت ہے تمہارا نام لینا

تمہاری دستگیری کا ہے یہ کام
کہ ہاتھ امت کا اپنی تھام لینا

نہ بن روگی یہ غفلت چھوڑ ایدل
کہ دُکھ دے گا یہی آرام لینا

نہ کر اس نفس کی خاطر بُرے کام
یہی ہے مفت کا الزام لینا

اگر ہے دامنِ بخشش کی خواہش
تو شاہِ دیں کا دامن تھام لینا

سر کوثر خدا چاہے تو اے کیفؔ
انہیں کے ہاتھ سے تو جام لینا

بجز حبِّ محمدؐ کامل ایماں ہو نہیں سکتا
خدا کا جاننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا

نبوت سے نبی اُن کی برابر ہو نہیں سکتا
اُتر کر ہر صحیفہ مثل قرآں ہو نہیں سکتا

شبِ معراج جو باتیں خدا نے کیں محمدؐ سے
دو عالم پر عیاں وہ رازِ پنہاں ہو نہیں سکتا

سوا اُنکے کوئی ہرگز شفاعت کر نہیں سکتا
سوا اُنکے کوئی محبوبِ یزداں ہو نہیں سکتا

اس امت کی خطا سرزد ہو گیسو بن نہیں سکتی
گلے پڑ کر کبھی دامن گریباں ہو نہیں سکتا

تمہاری یادلیت دوسرے میں آ نہیں سکتی
محمدؐ اور اب تمسا تو ہاں ہاں ہو نہیں سکتا

مٹا سکتا نہیں جوش مخالف دینِ احمدؐ کو
اس آندھی سے یہ شیرازہ پریشاں ہو نہیں سکتا

محمدؐ دوسرا پیدا اگر ہو بھی تو کیونکر ہو
کبھی جھوٹا خدا کا عہد و پیماں ہو نہیں سکتا

بظاہر گو بشر ہیں وہ مگر نورِ الٰہی ہیں
محمدؐ مصطفیٰ سا کوئی انساں ہو نہیں سکتا

بجھے گا دل نہ اہلِ کفر سے ایمان والوں کا
ہوا سے گل چراغِ ماہِ تاباں ہو نہیں سکتا

محمدؐ کی شفاعت ہے نگہباں ناخدا ہو کر
جہاز امت کا غرقِ بحرِ عصیاں ہو نہیں سکتا

محمدؐ مصطفیٰ اے کیفؔ ممدوحِ الٰہی ہے
بشر کیا ہے کوئی انکا ثنا خواں ہو نہیں سکتا

بشر سے بیاں وصف کیا ہو تمہارا — کہ مداح خود جب خدا ہو تمہارا
وہی سر ہے جس میں تمہارا ہو سودا — وہی دل ہے جو مبتلا ہو تمہارا
رسولوں میں اللہ رے رفعت تمہاری — کہ عرش خدا فرش پا ہو تمہارا
تمہاری ہی امت میں پیدا ہوئے ہیں — نہ کیونکر ہمیں آسرا ہو تمہارا
کوئی لطف دیدار حق اُس سے پوچھے — کہ دیدار جس کو ہوا ہو تمہارا
نہ ہو خاتمہ کیوں نہ بالخیر اُسکا — نبی جس نے کلمہ پڑھا ہو تمہارا

بلا شبہ پار اُس کا ہو جائے بیڑا
کرم کیف پر گر ذرا ہو تمہارا

ردیف ب

اے ماہِ عرب ہو گا دیدار تمہارا کب — جانے مری قسمت کا چمکے گا ستارا کب
حق آپ کی اُمت کو کس طرح نہ بخشے گا — معشوق کا غم ہو گا عاشق کو گوارا کب
خالق نے بنایا کب حضرت سا دوبارا پھر — نقاشِ ازل نے پھر نقشہ یہ اُتارا کب
گلزارِ نبوت کا کیوں رنگ نہ جم جاتا — اس باغ نے پایا تھا تم سا چمن آرا کب
ایمان اس امت کا کس طرح سے جائیگا — موجوں نے کیا اُٹھکر دریا سے کنارا کب
اللہ کی جلوے کی کب تاب نہ لائے تم — بھکی نگہ حق بیں ہنگامِ نظارا کب
حد گرمی عصیاں کی رحمت سے بڑھیگی کیا — اس پھول سے چلیگا دوزخ کا شرارا کب
گو حد گئی یہ امت جھنڈے پہ گنا ہونکے — پرچشم شفاعت نے نظروں سے اتارا کب
تھا کام تمہارا ہی امت کی شفاعت کا — یوں اور رسولوں نے یہ بوجھ سہارا کب
یہ مہر نبوت کی پٹہ ہے شفاعت کا — پکی ہے سند اس کی کچا ہے اجارا کب

کھلتا ہوا دل اپنا کب غیر کی باتوں سے
اے کیفؔ سرور اپنا ترشی نے اتارا کب

پردے میں تھی جو ذات وہ تم سے عیاں ہے اب
حق ہیں اگر ہو آنکھ تو پردہ کہاں ہے اب

دنیا میں ہر قصور کا بدلا کہاں ہے اب
اُنکے سبب سے ہم پہ خدا مہرباں ہے اب

ہم داستاں ہیں اُنکا خدا ہم زباں ہے اب
تھا جو کلام حق وہی اُنکا بیاں ہے اب

ملتا ہے حق اُسی کو جو ملتا ہے آپ سے
نام رسول پاک خدا کا نشاں ہے اب

جب تم فلک پہ تھے تو فلک رشک عرش تھا
اور اب زمیں پہ ہو تو زمیں آسماں ہے اب

اگلی کتابیں حق کی رسولوں کو حفظ تھیں
قرآں ہر امتی کو تری بر زباں ہے اب

آتے ہی اُنکے کفر بھی اسلام ہو گیا
بتخانہ خاص کعبہ ہے ناقوس اذاں ہے اب

چمکا ہوا ہے نیّرِ اسلام آپ کا
وہ کفر کا جہاں میں اندھیرا کہاں ہے اب

بندہ میرے حال پہ بھی رحم کیجئے
ہر طرح لا دوا مرا درد نہاں ہے اب

جو بحرِ فیض تھا وہ ترا نورِ پاک تھا
جو باب لطف ہے وہ ترا آستاں ہے اب

دونوں جہاں میں جسکا ٹھکانہ کہیں نہیں
وہ کیفؔ نا قبول ترا مدح خواں ہے اب

ردیف ت

تجھ پہ اللہ فدا اور تجھے پیاری امت
تری صدقے ترے قرباں تری واری امت

کیوں نہ معشوق کے پیارے پہ ہو پیارا عاشق
کیوں نہ اللہ کو پیاری ہو تمہاری امت

چشم میزانِ قیامت میں جو ہلکی ہے تو ہو
ہے تری لطف کے پلے پہ تو بھاری امت

کھل گیا غنچۂ دل خلد میں گل ہوروں کا
بن گئی دم سے ترے باد بہاری امت

رنج بھی ہوگا نہ ادھر خلد میں جانا کیسا
بخشوائیں گے وہ جبتک نہ ساری امت

ہے بجا اس کا جو نام امت مرحومہ ہے
کیوں نہو ہے یہی تو آخر یہ تمہاری امت

کیف میکش کا بھی اسوقت ذرا دھیان رہے
آئے جس وقت کہ کوثر پہ تمہاری امت

اذاں کہتے ہیں جس کو ہے یہی اسلام کی نوبت
قیامت تک بجے گی یہ تمہارے نام کی نوبت

بنایا خاص حق نے آپ ہی کو رحمتِ عالم
بجی ہے آپ ہی کے دم سے لطفِ عام کی نوبت

جسے کہتے ہیں کلمہ اور شریعت نام ہے جس کا
یہ اُن کے دین کا ڈنکا وہ اُن کے نام کی نوبت

کبھی تو وہ ہماری بگڑی باتوں کو بنا دیں گے
کبھی تو آئے گی اے دل ہمارے کام کی نوبت

خدا خود اُمتِ احمدؐ کو دے گا حکم جنت کا
در جنت پہ رکھی جائے گی انعام کی نوبت

بجایا ہے تمہیں نے خلق میں ڈنکا ہدایت کا
جو تم آئے تو آئی بخشش و اکرام کی نوبت

اماں ابلیس نے بھی پائی ضربت سے طمانچہ کی
یہاں تک بڑھ کے پہنچی اُن کے لطفِ عام کی نوبت

بری ہے قہر حق سے کیف بیشک امتِ احمدؐ
یہ وہ دن ہے کبھی آئی نہ جس میں شام کی نوبت

آمدِ سید عالم ہے یہاں آج کی رات
حق نما تا جور آلم ہے یہاں آج کی رات

بیشک آنے کو ہیں سلطان جہاں آج کی رات
جھوٹے حق بھاگ کی جا بیٹھے کہاں آج کی رات

جلوہ گر ہونیکو ہیں کون و مکاں آج کی رات
نورِ حق پردہ سے ہوتا ہے عیاں آج کی رات

جن کی آمد کا رسولوں میں ازل سے غل تھا
آؤ لوگو کہ وہ آتے ہیں یہاں آجکی رات

جن پہ موقوف تھا حق گوئی کا ظاہر ہونا
بنکے آتے ہیں وہ خالق کی زباں آجکی رات

سرِ حق ذات ہے جنکی وہ یہاں آتے ہیں
سب پہ کھل جائینگے اسرارِ نہاں آجکی رات

دونوں عالم ہیں جو سرگرم درود اور سلام
کون آتا ہے شہ کون و مکاں آجکی رات

سارے بتخانوں میں بت خوف سے اوندھے ہونگے
دین بھی کفر سے پائیگا اماں آجکی رات

کیف ہونیکو ہے اس رحمتِ عالم کا ظہور
صاف گر نیکو ہے بخشش کا نشاں آجکی رات

ردیف ث

لب پر نہ آئے کیوں مرے ہر بار الغیاث
آفت زدہ ہوں یا شہ ابرار الغیاث

فریاد رس تمہیں تو خدا کی طرف سے ہو
پھر جاری ہے کیوں مری تکرار الغیاث

میں اپنی روسیاہی کے ہاتھوں سے تنگ ہوں
ہے بال بال میرا گنہگار الغیاث

ہرنی کی طرح میری بھی امداد کیجئے
غم کی رسن میں ہوں میں گرفتار الغیاث

وہ کیف ہند میں جو ثنا گو ہے آپ کا
اب ہو گیا ہے حد سے سوا خوار الغیاث

ردیف جیم تازی

تھا نام بھی شرکت کا جہاں گم شبِ معراج
تھے فضلِ الٰہی سے وہاں تم شبِ معراج

خلوت میں نہ تھا کوئی بجز ذاتِ الٰہی
تنہا فقط اللہ تھا یا تم شبِ معراج

بے پردہ فقط طالب و مطلوب ہم تھے
پردہ تھا نہ پردے کا تو ہم شبِ معراج

دیکھا بھی اُسے اور نظر تک بھی نہ بہکی
موسیٰ کی طرح غش نہوئے تم شبِ معراج

جبریل امیں کو بھی نہیں کچھ خبر اُنکی
حق نے جو کئے تم سے تکلم شبِ معراج

کیا کیا نہ لئے عہد خدا سے پئے امت
کیا کیا نہ ہوئے ہم پہ ترحم شبِ معراج

اللہ رے ہمت تری بخشش طلبی کی
بھولی نہ ہمیں وقتِ تکلم شبِ معراج

امت کی ہر ایک حسرتِ مردہ کو جلایا
تھی تیری شفاعت کی طلب تم شبِ معراج

کل بخششِ امت کا لیا عہد نہ جب تک
تب تک نہوئے شاد و ذرا تم شبِ معراج

جس بحر نے کل دفترِ عصیاں کو ڈبویا
تھا وہ ترے الطاف کا قلزم شبِ معراج

حالِ شبِ اسریٰ تو خدا جانے کہ حضرت
اے کیفؔ تھے اُسوقت کہاں تم شبِ معراج

در پر ترے جبریل نے آ کر شبِ معراج
پیغام دیا حق کا جگا کر شبِ معراج

حق نے تمھیں پاس اپنے بلا کر شبِ معراج
بے پردہ ملا پردہ اٹھا کر شبِ معراج

اللہ نے تنہا تمھیں پا کر شبِ معراج
سب علم دیا سب سے چھپا کر شبِ معراج

خورشید جہانتاب ہوا شرم سے روپوش
جلوے کی ترے تاب نہ لا کر شبِ معراج

جبریل امیں سوئے خدا لیگئے اے کیفؔ
دولہا سا محمدؐ کو بنا کر شبِ معراج

ردیف ح

روشن ہوں چاند ڈھال کے کیونکر قمر کی طرح
ہو کس طرح نبی کوئی خیر البشر کی طرح

پھل پائیں گے تمہارے کرم سے شجر کی طرح
پھولیں پھلیں گے حشر میں عاصی شجر کی طرح

کھائے گی منہ کی تیغ خطا خود کہ عاصیو
سینہ سپر ہے لطفِ محمدؐ سپر کی طرح

دستِ کرم سے ملے گا وہ غازہ کہ حشر میں
چمکیں گے روسیاہ ہونگے چہرے قمر کی طرح

کھلتی ہے سب کے دل کی کلی اُنکے ذکر سے
چلتا ہے اُنکا ذکر نسیمِ سحر کی طرح

کٹی بنے گا دفترِ اعمال بھیگ کر
برسے گی جب کرم کی گھٹا ابرِ تر کی طرح

کچھ غم نہیں کہ بادِ شفاعت سے حشر میں
جھڑ جائیں گے گناہ یہ برگِ شجر کی طرح

حق یوں کہے گا آپکی اُمت کو بخش کر
جاؤ رہو بسو مری جنت میں گھر کی طرح

کیا سمجھے کوئی کیفؔ محمدؐ کی ذات کو
بے سایہ جسم نورِ خدا کا بشر کی طرح

مغفرت اس کی نہو روزِ قیامت کس طرح
دوزخی ہو رحمتِ عالم کی اُمت کس طرح

عاصیوں کو یاد رکھیں گے نہ حضرت کسطرح
بھولجائیگی ہمیں اُن کی شفاعت کس طرح

اُنکے منہ سے روسیہ کایا پلٹ ہوجائینگے
دیکھنا خالق بدل دیتا ہے صورت کس طرح

مستحق تھا کون جز نورِ خدا اس اوج کا
ختم ہوتی اور نبیوں پر نبوت کس طرح

گر نہ آتے اس جہاں میں رحمت اللعالمیں
تو یہ عاصی جانتے خالق کی رحمت کس طرح

ہے دعائے سرورِ دنیا و دیں ردِ بلا
سر سے ٹلجائے اس اُمت کی آفت کس طرح

کیفؔ مانگے جا دعا مقبول بھی ہو جائیگی
بند ابھی ہو جائیگا بابِ اجابت کس طرح

ردیف خ

سب طریقے ہوئے آنسے تمہارے منسوخ
دین اگلے ہوئے قرآن سے سارے منسوخ

جرم کاروں میں تو بخشش کا قلم جاری ہے
کیوں نہوں نامۂ اعمال ہمارے منسوخ

ہو تمہیں ناسخِ توریت و زبور و انجیل
دین کل نبیوں کے آگے ہیں تمہارے منسوخ

کل خطاؤں کی حقیقت کو سمجھ کر باطل
دفترِ جرم کیے فضل نے سارے منسوخ

فوق دینوں پہ ہوا دینِ محمدؐ ای کیفؔ
مہر نکلا تو ہوئے چرخ پہ تارے منسوخ

ردیف د

زندانِ غم سے کیجے آزاد یا محمدؐ
مجھ بے نوا کی سنئے فریاد یا محمدؐ

اللہ کی طرف سے جو کچھ ہوا ہے نازل
تم نے وہی کیا ہے ارشاد یا محمدؐ

جو کچھ ہے دو جہاں میں وہ نور ہے تمہارا
کونین ہے تمہیں سے آباد یا محمدؐ

جس دن خدا سے اپنی امت کو بخشوانا
اس دن مجھے بھی رکھنا تم یاد یا محمدؐ

میں کھو چکا ہوں بالکل عقبیٰ کی ساری پونجی
میں ہو چکا ہوں بالکل برباد یا محمدؐ

ایمان کی تو یوں ہے دشمن یہ جان کا ہے
نفسِ لعیں بنا ہے جلاد یا محمدؐ

حرص و ہوا نے مجکو دونوں جہاں سے کھویا
لوٹا ہے ظالموں نے فریاد یا محمدؐ

امت کا اپنی صدقہ مجھ کو بھی بخشوانا
اک میں بھی ہوں اسی میں ناشاد یا محمدؐ

سب آفتیں جہاں کی مجھ پہ ہی آ پڑی ہیں
نرغہ میں پھنس گیا ہوں امداد یا محمدؐ

یہ عرضِ حالِ دل ہے کوئی غزل نہیں ہے
تنگ آ کے تم سے کی ہے فریاد یا محمدؐ

کیفؔ غزل سرا کی فریاد اب تو سن لو
عرضی پہ آج اس کی ہو صاد یا محمدؐ

جلوہ نظر کو دل کو تری آرزو پسند
سودا پسند سر کو ترا مجکو تو پسند

گو دو جہان اس نے بنائے بنا کے خلق
پر دو جہاں میں ایک اسے آیا تو پسند

منظور تھا کہ تیرے گلے سے لگا رہے
خالق نے یوں کیا ہے مقامِ گلو پسند

اپنا کلام بھی تیرے منہ سے بیاں کیا
تھی کس قدر خدا کو تری گفتگو پسند

اپنی رضا کو چھوڑ دیا تیری رائے پر — وہ حق کو ہے پسند کریں جسکو تو پسند
ہے حق تو یہ کہ حق کا وہی لاڈلا ہوا — اے حق کی لاڈلے جسے آیا ہو تو پسند
مرضی مغفرت کے موافق یہی تو ہے — ہو کیوں نہ حق کو تیری شفاعت کی خو پسند
کافر بھی مانتے ہیں تمہیں وہ نبی ہو تم — تم وہ بشر کہ کرتے ہیں تم کو عدو پسند

چلو ہی سے پلاؤ مگر اپنے ہاتھ سے
ہرگز نہیں ہے کیفؔ کو جام و سبو پسند

حاجت روا محمدؐ مشکل کشا محمدؐ — اے کیفؔ بیکسوں کے ہیں پیشوا محمدؐ
ظاہر میں شکلِ انساں باطن میں نورِ یزداں — ہیں سب میں اور سب سے پھر ہیں جدا محمدؐ
کیا خوفِ مہرِ محشر اے امتانِ سرور — ہیں اپنے سر پہ مثلِ ظلِ خدا محمدؐ
اک آرزو یہی ہے بس وقت جانکنی کے — قالب سے روح نکلے اور منہ سے یا محمدؐ
دیکھا خدا کا جلوہ جس نے کہ انکو دیکھا — بے شبہ ہیں سراپا نورِ خدا محمدؐ
کس طرح ہوتا سایہ پھر جسمِ مصطفےٰ کا — تھے نورِ حق سراسر سر تا بپا محمدؐ

اے کیفؔ نعتِ سرور یوں کہہ کے مختصر کر
خالق سے کم ہیں اور ہیں سب سے سوا محمدؐ

کرم کر کرم اے خدائے محمدؐ — مری آبرو سن لے برائے محمدؐ
ہے بے ابتدا ابتدائے محمدؐ — ہے بے انتہا انتہائے محمدؐ
ہے کونین نشو و نمائے محمدؐ — نہیں چار سو کچھ سوائے محمدؐ
دو عالم جسے لامکاں کہہ رہا ہے — وہی تو ہے خلوت سرائے محمدؐ
محمدؐ کا ملنا خدا کا ہے ملنا — لقائے خدا ہے لقائے محمدؐ
محمدؐ کی طاعت ہے طاعت خدا کی — یہ خود کہہ رہا ہے خدائے محمدؐ
خدا جس پہ خود شیفتہ ہو رہا ہے — وہ کیا جانے کیا ہے ادائے محمدؐ

عدوئے محمدؐ عدوئے خدا ہے
ہیں تیغ عصیاں سے خوف و خطر کیا
جہنم سے کل عاصیوں کو بچایا
نہاں جس میں نور خدا ہے مجسم
جو اے عاصیو حشر میں کام آئے

خدا دوست ہے آشنائے محمدؐ
ہماری سپر ہے دعائے محمدؐ
بُروں کے بھلے کام آئے محمدؐ
وہ پردہ ہے تو اے ردائے محمدؐ
وہ ہے کون ایسا سوائے محمدؐ

وہاں کیف کس طرح رحمت نہ برسے
مدینہ ہے دولتسرائے محمدؐ

ردیف ذ

اُنکے الطاف سے رہجائیگا سادا کاغذ
آپ کی مہر نبوت ہے نبوت کی گواہ
آپ ہر دل میں لکھا ہے ترا کلمہ حق نے
کلمہ جس جس پہ محمدؐ کا لکھا جاتا ہے

کیوں کیا کاتب اعمال نے کالا کاغذ
یہ سند وہ ہے کہ جسکا نہیں کچا کاغذ
ہے قلم کونسی گنتی میں کہاں کا کاغذ
لوح محفوظ کا پاتا ہے وہ رتبہ کاغذ

عمر بھر کیف لکھے نعت محمدؐ یارب
ہو یوں ہی نامۂ اعمال کا پورا کاغذ

ردیف ر

کسی نے کچھ نہیں پایا تمہارے نام بغیر
جناب نوحؑ نے لکھا جو اپنی کشتی پر
تمہارے نام سے توبہ قبول ہوتی ہے
مٹا نہ کفر کسی سے کہیں تمہارے سوا

چلا نہ کام کسی کا تمہارے نام بغیر
مٹا وہ صاف جو لکھا تمہارے نام بغیر
یہ در خدا نے نہ کھولا تمہارے نام بغیر
بجا نہ دین کا ڈنکا تمہارے نام بغیر

خدائے پاک تو آمرزگار ہے بیشک
مگر کسی کو نہ بخشا تمہارے نام بغیر

تمہارے نام سے ہوتا ہے پار ہر بیڑا
کسی کو کچھ نہیں ملتا تمہارے نام بغیر

تمہارے نامِ مبارک پہ مبتلا ہے کیفؔ
کہ اسکو کچھ نہیں بھاتا تمہارے نام بغیر

کرم فرمایئے بہرِ خدایا مصطفیٰ مجھ پر
کہ ٹوٹی کوہ بنکر سختیٔ روزِ جزا مجھ پر

کرے کیونکر نہ دم ہر بار آ آکر عطا مجھ پر
کہ جب آتی ہے آتی ہے خطاؤں کی بلا مجھ پر

وہ گیسو چاہیں گے دہونا جو میری روسیاہی کو
تو اٹھکر غیب سے برسیگی رحمت کی گھٹا مجھ پر

نہیں دیکھی ہے شاید چشمِ رحمت تو نے حضرت کی
نکال آنکھیں سمجھکر ولیس آ دوزخ ذرا مجھ پر

اگر مجرم ہوں پر ہوں رحمتِ عالم کی امت میں
سزاوارِ کرم ہوں نہیں روا کب ہے سزا مجھ پر

مزا جب ہے کہوں میں یوں کہ دکھ سن لیجئے میرا
وہ فرمائیں کہ چپ رہ غم ہے سب روشن ترا مجھ پر

جو روتے تھے غمِ امت میں وہ غمخوار ہیں میرے
ہوا کیا ہے انہیں ہنستے ہیں ناحق پارسا مجھ پر

سبکدوش آپ جیتے جی مجھے اس غم سے کر دیجے
کہ بعدِ مرگ بھاری ہے خدا کا سامنا مجھ پر

گدائی کوچۂ شاہِ دوعالم کی تو کرنے دو
کرے گا خود بخود سایہ ابھی بالِ ہما مجھ پر

خدائی کیا ہے خود دیکھے خدا بھی چشمِ رحمت سے
نگاہ لطف ہو جائے اگر ان کی ذرا مجھ پر

بلائے شامِ عصیاں جب نظر آئی تو یا مولیٰ
گرا میں ڈر کے سایہ پر مرا سایہ گرا مجھ پر

ہوا ہے کیف میں کیفِ مئے الفت کا دیوانہ
نہ ہو پھر ختم کیونکر بادہ خواری کا مزا مجھ پر

ہے مہرِ دوجہاں کا گنبدِ آسماں پر
ذرہ ہیں آج شمس و قمر آسمان پر

بے شبہ مومنو وہ رسولِ فلک جناب
چڑھکر گئے براق پہ ہر آسمان پر

حاضر سلام کیلئے قدسی ادہر اُدہر
تھے دست بستہ باندھے کمر آسمان پر

پل بھر میں اسطرح سے گئے عرش پر حضور
جاتی ہے جس طرح سے نظر آسمان پر

ہوتی نہ اہلِ چرخ کو نورِ خدا کی دید
اٹھتا نقابِ رُخ نہ اگر آسمان پر

پائیں نہ حشر تک بھی محمد کے اوج کو
اونچے اُڑیں لگا کے اگر آسمان پر

دونوں جہان دست نگر ہیں حضور کے
قبضہ ادہر زمیں پر ادہر آسمان پر

اللہ رے اوج حضرتِ آدم کی ذات کا
جا کر ملا خدا سے بشر آسمان پر

اے کیفؔ دیکھ یہ شبِ معراج کی ہے رات
اس رات میں ہے دن کا اثر آسمان پر

قطعہ

حق دیکھا تھا پہلے ہی معراج کی خبر
سب کو ادہر زمیں پہ ادہر آسمان پر

لکھا ہوا سب اگلی کتابوں میں تھا یہی
اور تھی یہ قدسیوں کو خبر آسمان پر

پیدا زمیں پہ ہونگے وہ ایسے رسولِ پاک
ہوگا زمیں سے جنکا گذر آسمان پر

بھیجے گا اُنکے پاس خدا جبرئیل کو
یعنی بُلا کے لائیں انہیں پر آسمان پر

پھر جبرئیل خدمتِ والا میں آئینگے
اور یوں کریں گے عرض کہ ہر آسمان پر

مشتاق دید آج ملائک ہیں جابجا
دیدار عام کی ہے خبر آسمان پر

چاروں طرف بلند ہے صلِ علیٰ کا شور
بس آپ ہی کا ذکر ہے ہر آسمان پر

روحیں ادہر جدا ہیں رسولوں کی صف بصف
قدسی الگ کھڑے ہیں اُدہر آسمان پر

سب لکھ کے پھر یہ عرض کرینگے وہ جبرئیل
چلئے رسولِ پاک مگر آسمان پر

حق نے تمہیں کیا ہے طلب الفلیک جناب
اور خود وہ منتظر ہے مگر آسمان پر

المختصر کہ جن کے یہ رتبہ کا حال ہے
اور ذکرِ پاک جن کا ہے ہر آسمان پر

اے مومنو سنو وہ محمد ہی تو ہیں
امشب جو کر رہے ہیں سفر آسمان پر

اے کیفؔ اب وہ لکھ شبِ معراج کی غزل
ہر بیت جس غزل کی ہو ہر آسمان پر

ردیف زائے

کوئی دو جہاں میں تجھ سا نہیں انتخاب ہرگز
نہ خدا کا مثل کوئی نہ ترا جواب ہرگز

نہ اٹھا تمہاری رُخ سے کبھی اک حجاب ہرگز
تمہیں دیکھنے نہ پایا کوئی بے نقاب ہرگز

ترے لطف پر بھروسہ تری پیار پر ہوں نازاں
نہ غمِ گناہ مجھ کو نہ غمِ عذاب ہرگز

ترا فیض دو جہاں میں جو نہ فیضیاب ہوتا
تو کہیں کوئی نہ ہوتا کبھی کامیاب ہرگز

انہیں خاکسار امت جو نہ ہوتی اپنی پیاری
تو زمین پر نہ رہتے وہ فلک جناب ہرگز

تری آنکھ تھی وہ حق بیں کہ نگاہ تک نہ بہکی
وہ کلیم کی نظر تھی جو نہ لائی تاب ہرگز

ترا کونسا کرم ہے جو نہیں ہے عاصیوں پر
کبھی ہم سے بچ سکے گا نہ کوئی ثواب ہرگز

ترے روئے پر ضیا پر جو نہ ہوتے یہ تصدق
تو یہ روشنی نہ پاتے مہ و آفتاب ہرگز

مئے عشقِ مصطفےٰ سے تو ہی اسکی زندگانی
نہ جیئے گا کیف مئکش کبھی بے شراب ہرگز

آپ ہی کا لطف ہے یا مصطفےٰ امت نواز
لیجیے میری خبر بھی اب تو یا امت نواز

نام کیا کیا آپ کے پیارے ہیں یا امت نواز
رحمتِ حق شافع روز جزا امت نواز

ہیں نبی جیسے محمد مصطفےٰ امت نواز
ہو تو جائے کوئی ایسا دوسرا امت نواز

آپ ہی کا کام ہے امت نوازی یا رسول
آپ ہی کی ہیں بھی ہوں امت میں یا امت نواز

وقتِ پیدائش بھی لب پر ربِ ہبلی امتی
آفریں اے مرحبا صد مرحبا امت نواز

فخرِ آدم فخرِ ہوا فخرِ دیں فخرِ رسل
چارسو تاجِ شرف ہیں آپ یا امت نواز

بخشوالیں گے خدا سے اپنی امت حشر میں
وہ محمد شافعِ روزِ جزا امت نواز

تم کسانِ بیکساں راحت رسان فریاد رس
تم شہِ ہر دوسرا حاجت روا امت نواز

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم دھیان امت کا رہا
واہ رے امت نوازی مرحبا امت نواز

مسکن اُنکا اور دوزخ ہو یہ ممکن ہی نہیں
آپ کی دلمیں ہو جس امت کی جا امت نواز

نفسی نفسی ہی کہیں گے سب نبی محشر میں کیفؔ
پر کہیں گے امتی اک مصطفےٰ امت نواز

ردیف س

دیکھا دکھایا تم کو خدا نے بلا کے پاس
خلوت کا خاص لطف اُٹھایا بٹھا کے پاس

ملنا رسول پاک کا ملنا خدا کا ہے
پُہنچا جو اُنکے پاس وہ پُہنچا خدا کے پاس

سب کچھ وہ شے تمہاری ہی جو شی خدا کی ہے
وہ سب تمہارے پاس ہے جو ہے خدا کے پاس

بڑھتی کسی طرح نہ شفاعت کی آرزو
آتی اگر نہ شافع روزِ جزا کے پاس

کم مرتبہ بھی شانِ نبوت بھی پیشتر
کامل ہوئی ہے آکے شہ انبیا کے پاس

صدقہ تمہارے ہی لب جاں بخش کا تو ہے
ہے معجزہ جو عیسیٰ معجز نما کے پاس

محشر میں جس نے انکو پکارا تو آئے یوں
گویا وہیں کھڑے تھے اُسی بینوا کے پاس

ہوگی عیاں جو شانِ شفاعت تو دیکھنا
مجرم خطا سے دور رہیں گے عطا کے پاس

یہ کیفؔ ہر طرح سی بہت خوار ہے حضور
دیکھو تو اُس کا حال کسی دن بُلا کے پاس

ردیف شین معجمہ

فرشِ زمیں کو تم نے دیا اقتدارِ عرش
اور عرش پہ گئے تو بڑھایا وقارِ عرش

وحدت کا اوج تاج ہے کثرت کی شان تخت
یہ تاج و تخت ہیں ترے ہی تاجدار عرش

جو خاک ہو گئی تری نعلین سے جدا
اُس خاک کو خدا نے بنایا قرارِ عرش

تو شانِ اوج اوج تری شان پر نثار
تو فخر فخر تیرے قدم افتخارِ عرش

بیشک تمہارا عرش پہ جانا ضرور تھا
تھا منتظر ازل سے بہت انتظار عرش

بکھرے ہوئے ہیں عرش پہ صل علیٰ کے پھول
دیتی رہے گی بوئے محمدؐ بہار عرش

آرائش اسکی تھی شب معراج کے لئے
تھا تیرے واسطے ہی یہ نقش ونگار عرش

معراج میں وہ عرش ترا فرش پا بنے
جس عرش پر ہو جلوہ پروردگار عرش

اے کیف چودھویں مئے دیدار مصطفیٰ
اب حشر تک اتر نہیں سکتا خمار عرش

ردیف ص

یوں مرسلوں میں ہیں شہ عالی مقام خاص
کل اختروں میں جیسے ہے ماہ تمام خاص

اس نور کبریا کا شفاعت ہے کام خاص
دونوں جہاں میں جس کا محمدؐ ہے نام خاص

ہے دور سے بھی دور تمہارا مقام خاص
زینہ ہے عرش اوج حقیقت ہے بام خاص

کہتی ہے جس کو خلق شریعت کھلی ہوئی
باندھا ہوا ہے آپ کا وہ انتظام خاص

مخلوق بیخبر ہے تمہارے مقام سے
خالق ہی جانتا ہے تمہارا مقام خاص

ہے عام پر بھی آپ کا الطاف خاص عام
ہے خاص سے بھی آپ کا دربار عام خاص

کونین کے جمیع کمالات تم میں ہیں
رتبے تمہیں پہ ختم ہوئے ہیں تمام خاص

لوگو پڑھو درود محمدؐ کے نام پر
پڑھنا درود اپنے خدا کا ہے کام خاص

احمدؐ لقب فلک پہ محمدؐ زمیں پہ ہے
اس شاہ انبیا کے یہ دونوں ہیں نام خاص

مقصود دو جہاں ہے در پاک آپ کا
حاضر ہیں آستانہ عالی پہ عام خاص

کل مرسلوں پہ جن کو خدا نے شرف دیا
وہ ہیں نبی رسول علیہ السلام خاص

کس طرح پائے کوئی محمدؐ کی ذات کو
دیکھا نہیں کسی نے خدا کا مقام خاص

ق
روح الامیں تمہارے ہی پیغامبر رہے
نازل ہوا تمہیں پہ خدا کا کلام خاص

سمجھا تمہیں کو حق نے ظہور اپنی ذات کا
بھیجا تمہیں پہ حق نے درود و سلام خاص

اے کیفؔ ان کی مدح کہاں اور تو کہاں
وہ کیا بشر سے ہو جو خدا کا ہو کام خاص

ردیف ض

حاجت روائے کل ہے تمہاری ہی دم کا فیض
فیاضِ دو جہاں ہے تمہارے کرم کا فیض

یہ پیروی حق ہے تمہارے چلن کی چال
یہ راہِ مستقیم تمہارے قدم کا فیض

اظہار کن فکاں سے ہے تری ذات کا ظہور
افزونیِ ظہور ترے دم قدم کا فیض

یہ جوشِ فضل ہے کہ شفاعت کا مقتضا
یہ عفوِ جرم ہے کہ تمہاری کرم کا فیض

دنیا کی راحتیں ترے نخلِ عطا کا پھل
عقبیٰ کی نعمتیں ترے لطف و کرم کا فیض

پانی خدا نے پھیر دیا سب کے جرم پر
دریا بنا جو حشر میں شاہِ امم کا فیض

امت میں چل رہا ہے مئے مغفرت کا دور
دیکھا بھی کیفؔ ساقیِ کوثر کے دم کا فیض

ردیف ط

ہے کلام اللہ برحق ہو نہیں سکتا غلط
خود غلط ہے جو ترے اسلام کو سمجھا غلط

تم نے ہر مشرک کو پھیرا بت پرستی سے حضور
تم نے ہر جھوٹے خدا کا کر دیا دعوےٰ غلط

صورتِ حرفِ غلط کیونکر نہ مٹتی فضل سے
تھا مری تقصیر کا انشا غلط املا غلط

تھی مری تقصیر حادث فضل تھا اُس کا قدیم
کیوں نہ ہوتا کاتبِ اعمال کا لکھا غلط

شاعر و کاہن غلط فہم آپ کو سمجھے تو کیا
آپ حق گو تھے انہیں کا ہو گیا کہنا غلط

دین ہے برحق ترا ہیں اور کل مذہب دروغ
جو الگ اس سے ہے قایم ہو وہی رستا غلط

کیفؔ چلیے آگرہ میں رد یہ چھپوایئے
ورنہ دیواں آپ کا چھپ جائیگا سارا غلط

ردیف ظاء

انکی امت ہو کیوں انکے کرم سے محفوظ
اُنسے محفوظ خدا اور وہ ہم سے محفوظ

گلشن کوئے محمدؐ سے ہے الفت جنکو
وہ نہ ہونگے کبھی گلزار ارم سے محفوظ

ذکر سن سن کے شفاعت کا گنہگار ہیں شاد
تشنہ لب ہیں اسی دریا کرم سے محفوظ

یوں ترے داغ غلامی سے یہ امت خوش ہے
جس طرح ہوتا ہے محتاج درم سے محفوظ

خلق اللہ سے اُن کا کہ مسلمان ہو گیا
والمیں کافر بھی رہے انکے کرم سے محفوظ

جام کوثر کی ہے خواہش اسے یا ختم رسل
کیفؔ ہوگا نہ کبھی ساغر جم سے محفوظ

ردیف ع

ہو جائے حکم حق سے اگر جان زار شمع
تو آپ پر نثار ہو پروانہ وار شمع

ہوتی ہے دل میں آپ کے کلمہ سے روشنی
اس شمع پر چراغ تصدق نثار شمع

تا مرگ لو لگی رہے تجھ سے نجات کی
روشن رہے یہ ایمرے پروردگار شمع

گل ہوکے باغ بزم رسالت بنا ہیں
پاتی ہے لطف حق سے گلوں کی بہار شمع

کیا میرے سوز و رنج سے واقف ہوئی ہے یہ
ای کیفؔ رو رہی ہے جو بے اختیار شمع

ردیف غ

آپ سے ہے دین کا روشن چراغ
جل نہیں سکتا ہے بے روغن چراغ

ہے اجالا آپ کا کونین میں
دو گھروں میں ایک ہے روشن چراغ

قصر عصیاں میں اندھیرا ہے تو ہو
ہے شفاعت آپ کی روشن چراغ

امت احمدؐ کا ایماں جائے کیوں
بجھ نہیں سکتا تہہ دامن چراغ

کر دیا اندھیر داغ جرم نے
روشنی کا ہو گیا دشمن چراغ

دل مرا اس شمع کا پروانہ ہے
جس کا پردہ شمع ہے چلمن چراغ

حاصل اس کی روشنی سے کچھ نہیں
ق
ہے تو ہو روشن سر مدفن چراغ

روشنی نور ایماں چاہیئے
جس سے ہو خود قبر میں روشن چراغ

لو لگا اے کیفؔ اس کے فضل سے
روغن بخشش سے کر روشن چراغ

ردیف فا

ہوئی ہے ختم محمدؐ پہ عز و شان شرف
زمین تنگ ہے مدینہ کی آسمان شرف

ملا ہے تیرے ہی مطبخ سے سب کو خوان شرف
ترا شرف ہے دو عالم میں میزبان شرف

خدا کے بعد بزرگی انہیں کو زیبا ہے
وہ کون یعنی رسول کریم شان شرف

شرف ہوا ہے اسی ذات پاک سے پیدا
حقیقتاً ہے محمدؐ کی ذات کان شرف

جو شخص جائے مدینہ وہ جا کے پی آئے
کہ لٹ رہا ہے ترے در پہ ارمغان شرف

ترے شرف کی کوئی حد نہیں دو عالم میں
کلام حق میں ہے بے حد ترا بیان شرف

تری زباں شرف مصطفےٰ ادب اے کیفؔ
ارے ذلیل کہاں تو کہاں بیان شرف

ردیف قاف

تمہارا نور خدا کا ہے نور بالتحقیق — یہ دو جہاں ہے تمہارا ظہور بالتحقیق

یہ بزم دہر انہیں کی ہے جلوہ آرائی — ہر ایک شے میں انہیں کا ہے نور بالتحقیق

سنو شفاعتِ کبریٰ یہ ہے کہ حشر کے دن — کریں گے کل کی شفاعت حضور بالتحقیق

تمہیں خدا نے دیا علم آسمان و زمیں — ہے ایکساں تمہیں نزدیک و دور بالتحقیق

قصوروار ہیں جو جو کہ اُن کی امت میں — وہ بخشوائیں گے سب کے قصور بالتحقیق

تمہارے عجز کی اللہ رے توانائی — کہ سرکشوں کا مٹایا غرور بالتحقیق

تمہارے رُخ سے اگر ایک بھی حجاب اٹھ جائے — تو ہر پہاڑ سے بنے کوہ طور بالتحقیق

حضور دیگئے جس بات کی خبر ہم کو — وہ بات ہوکے رہے گی ضرور بالتحقیق

سنا بھی ساقیٔ کوثر ہے جن کا نام ای کیف
پلائیں گے وہ شراب طہور بالتحقیق

ردیف کاف

رحم کیا جانے مجھ زار پہ کھائیں کبتک — دیکھئے وہ مری بگڑی کو بنائیں کبتک

جلوے کیا جانے اُنکی نظر آئیں کبتک — دیکھئے وہ ہمیں دیدار دکھائیں کبتک

رحمت اُسکی ہے صفت رحم بھی فرمائیگا — بخش ہی دیگا نہ بخشے گا خطائیں کبتک

تو ہی یارب انہیں دامانِ اثر تک پہنچا — ہاتھ پھیلائے رہیں میری دعائیں کبتک

اپنے بندوں کو نہ رکھ اپنے کرم سے محروم — نامراد اپنی مرادوں کو نہ پائیں کبتک

بحرِ عصیاں میں مرا ڈوب رہا ہے بیڑا — پار کیا جانے اُسکو وہ لگائیں کبتک

میں ہوا خواہ بھی جالوں گا مدینہ اکدن — اڑ کے جائینگی الگ مجھ سے ہوائیں کبتک

ہر سیاہ کار کے حامی ہیں وہ گیسوئے سیاہ — میرے سر سے نہ ٹلیں گی یہ بلائیں کبتک

کوئی حد بھی ہے پریشانی کی آخر مولا — کبتک آوارہ پھریں ٹھوکریں کھائیں کبتک

کبتک اُس شمعِ نبوت سے رہیگی دوری
کیف پروانہ صفت دلکو جلائیں کبتک

یوں ہے تمہارے نور کی سب میں جھلک الگ الگ
ذروں میں آفتاب کی جیسے چمک الگ الگ

آنکھ میں رہ کے مثلِ نور طور پہ بنکے برقِ طور
سب کو تمہیں دکھا گئی اپنی جھلک الگ الگ

ایک تمہارے نور سے حق نے بنائے جابجا
جن و بشر جدا جدا حور و ملک الگ الگ

روئے رسولِ پاک کا رنگ ہر ایک شے میں ہے
پھول تو ایک ہی سے یہ پر ہے مہک الگ الگ

شافعِ عاصیاں رہے حامیِ انبیا رہے
کی ہے مرے حضور نے سب کی کمک الگ الگ

تم پہ درود اور سلام بھیج رہی ہے لا کلام
فرش سے ایک ایک شے عرش تلک الگ الگ

سنگِ خطا کی چوٹ کا درد وہ ہے کہ اے حضور
رہتی ہے جوڑ جوڑ میں جس کی کسک الگ الگ

نور میں نور ضو میں ضو رنگ میں رنگ گل میں گل
سب میں ہو تم سماک سے تابہ سمک الگ الگ

رنگِ غضب الگ رہا امتِ مصطفےٰ سے یوں
رہتی ہے آسمان سے جیسے دھنک الگ الگ

رکھتے ہیں تیری آرزو کرتے ہیں تیری جستجو

اہلِ زمیں جدا جدا اہلِ فلک الگ الگ

خوانِ کرم سے آپ کے کس کو نہیں ملا ہے کیف
کھایا ہے امینؔ آپکا سب نے نمک الگ الگ

ردیف ل

وہ جناب عقدہ کشائے جاں درِ پاک عقدہ کشائے دل
دل و جاں سے دونوں پہ لوٹ ہوں یہ دوائے جاں وہ دوائے دل

نہ مٹی ہے یہ کبھی ایک دم نہ مٹے گی حرص و ہوائے دل
مددائے خدا کہ ہے زور پر یہ بلائے جاں یہ بلائے دل

اگر اپنے آپ کو کھوئے یہ تو نشان یار کا پائے دل
جو نہ ہو تو ہوا کبھی لامکاں جو مٹے تو رنگ جمائے دل

جو گذر ہو اُس درِ پاک پر تو بر آئے دونوں کی آرزو
ادھر اپنا حال سناؤں میں اُدھر اپنا حال سنائے دل

کبھی شوقِ یادِ خدا رہے کبھی ذوقِ عشقِ نبی رہے
رہے اس میں کوئی نہ کوئی تو کبھی خالی ہو نہ سرائے دل

جو مریضِ دردِ خطا ہے دل تو وہ اس مرض کے طبیب ہیں
جو خدا نے اُن سے ملا دیا تو ملی وہی ہے دوائے دل

یہ دعائیں دونوں قبول ہوں تو خدا ہے دونوں جہان کا
تری راہ میں مری جائے جاں ترے دوست پر مر آئے دل

یہ سبب ہے شوق وصال کا وہ سبب ہیں اس کی نجات کے
اسے کس طرح سے بھلاؤں میں نہیں کس طرح سے بھلائے دل

تری ہر گلی ترا آستاں تری ذلت تیری تسلیاں ہیں
یہ برائے تن وہ برائے سر یہ برائے جاں وہ برائے دل

ادھر اس جہان میں فضل کر اُدھر اس جہاں میں نجات دے
یہی عرض تجھ سے ہے کیفؔ کی یہی رات دن ہے دعائے دل

کریگا خدا اُس کو جنت میں داخل
کہ جسکو وہ کر لینگے امت میں داخل

کرم سے ہے محمدؐ کی طینت میں داخل
کرمی طینت ہی خلقت میں داخل

سنو مومنو ہے جو طاعت نبی کی
وہ طاعت ہی حق کی اطاعت میں داخل

رسولوں کی بھی وہ شفاعت کرینگے
یہ ہر بات اُنکی شفاعت میں داخل

جو لطفِ محمدؐ نیا گل کھلائے
تو دوزخ بھی ہو باغ جنت میں داخل

جو دل سے محمدؐ کا کلمہ پڑھے گا
وہ ہو جائے گا اُن کی امت میں داخل

انھیں کی ہے آمد کا صدقہ جو ایدل
ہوئی عام بھی خاص رحمت میں داخل

محمدؐ بشر ہو کے نورِ خدا ہیں
یہ کثرت بھی ہے عین وحدت میں داخل

مدینہ میں جو لوگ داخل ہیں اے دل
وہ ہیں جیتے جی باغ جنت میں داخل

مری آرزو ہے یہی یا محمدؐ
مجھے کیجئے اپنی امت میں داخل

رہے کیفؔ مداحِ احمدؐ الٰہی
دعا ہو یہ بابِ اجابت میں داخل

ردیف م

لیتا ہے دل سے جو کوئی خیر الوریٰ کے نام
ہے نامزد بہشت اُسی بینوا کے نام

ہم نام لینے والے حبیب خدا کے نام
جائیں گے باغ خلد میں اُنکا تبرک کے نام

روز ازل سے دفتر بخشش میں عاصیو
لکھے گئے ہیں امتِ خیر الوریٰ کے نام

جو ذات سے ہے تمہاری خدا کی صفات ہیں
جو ہیں لقب تمہارے وہی ہیں خدا کے نام

حق نے ازل سے کلمہ طیب میں بہرِ وصل
لکھا ہے اپنے نام سے انکا ملا کے نام

ٹھیرایا عضو عضو نے مجرم مجھے حضور
یہ سب کے سب الگ ہوئے میرا لگا کے نام

میں کیا کہ خود قلم بھی مرا فرطِ شوق سے
لکھ لکھ کے چومتا ہے حبیب خدا کے نام

دوزخ سے دیں نجات کر دلوائیں باغِ خلد
یہ نیک نامیاں ہیں شہِ دوسرا کے نام

مانگے گا **کیف** ساقی کوثر سے یوں شراب
دو ایک جام مجھ کو بھی دینا خدا کے نام

مظہرِ ذاتِ کبریا ہو تم
مصدر جملہ انبیا ہو تم

دونوں عالم کی ابتدا ہو تم
رحمتِ حق کی انتہا ہو تم

ہر مرض کے لئے دوا ہو تم
ہر گرہ کے گرہ کشا ہو تم

خاص محبوب کبریا ہو تم
رحمت عام بر ملا ہو تم

اپنے سایہ سے بھی جدا ہو تم
کچھ نہ سمجھا کوئی کہ کیا ہو تم

تم سلامت ہو ڈوبنا کیسا
میرے بیڑے کے ناخدا ہو تم

ہے تمہارا ہی نور ہر شے میں
پردے پردے میں جا بجا ہو تم

ساری دنیا بھلے کی ساتھی ہے
میں بُرا ہوں مجھے نبا ہو تم

علم حق میں تمہارا ہونا تھا
لفظِ کن کی بھی ابتدا ہو تم

خود وہ ظاہر ہوا تمہارے لئے
خود خدا کا بھی مدعا ہو تم

ڈوبتوں کے ترانے والے ہو
بے سہاروں کا آسرا ہو تم

بے ٹھکانوں کا اک ٹھکانا ہو
ناتوانوں کا اک عصا ہو تم

کیف بیکس خطا کا پتلا ہے
اور سر تا بپا عطا ہو تم

جسم محمدؐ نور کا پُتلا صلی اللہ علیہ وسلم
یا محمد صلی اللہ
شکل خدا کے فضل کا نقشا صلی اللہ علیہ وسلم

خاص شفاعت کام ہے اُنکا عام محمدؐ نام ہے اُنکا
برحق یہ اسلام ہے اُن کا صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں وہ نتیجہ کلمۂ کن کا دونوں جہاں کا ہیں وہ خلاصہ
جوہر رحمت کا سراپا صلی اللہ علیہ وسلم

بے لشکر اور دین کے سرور بے کشور اور شاہِ دوعالم
بے مسند اور حق پر تکیا صلی اللہ علیہ وسلم

حق حق باتیں کہنے والے بھوکے پیاسے رہنے والے
کھانے والے غم امت کا صلی اللہ علیہ وسلم

تنکا تنکا پتا پتا قطرہ قطرہ دریا دریا
کلمہ گو اک ہے اُن کا صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت اور خود رحمتِ باری نوری اور خود نورِ الٰہی
بھیدی اور خود بھید خدا کا صلی اللہ علیہ وسلم

نوری ناری آبی خاکی فرشی عرشی اور ہوائی
سب ہیں انہیں کے نور سے پیدا صلی اللہ علیہ وسلم

سب کا دین اور سب کے ایماں سب کے کعبہ سب کے قبلہ
سب کے ملجا سب کے ماوا صلی اللہ علیہ وسلم

گلشن ہیں اور فیض کا گلشن معدن ہیں اور لطف کا معدن
دریا ہیں اور فضل کا دریا صلی اللہ علیہ وسلم

آدم اور آدم کی حقیقت ساجد اور مسجود ملایک

پردہ اور خود پردے والا صلے اللہ علیہ وسلم

اول و آخر ظاہر و باطن صابر و شاکر ہادی و رہبر
وصف لکھوں کیف آپ کے کیا کیا صلی اللہ علیہ وسلم

باعث خلقت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آئینہ رحمت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کون سراپا نور خدا ہے کون شفیع روز جزا ہے
شافع امت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کون نبی محبوب خدا ہے کس کیلئے کونین بنا ہے
مالکِ جنت کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ظلمت کفر کو کس نے ٹالا کس نے کیا عالم میں اجالا
شمع ہدایت کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کون فروغ بزم سلف ہے دونوں جہاں پر کسکو شرف ہے
کانِ شرافت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کون پیمبر ہادی کل ہے کون پیمبر فخر رسل ہے
ختم رسالت کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کون وسیلہ ہے جنت کا کون خزانہ ہے رحمت کا
دین کی دولت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کسکے سبب سے حق کو جانا کسکے سبب حق کو پہچانا
کیف وہ حجت کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ردیف نون

آؤ اور ہو جاؤ داخل محفلِ میلاد میں
مومنو خود ہیں وہ شامل محفلِ میلاد میں

اس سبب سے اور بڑھ جاتی ہے الفت آپ کی
کیوں نہو ایمان کامل محفلِ میلاد میں

باغ جنت میں کبھی شیطان جا سکتا نہیں
کس طرح منکر ہو داخل محفلِ میلاد میں

پیش کش ہو دمبدم تحفہ درود پاک کا
مومنو بیٹھیو نہ غافل محفلِ میلاد میں

آنے والوں کو ملایک کہہ رہے ہیں مرحبا
رحمتِ خالق سے ہے نازل محفلِ میلاد میں

مومنوں کے مجمعوں میں گنے جاتے ہو تم
یہ شرف ہوتا ہے حاصل محفلِ میلاد میں

فضلِ خالق سے یہ مداحِ رسول پاک ہے
کیفؔ ہو کیونکر نہ خوشدل محفلِ میلاد میں

مثال درباں تمہارے در پر بڑے بڑے ہیں بڑی بڑے ہیں
تمہارے خادم تمہارے چاکر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

تمہیں بچاؤ گے اس بلا سے مٹیں گی یہ سختیاں تمہیں سے
کہ کوہ عصیاں کے میرے سر پہ بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

تمہیں تو ہو باعثِ دو عالم تمہیں بلاشک ہو فخرِ آدم
تمہارے احساں سبھوں کے سر پہ بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

تو ہی مسبب تو ہی سبب ہے تجھی سے ہر ایک کی طلب ہے
کہ ہاتھ تیرے خدائے اکبر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

گناہ چھوٹے بڑے ہمارے تمہاری تیغ کرم نے کاٹے
یہ تیغ وہ ہے کہ جس میں جوہر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

یہ کیفؔ اب کس کو منہ دکھائے تمہارے در سے کہاں یہ جائے
کہ عیب اس میں شفیع محشر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

ہے ازل سے ہاتھ امت کا تمہارے ہاتھ میں
آ چکا ہے ہاتھ رحمت کا ہمارے ہاتھ میں

یہ ہمارے ہاتھ میں دامن محمدؐ کا نہیں
ہے یہ گویا فرد بخشش کی ہماری ہاتھ میں

دونوں عالم کا تمہیں کو حق نے مالک کر دیا
انتظام جزو و کل نکلا تمہارے ہاتھ میں

حق نے اُسکا ہاتھ اپنے میں خود لے لیا
ہاتھ اپنا دیدیا جس نے تمہارے ہاتھ میں

حکم خال و رخ ترا ہوتا اگر تو نذر کو
آسماں خود لیکے آتا چاند تارے ہاتھ میں

اس قیامت کو قیامت میں بدل دینا حضورؐ
ہو قیامت نامۂ عصیاں تمہارے ہاتھ میں

کسطرح ڈوبے گا اس امت کا بیڑا حشر میں
اسکے بیڑیکا تو ہو لنگر تمہارے ہاتھ میں

عرصۂ محشر میں تھاما ہاتھ سب کا آپنے
سب کے بیڑے آپنے لیکر اُتارے ہاتھ میں

لے خبر میری بھی میں بھی ڈوبنے والوں میں ہوں
ہاتھ لو میرا بھی اے خالق کے پیارے ہاتھ میں

کیفؔ کے یہ ہاتھ آیا آکے دنیا میں حضور
لیچلا دنیا سے عقبیٰ کے خسارے ہاتھ میں

ہم ہند میں تم یثرب میں شہا ہم اور کہیں تم اور کہیں
کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہیں تم اور کہیں

گلشن سے ہے بلبل زار جدا ہم اور کہیں تم اور کہیں
افسوس کہ اے محبوب خدا ہم اور کہیں تم اور کہیں

ہے کشور شاہ سے دور گدا ہم اور کہیں تم اور کہیں
چاکر ہے کہیں پہ کہیں آقا ہم اور کہیں تم اور کہیں

کھوئے تھے حواس تصور نے اور پہنچایا تھا بطحا میں
آئے جو حواس تو یہ دیکھا ہم اور کہیں تم اور کہیں

ہوتے نہ کبھی ہم تم سے جدا اور ہوتے بطحا میں پیدا
پر ہند نے قسمت میں رکھا ہم اور کہیں تم اور کہیں

تم کیا ہو حضور اک دریا ہو ہم کیا ہیں ایک پیاسے ہیں

ہے تشنہ وہن دریا سے جدا ہم اور کہیں تم اور کہیں

کیونکر ہو علاج درد جگر جب درد جگر کی دوا نہ ملے
بیمار کہیں ہے کہیں عیسیٰ ہم اور کہیں تم اور کہیں

ہر وقت تمہارا در ہوتا اور عاشق زار کا سر ہوتا
لیکن یہ لکھا ہے مقدر کا ہم اور کہیں تم اور کہیں

ہر وقت اجل سے قریب ہوئیں اور کیف وہ ہجر نصیب ہوئیں
مرجاؤں گا یوں کہتا کہتا ہم اور کہیں تم اور کہیں

شہ دیں ہوکے جس نے عمر کاٹی خاکساروں میں
وہی بندہ خدا کا ہے خدا کے رازداروں میں

گئی ہے عرش نے جاں اپنی اُنکے خاکساروں میں
اسی باعث سے وہ ذی مرتبہ ہے ذی وقاروں میں

تصور میں در اقدس کے جن کی جان نکلے گی
کھلیں گی کھڑکیاں فردوس کی اُنکے مزاروں میں

تجھے گر ڈھونڈھنا منظور ہے اسکا کرم زاہد
تو آکر ڈھونڈھ لینا حشر کے دن جرم کاروں میں

خدائی کیا ہے خود خلاقِ عالم تجھ پہ شیدا ہے
بشر کیا ہے ملایک ہیں ترے خدمت گذاروں میں

غش آتا مثل موسیٰ کس طرح معراج میں تم کو
تمہارا نور تھا پہلے ہی سے کامل نظاروں میں

گنہگار و نہ گھبراؤ ذرا آنے تو دو اُن کو
چلی آئے گی وہ بڑی مغفرت عصیاں شعاروں میں

ازل سے روح اُس کی ساقیِ کوثر کی عاشق ہے
یہ کیفؔ بادہ کش نکلا پرانے بادہ خواروں میں

تو صورتِ گل میں رنگ تیرا تو اور نہیں میں اور نہیں
گلشن ہی میں ہے گلشن کی فضا تو اور نہیں میں اور نہیں

قطرہ تو جب ہی تک تھا قطرہ جب تک نہ ملا تھا دریا سے
دریا سے ملا تو یہ بول اٹھا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے عکس ترا دل میں بخدا میں تجھ سے الگ تو مجھ سے جدا
باعث ہے دوئی کا آئینہ تو اور نہیں میں اور نہیں

ہستی ہے مری پردا تیرا پردہ ہے بظاہر صورت کا
پردہ کو اٹھا صورت تو دکھا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہر دل میں خوں اور خون میں دل تو مجھ میں ہے میں تجھ میں ہوں
جو رنگِ حنا ہے وہی ہے حنا تو اور نہیں میں اور نہیں

کہنے کو بظاہر دو ہیں مگر باطن میں دوئی کا نام نہیں
تو مہر فلک میں تیری ضیا تو اور نہیں میں اور نہیں

یہ کیفؔ ترا ہی مطلب ہے اور تو معنی ہے مطلب کا
معنی سے کب مطلب ہے جدا تو اور نہیں میں اور نہیں

جو مصطفےٰ ہیں شافعِ محشر وہی تو ہیں
جو ہیں شفیع اپنے پیمبر وہی تو ہیں

کھایا نہ پیٹ بھر کے جنھوں نے تمام عمر
غمخوار عاصیوں کے مقرر وہی تو ہیں

کلمہ یہ جن کا پڑھتے ہو اُمت میں جنکی ہو
اے اہلِ جرم شافعِ محشر وہی تو ہیں

ہے جنکے پاس ملک کے بدلے خدا کا نام
اے بادشاہو دین کے سرور وہی تو ہیں

بھولے نہ اپنی امتِ عاصی کو جو کبھی
تقدیر سے ہمارے پیمبر وہی تو ہیں

حلقہ میں باہیں گے اپنے جو ہر روسیاہ کو
اُٹ کے لیے بانہیں یا گھونگر وہی تو ہیں

بے مثل جن کا حسن محمد ہے جن کا نام
حق کے حبیب خلق کے رہبر وہی تو ہیں

جو ہیں شفیع اپنے پیمبر وہی تو ہیں
جو مصطفےٰ ہیں شافعِ محشر وہی تو ہیں

افلاس میں جو دولتِ کونین بانٹ دیں
ہو کر غریب ایسے تونگر وہی تو ہیں

ثابت قدم ہیں جو کہ شریعت کی راہ میں
کھائے ہوئے حضور کی ٹھوکر وہی تو ہیں

میزانِ حشر تل گئی جن کی نگاہ میں
پلہ پہ میرے اے دلِ مضطر وہی تو ہیں

تیغِ غضب کی روک نہیں کا سبب تو ہے
ہر روسیہ کی ڈھال سراسر وہی تو ہیں

احمد ہے جن کا نام مدینہ دیار ہے
اے کیفؔ مست ساقیِ کوثر وہی تو ہیں

تمہارا نام لیوا یا شہِ ابرار میں بھی ہوں
کرم مجھ پر بھی فرمانا کہ اک لاچار میں بھی ہوں

کہوں میں یوں تو کس منہ سے کہ امت میں گنا جاؤں
مگر ہاں آپ ہی کا اک ذلیل و خوار میں بھی ہوں

اُڑا کر اے صبا لے چل مجھے بھی جانب بطحا
کہ خار و خس کی صورت اک نحیف و زار میں بھی ہوں

لب بخشش طلب ہلنے سے پہلے بول اٹھی رحمت
کہ تم چاہو تو بخشش فضل پر تیار میں بھی ہوں

کریں گر ناخدائی آپ میری بحرِ عصیاں میں
تو یا حضرت ابھی اس پلہ سے اُس پار میں بھی ہوں

کہوں گا یوں وہ جب اُمت کو لیجائیں گے جنت میں
مجھے بھی ساتھ لو یا احمدِ مختار میں بھی ہوں

سنا ہے یوں تری رحمت گنہگاروں کا حصہ ہے
مرا حصہ ہے مجھے بھی دو کہ عصیاں کار میں بھی ہوں

درِ والا پہ یوں تو باریابی ہو نہیں سکتی
اگر ہو حکم تو حاضر سرِ دربار میں بھی ہوں

ادھر اس کی دوا کیجے ادھر میری خبر لیجے
مریضِ دردِ عصیاں دل بھی ہے بیمار میں بھی ہوں

خدا نے بیکسوں کا تم کو اک حامی بنایا ہے
خبر لو یا محمد مصطفیٰ لاچار میں بھی ہوں

ہوا منظور جب تم کو چھپانا عیب امت کا
تو بولی شانِ ستاری کہ پردہ دار میں بھی ہوں

مرا بھی بخشوانا حشر میں تیرا ہی ذمہ ہے
تری امت میں اے امت کے ذمہ دار میں بھی ہوں

چلا اے کیف میں جس وقت سوئے ساقیِ کوثر
تو بولی آنکھ اُن کی تشنۂ دیدار میں بھی ہوں

جو عرش پر گئے وہ قدم آپ ہی کے ہیں
یہ مرتبے خدا کی قسم آپ ہی کے ہیں

برحق ہے دین آپ کا برحق نبی ہیں آپ
شاہد خدا ہے دین پہ ہم آپ ہی کے ہیں

ہم عاصیوں کی شرم و حیا آپ ہی کو ہے
ہم لوگ یا شفیعِ امم آپ ہی کے ہیں

اوروں کے عہد میں تو بہت کم تھے حق پرست
پر بت پرست عہد میں کم آپ ہی کے ہیں

ہے آپ ہی کے نور سے کونین کا وجود
کرسی و عرش و لوح و قلم آپ ہی کے ہیں

گو بے ستوں کھڑے ہیں زمیں پر یہ آسماں
لیکن سر اُن کے سامنے خم آپ ہی کے ہیں

عاصی ہیں یا بری ہیں جو کچھ ہیں سو ہیں حضور
لیکن یہ ہے ضرور کہ ہم آپ ہی کے ہیں

ہے آسماں پہ مہر عرب آپ ہی کی دھوم
چرچے زمیں پہ ماہ و انجم آپ ہی کے ہیں

تعریف آپ ہی کی خدا کر رہا ہے آپ
قرآں میں صاف وصف رقم آپ ہی کے ہیں

یا ہو لوائے حمد کہ جھنڈا ہو دین کا
ای شاہ دو جہاں یہ علم آپ ہی کے ہیں

فضل خدا سے رحمت عالم ہیں آپ ہی
دونوں جہاں پہ لطف و کرم آپ ہی کے ہیں

عبد خدا ہیں اور رحیم و کریم بھی
اسمائے حق سے نام بہم آپ ہی کے ہیں

ای کیفی چل مدینے جو رہنا ہے خلد میں
کوچے تو رشک باغ ارم آپ ہی کے ہیں

محمد صلعم محمد صلعم پکارا کروں
یوں ہی زندگانی گذارا کروں

خدا خود تمہارا تو وصاف ہے
بیاں وصف کیا میں تمہارا کروں

کیا جس نبی نے نظارہ ترا
الٰہی میں اُس کا نظارا کروں

جو لوں نام بھی تو تمہارا ہی لوں
کروں ذکر بھی تو تمہارا کروں

وہ بازی خطا کی جیتا کریں
میں اُنکے بھروسہ پہ ہارا کروں

سنے کون سکیں کی تیرے سوا
سوا تیرے کس کو پکارا کروں

مرے حال سے خوب واقف ہو تم
میں کیا درد دل آشکارا کروں

الٰہی عطا کر وہ طاقت مجھے
کہ میں نفس کو اپنے مارا کروں

اگر ہو میسر زبان خدا
تو پھر وصف بیشک تمہارا کروں

تمہیں تم ہر اک شے میں ہو جلوہ گر
کسے دیکھوں کس کا نظارا کروں

سماؤ مری آنکھ میں یوں کہ میں
تمہیں دیکھوں جس کا نظارا کروں

میں اے کیفی گھبرا گیا ہوں بہت
کہاں تک الم کو گوارا کروں

رحمت ہوئی نمایاں حضرت کے پیرہن میں
آئی عروسِ بخشش خلوت سے انجمن میں

ذات اُن کی شمع وحدت کثرت کی انجمن میں
قد اُن کا ایک بوٹا کونین کے چمن میں

وہ جس گلی میں جاتے ہوتی تھی یوں معطر
آتی ہے جیسے خوشبو مہکی ہوئی دلہن میں

اللہ نے بنا کر محبوبیت کا جامہ
پہنا دیا پھر اپنے محبوب کے بدن میں

تا حشر دین اُن کا روشن یوں ہی رہے گا
یہ چاند وہ نہیں ہے آ جائے جو گہن میں

اپنا ہی نورِ حق نے ٹھیرا کے اپنا مطلب
احمد بنا کے بھیجا خلوت سے انجمن میں

ہمکو تو وہ دلائیں حق سے لباسِ جنت
اور آپ خود لگائیں پیوند پیرہن میں

وہ معدنِ رسالت کل مرسلوں کے سرور
دین اُن کا ایک سکہ اسلام کے چلن میں

ہر شے میں ہر جگہ پر ضو اُن کے نور کی ہے
ایک پھول کی مہک ہے ہر گل میں ہر چمن میں

آنچ اُن کے دوستوں پہ ہرگز نہ آسکے گی
جل جل کے خاک ہوگی دوزخ اسی جلن میں

بخشش ہے خاص ایماؔ مرضی مصطفٰے کا

ہیں مغفرت کی موجیں اس بحر جوش زن میں

یوں حشر میں کہے گا اُن کا لب شفاعت
سے جاؤ عاصیوں کو فردوس کے چمن میں

اے کیفؔ شمع جیسے فانوس میں ہو پنہاں
یوں ہے وہ نور خالق انساں کے پیرہن میں

یہ مجھ میں جانے کیا ہے میں نہیں ہوں
فقط دھوکا مرا ہے میں نہیں ہوں

تو ہی مجھ میں چھپا ہے میں نہیں ہوں
تری خلوت سرا ہے میں نہیں ہوں

سوائے روح مجھ میں کیا دھرا ہے
یہ کوئی دوسرا ہے میں نہیں ہوں

مرے دل کی صفائی کہہ رہی ہے
کسی کا آئینہ ہے میں نہیں ہوں

بشر سے کہہ رہا ہے جوہر جاں
یہ پتلا خاک کا ہے میں نہیں ہوں

ہو سب کچھ دم سے دم کیا جانے کیا ہے
مجھے یہ دم دیا ہے میں نہیں ہوں

یہ سب جلوہ ترا ہے تو نہیں ہے
یہ اک ہونا مرا ہے میں نہیں ہوں

بہارِ باغِ ہستی کہہ رہی ہے
کہ یہ اگلی فضا ہے میں نہیں ہوں

مری ہستی دلیلِ نیستی ہے
نہ ہونا میری جا ہے میں نہیں ہوں

وہی ہے صورتِ جاں دل میں میرے
وہی خود بولتا ہے میں نہیں ہوں

جمالِ یار نے کھویا ہے ایسا
کہ گم ہونا مرا ہے میں نہیں ہوں

حقیقت میں وہی سب کچھ ہے اے کیفؔ
حقیقت میری کیا ہے میں نہیں ہوں

طاعت نہ خوف انجام کا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
جز آپ کے اور آسرا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ارماں نہ دل میں خلد کا حسرت نہ حوروں کی ذرا

عاشق کا تیرے مدعا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں تھا

دیر و حرم کس کا ہے گھر وہ ہر جگہ ہے جلوہ گر
مسکن ہمارے یار کا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیوں خواب میں آتے نہیں کیوں جلوہ دکھلاتے نہیں
الفت کے مجرم کی سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نیکی نہ تسلیم و رضا خوبی نہ زہد و اتقا
پاس اپنے جز جرم و خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اکسیر شاہا خاک ہے آب بقا بیکار ہے
درماں ہمارے درد کا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیف ضعیف و ناتواں کس طرح سے پہنچے وہاں
پر ہیں نہ چلتی ہے ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نہ تھی وہ اور حق طالب تھا چاہت اس کو کہتے ہیں
نہ ہونے پر بھی تھی اک شکل صورت اس کو کہتے ہیں

خدا سے اپنی امت بخشوائی حشر سے پہلے
شفاعت نام ہے اس کا شفاعت اس کو کہتے ہیں

ہوئے پیدا تو پہلے امتی کا لفظ فرمایا
نثار اس چاہ پر شیدائے امت اس کو کہتے ہیں

ہمارے سامنے آئینہ روئے محمدؐ ہے
یہ قسمت ہے سکندر دیکھ قسمت اس کو کہتے ہیں

نبوت کیا ہے اک جاگیر ہے ختم رسالت کی
سند مُہر نبوت ہے ثبوت اس کو کہتے ہیں

نظر تک بھی نہ جھپکی اور خدا کو آنکھ سے دیکھا
نثار اس چشمِ حق بیں پر بصارت اس کو کہتے ہیں

شفاعت کو وہ اُٹھے تھے کہ بیٹھا فتنۂ محشر
قیامت کا مٹایا نام قامت اس کو کہتے ہیں

جو دامانِ نبی ہاتھ آ گیا تو ہم بتا دیں گے
کہ دیکھو عاصیو دامانِ رحمت اس کو کہتے ہیں

بلائے دیکھنے کو حق جگا کر اور وہ سوتے ہوں
اسے کہتے ہیں دلبر خوابِ راحت اسکو کہتے ہیں

زمینِ بطحا میں بہرِ دفن گر پائی تو ہم اے دل
کہیں گے اہلِ جنت سے کہ جنت اس کو کہتے ہیں

مئے عشقِ نبی پی پی کے یوں ہائے کیف کہتا ہوں
کہ اے رندو شرابِ پاک طینت اسکو کہتے ہیں

پیامِ رحمت حبیبِ حق نے سُنا دیا اور سنا رہے ہیں
خدا کی بخشش کا سب خزانہ لُٹا دیا اور لٹا رہے ہیں

حضور نے آتشِ غضب کو بجھا دیا اور بجھا رہے ہیں
عذابِ دوزخ سے عاصیوں کو بچا دیا اور بچا رہے ہیں

رہِ شریعت پہ ٹھیک ہم کو لگا دیا اور لگا رہے ہیں
ہر اُمتی کو خدا کا رستہ بتا دیا اور بتا رہے ہیں

ہر ایک کافر کا کفر اسے دل مٹا دیا اور مٹا رہے ہیں
نبی برحق نے حق کا ڈنکا بجا دیا اور بجا رہے ہیں

ریاضِ عالم میں گل عطا کا کھلا دیا اور کھلا رہے ہیں

لب شفاعت نے باغِ رحمت لگا دیا اور لگا رہے ہیں

حضور نے عاصیوں کے حق میں بھلائی کی اور یونہی کرینگے
ہماری ساری برائیوں کو مٹا دیا اور مٹا رہے ہیں

دعائے بخشش ہماری حق میں کرینگے وہ اور مدام کی ہے
خطا کے فتنوں کو ہاتھ اُٹھا کر بٹھا دیا اور بٹھا رہے ہیں

تمہارے دین خدا طلب کو تمام مانیں گے اور مانا
تمہارے آگے سروں کو سب نے جھکا دیا اور جھکا رہے ہیں

وہ نور خالق ہیں اُن کا جلوہ چھپا ہے ہرگز نہ چھپ سکے گا
انہوں نے خلقت کو حق کا جلوہ دکھا دیا اور دکھا رہے ہیں

گناہگاروں کا فاش پردہ ہوا نہ ہوگا کرم سے اُنکے
ہمارے عیبوں کو صاف انہوں نے چھپا دیا اور چھپا رہے ہیں

قسیم کوثر ہے نام جن کا یہ کیف دریا دلی ہے اُن کی
کہ مجھکو جام شراب وحدت پلا دیا اور پلا رہے ہیں

میں بشر ہوں نعتِ حضرت کیا کہوں کیونکر کہوں
اور سے کہنا گوارا ہی نہیں تیرے سوا
ہو سکیں مجھسے بیاں اوصافِ حضرت کسطرح
غیر ممکن ہے تری تعریف اے نورِ خدا
معنیٔ وحدت کے معنی کیا کروں کیونکر کہوں
ہر طرف سے ہر طرح ٹوٹے ہیں ہونٹ اے حضور
یا محمد نام ہے تیرا تری تعریف ہے
کر دیا ششدر ترے آئینہ اوصاف نے

ہے کہاں کہنے کی طاقت کیا کہوں کیونکر کہوں
غیر سے اپنی مصیبت کیا کہوں کیونکر کہوں
رتبہ ہادیٔ شان و شوکت کیا کہوں کیونکر کہوں
ماجرا ذاتِ وحدت کیا کہوں کیونکر کہوں
میں حقیقت کی حقیقت کیا کہوں کیونکر کہوں
اس سے بڑھکر اپنی حالت کیا کہوں کیونکر کہوں
اور تو کیا ہے یہ حالت کیا کہوں کیونکر کہوں
حیرتی ہوں حالِ حیرت کیا کہوں کیونکر کہوں

منہ مرا کہنے کے قابل ہی نہ وہ ہیں بے خبر
اُنسے پھر کیف اپنی حالت کیا کہوں کیونکر کہوں

سفیدی کیوں نہ آئیگی ہماری روسیاہی میں
شفاعت کا ہی غازہ دستِ محبوب الٰہی میں

سوا تیرے لقب ہی رحمت اللعالمیں کسکا
وہ مرتد ہی جسے شک ہی تری عالم پناہی میں

شہادت کیوں دی ہر جزو کل تیری نبوت کی
کہ پہلے کر چکا ہی سب کو حق کامل گواہی میں

سوائے بخششِ امت نہ مانگا اور کچھ تمنے
دعا تھی اک یہی دن رات درگاہ الٰہی میں

اسی کا ناخدا تمکو بنا کر حق نے بھیجا ہے
تری امت کا بیڑا آ نہیں سکتا تباہی میں

حقیقت میں تمہاری ذات تھی کن سے کہیں پہلے
کہ ہونا تھا تمہارا پیشتر علمِ الٰہی میں

رہی ہر حال میں مدنظر آمرزشِ امت
گذاری عمر ساری عاصیونکی خیر خواہی میں

وہ تم ہو جو کہ ہر مشکل میں ہر بیکس کی کام آؤ
وہ میں ہوں جو کہ ہر طوفاں سے ہوں بحرِ تباہی میں

وہ بندہ کیا خدا کی بندگی جس سے نہیں ہوتی
سپاہی کیا ہی وہ جرأت نہیں ہی جس سپاہی میں

ہوا سچا چلن سچا تمہارے حکم حق گو سے
ہوئے جھوٹے خدا جھوٹے تمہاری بادشاہی میں

جو مانگے گا وہی پائیگا لیکن مانگنا دل سے
کمی کس شے کی ہی اے کیف درگاہ الٰہی میں

ردیف واو

طفیل احمد نہ کر پریشاں جہاں میں در در پھرا کے مجکو
یہی دعا ہے کہ یا الٰہی رکھ اپنا بندہ بنا کے مجکو

بلا کے دشمن ہیں دونوں میرے ہیں نفس ابلیس مجکو گھیرے
حضور لوٹیں گے یہ لٹیرے خراب رستہ لگا کے مجکو

حضور مجرم ہوں میں سراپا خدا سے محشر میں کیا کہوں گا

وہ مجھ سے پوچھے گا حال میرا خود اپنے آگے بلا کے مجھکو

یہ لوگ عصیاں شعار سارے ہیں سب کے سب امتی تمہارے
ہر ایک کہتا ہے حق کے پیارے نہ بھولنا دن جزا کے مجھکو

دیا کسی نے نہ ساتھ میرا مجھی پہ چھوڑا خطا کا رکھا
الگ الگ ہو گئے سب اعضا مصیبتوں میں پھنسا کے مجھکو

امیدوار کرم ہوں یارب نہ کوئی ہمدم نہ یار ہے اب
عزیز میرے چلے گئے سب تلے زمیں کے دبا کے مجھکو

زباں پہ نام حضور آئے نگاہ پہ نور حق سمائے
یہی دعا ہے خدا اٹھائے تمہاری صورت دکھا کے مجھکو

کرم تو اس کا بہانہ جو ہے بہاؤ آنسو بھی جرم کا رو
وہ خود کہے گا پسند آئی یہ عجز اہل خطا کی مجھکو

جو کیف پہنچا در نبی پر تو یوں کہے گا نثار ہو کر
بنا دو بیخود قسیم کوثر شراب الفت پلا کے مجھکو

بزم جہاں کے انجمن آرا تمہیں تو ہو
اس قدرتی برات کے دولہا تمہیں تو ہو

سب مانتے ہیں جس کو وہ حکم حضور ہے
کہنے میں جسکی حق ہے وہ گویا تمہیں تو ہو

جو کچھ ہے دو جہاں میں تمہارے سبب سے ہے
دونوں جہاں کا ایک نتیجا تمہیں تو ہو

کہتی ہے جسکو خلق شفیع گناہگار
ہاں ہاں وہ بیکسوں کا سہارا تمہیں تو ہو

ہے جو کہ لطف جود وہ تمہاری ہی ذات ہے
ہے جو کہ عیب پوش وہ پردا تمہیں تو ہو

امّی بھی ہو تو علم لدنی تمہیں کو ہے
انسان ہو کے نور خدا کا تمہیں تو ہو

جو دستگیر ہے وہ تمہارا ہی ہاتھ ہے
مجھ ننگ دو جہاں کا وسیلہ تمہیں تو ہو

میٹا تمہیں سے کفر کی ظلمت کو دہر کی
ہاں اس اندھیرے گھر کا اجالا تمہیں تو ہو

غمخوار جنکے تم ہو وہ بیکس نہیں ہیں تو ہیں
ہم جنکے ہیں غلام وہ آقا تمہیں تو ہو

جس سے سمجھے ارم وہ قدم ہیں حضور کے
جس سے بچے جحیم وہ دریا تمہیں تو ہو

سمجھا جسے ایک بھی دو نور جانا نہیں
وہ سرِّ ذاتِ حق و معما تمہیں تو ہو

مانگونگا میں تمہیں کو خدا سے بروزِ حشر
میری مراد میری تمنا تمہیں تو ہو

ہاں ہاں تمہیں سے خلوتِ حق دو بدو ہوئی
ہاں رازدار رازِ فاوحیٰ تمہیں تو ہو

آرام اہلِ فرش زمیں کو تمہیں سے ہے
تسکین قلب عرشِ معلیٰ تمہیں تو ہو

پیاری ہے جس پہ ساری خدائی خدا کی سمت
کونین میں وہ دلبر رعنا تمہیں تو ہو

اعجاز عیسوی ہے تمہاری ہی ایک بات
موسیٰ کے ہاتھ میں ید بیضا تمہیں تو ہو

کیف غزل سرا کو بھی ملجائے کوئی جام
مختار کوثر اے شہ والا تمہیں تو ہو

رہبر ہو حقیقت آشنا ہو
اللہ کے ملنے کا پتا ہو

ق بندے ہو مگر خدا نما ہو
تم صاف خدا کا آئینا ہو

تم مظہرِ ذاتِ کبریا ہو
تم مقصدِ جملہ انبیا ہو

تم دونوں جہاں کی ابتدا ہو
تم رحمتِ حق کی انتہا ہو

جس سمت ہو تم ادھر خدا ہو
ہو جائے وہی جو بات چاہو

حق میں جو نہو تو اسے لگا ہو
چشمانِ نبی پہ مبتلا ہو

امت سے وہ کیوں ملال نہ پائے
جس چیز پہ ہاتھ آپ کا ہو

ق کس طرح وہ ڈوب جائے بیڑا
جس بیڑے کا ایسا ناخدا ہو

ظاہر میں تو ہو بشر کی صورت
باطن میں خدا ہی جانے کیا ہو

اس ہادیٔ دو جہاں کے آگے
جو آئے برا ہی بھلا ہو

بھتا ہو جسے خدا کا اے دل
وہ دل سے مرے حضور کا ہو

دریائے عطا کا جوش ہو تم — کشتیِ خطا کے ناخدا ہو
رحمت کا وجود ہو سراپا — بخشش کا ظہور بر ملا ہو
آنکھوں میں ہے آپ کا تصور — لو دیکھ لو آؤ اے نگاہو
اسلام کا دل ہو دین کی جاں — ایمان کے نور کی ضیا ہو
بھولی ہوئی خلق کے ہو رہبر — گرتے ہوئے لوگوں کا عصا ہو
بگڑی ہوئی بات کی ہو بندش — بنتے ہوئے کام کی بنا ہو
ڈوبے ہوئے بیڑے کا ہو لنگر — ٹوٹے ہوئے دل کا آسرا ہو
کوثر پہ تو ہو قسیم کوثر — اور لطف میں لطفِ کبریا ہو
اے اہل نظر نبی کو دیکھو — منظور جو حق کا دیکھنا ہو
ہاں ہو وہ تمہیں بلند پایا — سر عرش کا جن کا فرش پا ہو
جب نزع کا وقت ہو تو یارب — لب پر مرے نام مصطفا ہو

بھر بھر کے وہ دے رہے ہوں ساغر
پی پی کے یہ کیف جھومتا ہو

ردیف ہائے ہوز

اعمال ہم تو سونپ چکے ہیں خطا کے ہاتھ — اب ہے ہماری شرم حبیب خدا کے ہاتھ
کس طرح ڈوب جائے گا بحر قصور میں — بیڑا ہے عاصیوں کا تو اُس ناخدا کے ہاتھ
آدم حبیبِ حق کا نہ دیتے جو واسطہ — آتا اثر نہ تا بقیامت دعا کے ہاتھ
ہاں راکب سمند شفاعت وہی تو ہیں — میدان روز حشر ہے خیر الوریٰ کے ہاتھ
پہنچا ہے جب زمین شہ دیں پناہ میں — آیا ہے دستِ غیب فلک سے گدا کے ہاتھ
اللہ کا ہے نور حبیب خدا کا نور — اللہ کے ہیں ہاتھ حبیب خدا کے ہاتھ

اللہ رے نصیب ہمارا کہ یا رسول
گردابِ معصیت ہی میں چکرا رہی ہے یہ
جبتک ہوئی نہ اُمتِ عاصی کی مغفرت
اسکی تو التجائیں تمہارے ہی ہاتھ ہیں

دامن ترا اور اُمت بیدست و پا کے ہاتھ
کشتی ہماری پار لگا دو لگا کے ہاتھ
اُٹھے رہے دعا کو حبیب خدا کے ہاتھ
پھیلے رہیں کہیں نہ مری التجا کے ہاتھ

پھیلا کے ہاتھ کیفؔ کہے گا حضور سے
دینا ادھر بھی ساقیِ کوثر بڑھا کے ہاتھ

حبیب حق والیِ ولایت وہ کون یعنی جنابِ خواجہؒ
یم کرم معدنِ کرامت وہ کون یعنی جنابِ خواجہؒ
فروغِ کثرت فروغِ وحدت فروغِ دنیا فروغِ عقبیٰ
فروغِ مذہب فروغِ ملت وہ کون یعنی جناب خواجہ
گدا کو دیتے ہیں بادشاہت ولی کو دیتے ہیں وہ ولایت
لُٹاتے ہیں دو جہاں کی دولت وہ کون یعنی جنابِ خواجہ
امینِ دیں رہبرِ شریعت مہِ شرف مظہرِ حقیقت
وسیلۂ عرصۂ قیامت وہ کون یعنی جناب خواجہ
چھپے ہوئے کاملوں کے کامل کھلے ہوئے مرشدوں کے مرشد
بڑھی ہوئی عزتوں کی عزت وہ کون یعنی جناب خواجہ
خدا کے بندے خدا کے طالب خدا سے واصل
خدا کی قدرت بشر کی صورت وہ کون یعنی جناب خواجہ

یہ کیفؔ بے خود بنا ہوا ہے پیالہ مُنہ سے لگا ہوا ہے
پلا رہے ہیں مئے محبت وہ کون یعنی جناب خواجہ

ہو کیوں نہ دو جہاں میں عز و وقار خواجہ
کشور کرامتوں کا نکلا دیار خواجہ
مقبول اُنکے در پر کرتا ہے حق دعا کو
قربان جان و دل سے خواجہ کے نام پر ہوں

خواجہ یہ مہرباں ہے پروردگار خواجہ
ہر اولیا ہو دل سے خدمت گزار خواجہ
باب قبولیت ہے گویا مزار خواجہ
جاں ہو فدائے خواجہ دل ہو نثار خواجہ

خواجہ کا میں تو بردہ دل سے بنا ہوا ہوں
لے مول یا نہ لے اب ہے اختیار خواجہ

ردیف ی

جو ہیں الفت میں کامل اُن کی صورت ایسی ہوتی ہے
تمہارے عاشقِ صادق کی صورت ایسی ہوتی ہے
نہ ہو دیدار تو ظاہر نہ ہو محبوب کا لیکن
ذرا پردہ نہیں رہتا محبت ایسی ہوتی ہے
خدائی کیا خدا ہے شیفتہ خود اُن کی صورت کا
یہ کہہ دو حسنِ یوسف سے کہ صورت ایسی ہوتی ہے
اگر اے دل بہارِ گلشنِ کوئے نبی دیکھیں
تو سمجھیں ساکنِ جنت کہ جنت ایسی ہوتی ہے
نہ بھولے وہ کسی حالت میں اپنی امتِ عاصی
عنایت اس کو کہتے ہیں عنایت ایسی ہوتی ہے
حسد اکو امتِ محبوب بھی محبوب ہے حد کی
محبت اسکو کہتے ہیں محبت ایسی ہوتی ہے

مئے عشقِ نبی پی پی کے مستی آ گیف کہتا ہوں
کہ اے رندو شرابِ پاک طینت ایسی ہوتی ہے

بخشی ہوئی ازل سے ہے امت رسول کی
مانی ہوئی ہے بات شفاعت رسول کی

ہر دل میں بس رہی ہے محبت رسول کی
دیکھو ہر آئینہ میں ہے صورت رسول کی

رضواں یہ کہہ رہا ہے کہ جانید خلد میں
جو لوگ سے لیکے آئیں حمایت رسول کی

مانگے گی رونمائی میں امت کی مغفرت
ہوگی جو بے نقاب شفاعت رسول کی

دیکھا رسول ہی نے خدا کو بچشم خود
دیکھی فقط خدا ہی نے صورت رسول کی

اے جرم حشر میں تری بنیاد رہ چکی
بخشش ادہر ادہر سے شفاعت رسول کی

حقدار یہ کرم کی نہیں ہے تو کون ہے
وہ حق کے ہیں رسول یہ امت رسول کی

اے کیف میں شراب تصور میں مست ہوں
ساقی بنی ہوئی ہے محبت رسول کی

جنت کا راستہ ہے شریعت رسول کی
آئینہ خدا ہے حقیقت رسول کی

ہم پر اسی قدر ہے عنایت رسول کی
ہے جس قدر خدا کو محبت رسول کی

پڑھتا رہوں گا اپنے لب گور سے درود
مٹ کر بھی جائے گی نہ محبت رسول کی

کرتا ہے خود ہی پیار جسے صورت آفریں
کیا جانئے کہ کیا ہے وہ صورت رسول کی

ایک ایک جرمکار کو میدان حشر میں
آ آکے ڈھونڈھ لیگی شفاعت رسول کی

پشت پناہ امت عصیاں شعار ہے
کیا چیز ہے وہ مہر نبوت رسول کی

معشوق کی تو چیز بھی معشوق خاص ہے
پیاری خدا کو کیوں نہ ہو امت رسول کی

جب کی دعا تو بخشش امت کے واسطے
اللہ رے عاصیوں پہ عنایت رسول کی

سبقت نہ پاتی قہر پہ رحمت کسی طرح
ہوتی اگر خدا کو نہ الفت رسول کی

ہر چند بے نقاب رہی مہر ساں مگر
دیکھی کبھی کسی نے نہ صورت رسول کی

گر بے خودی خاص کا درکار ہے مزا
تو کیف پی شراب محبت رسول کی

جستجو بخشش امت میں ذرا پھر ہو گی — اسمیں کوشش تمہیں کچھ روزِ جزا پھر ہو گی
پھر کبھی اور کوئی آپ سا ہوگا ہی نہیں — مٹ کے سو بار جو دنیا کی بنا پھر ہو گی
اب بھی جو کچھ تجھے کرنا ہو وہ کرلے غافل — موت آئے گی تو مہلت نہ ذرا پھر ہو گی
لوٹتے وقت یہ کہتے ہیں تمہارے زائر — پھر بھی آئیں گے جو مرضیِ خدا پھر ہو گی
روسیاہی مری جائیگی تمہارے منہ سے — دھل کے اجلی نئے سر سے یہ قبا پھر ہو گی
جرم کاروں کی شفاعت وہ کرینگے پھر بھی — ان مریضوں کی سرِ حشر دوا پھر ہو گی
مانگنے والے کو لازم ہے کہ مانگے جائے — اب نہیں ہوگی تو مقبول دعا پھر ہو گی
جو کہ فرمانِ نبی جلد بجا لائے گا — اس کی بخشش میں نہ تاخیر ذرا پھر ہو گی
انکی امت میں ہیں ہم لوگ تو بیشک اے دل — ہو گی اور خلد میں ایک ایک کی جا پھر ہو گی

مے پلائیں گے جسے ساقیِ کوثر اے کیف
پیاس اُس شخص کو ہرگز نہ ذرا پھر ہو گی

امت تری مجرم بھی دوزخ سے بری نکلی — رحمت کی کسوٹی پہ کھوٹی بھی کھری نکلی
آگے مرے مالک کے مجرم مجھے ٹھیرایا — اے نفس یہ سب تیری بیدادگری نکلی
ہر شے میں ترا جلوہ اے نورِ خدا دیکھا — کونین میں سب تیری یہ جلوہ گری نکلی
واقف نہ ہوا کوئی بیہوشی کی حالت سے — واقف مری حالت سے کچھ بیخبری نکلی
کب دیکھ سکا کوئی حضرت کی حقیقت کو — بینائی بھی آنکھوں کی ایک بے بصری نکلی
جو شے ہے خدائی میں ایک نور کا پردہ ہے — ہر نور کے پردہ سے شانِ بشری نکلی
محشر میں ہر اک مجرم بخشش سے پھلا پھولا — کھیتی تری امت کی جل بجھ کے ہری نکلی
امت تری جنت کو جاتی ہے اڑی کیسی — صورت میں تو انساں تھی سیرت میں پری نکلی

جوشِ الفتِ احمد کا دل سے نہ گیا دم بھر
مے کیف کی پیالے میں ہر وقت بھری نکلی

پھر شفاعت کی وہاں کونسی صورت ہوتی
تم جو محشر میں نہوتے تو قیامت ہوتی

گلشن کوے محمد میں گذر ہے جن کا
انکی جاگیر میں کس طرح نہ جنت ہوتی

توہی اک نور خدا اور اسے نسبت تجھ سے
کس طرح نار کے قابل تری امت ہوتی

ہیں تمہارے ہی توہونیسے جہاں کا ہونا
تم نہ ہوتے تو نہ کونین کی خلقت ہوتی

حق تو یوں ہو کہ شب گور بھی ہوتی روشن
میرے آگے جو تری چاندسی صورت ہوتی

نور حق آپ ہیں اور نور بنا ہے خلقت
ختم کس طرح نہ حضرت پہ رسالت ہوتی

جاگتے میں نظر آجاتا خدا کا جلوہ
خواب میں گر مجھے حضرت کی زیارت ہوتی

آپ کی نعمت دیدار اگر مل جاتی
پھر تو حاصل مجھے کونین کی نعمت ہوتی

جانتا جان سے بڑھکر کہیں اپنے دل کو
دل میں گرجان کی بدلے تری الفت ہوتی

ذات والا ہی تو ہے پشت پناہ امت
دوش اقدس پہ نہ کیوں مہر نبوت ہوتی

مجھ سیاہ رو پہ جو الطاف وہ عارض کرتے
حق کے آگے ابھی اجلی مری صورت ہوتی

مدحت ساقی کوثر جو یہ لکھتا دل سے
کیف مکیش کی گناہوں سے بریت ہوتی

ہم عاصیوں کو حق نے بخشا تمہارے منہ سے
ڈوبا ہوا یہ بیڑا نکلا تمہارے منہ سے

وہ حکم حق ہے جو کچھ نکلا تمہارے منہ سے
کی ہیں خدا نے باتیں گویا تمہارے منہ سے

نوبت تمہارے دم سے اسلام کی بجی ہے
حق گوئی کا بجا ہے ڈنکا تمہارے منہ سے

ابر کرم بنا ہے پھیلاؤ گفتگو کا
رحمت برس رہی ہے گویا تمہارے منہ سے

اللہ یوں کہے گا تم سے بروزِ محشر
ہم نے قصورِ امت بخشا تمہارے منہ سے

کہتے تو تم نہ کیوں کر ہم راہِ حق پہ آتے
اللہ کو بھی ہم نے جانا تمہارے منہ سے

پیارے کی شے بھی پیاری ہوتی ہے سب کو بیشک
حق نے ہمارا اچھا چاہا تمہارے منہ سے

کھو دیں گے روسیاہی سب کی لبِ شفاعت
منہ ہوگا عاصیوں کا اُجلا تمہارے منہ سے

کون و مکاں میں خلقت خلقت میں صنعتیں ہیں
حق نے کیا ہے پیدا کیا کیا تمہارے منہ سے

اے کیفؔ یوں کہیں گے مجھ سے وہ حشر کے دن
تو آؤ ہم لگائیں پیالہ تمہارے منہ سے

کچھ بھی گر چشمِ محمدؐ کا اشارہ ہو جائے
پار بیڑا ابھی پل بھر میں ہمارا ہو جائے

تم پہ پیارا ہو تو اللہ کا پیارا ہو جائے
جس کو ہونا ہو خدا کا وہ تمہارا ہو جائے

وہ بھی موسیٰ کی طرح محوِ نظارہ ہو جائے
یا محمدؐ جسے دیدار تمہارا ہو جائے

میں بھی ہوں آپ کی امت میں سزاوارِ کرم
کچھ کرم آپ کا مجھ پر بھی خدارا ہو جائے

آپ کے ذکر سے ہر غنچۂ دل کھل جائے
آپ کا نام نسیمِ چمن آرا ہو جائے

لطف فرما ہو اگر نیم نگاہی اُن کی
تو یمِ جرم سے ہم کو کنارا ہو جائے

کون ایسا ہے سوا آپ کے یا شافعِ حشر
حشر کے دن جو طرفدار ہمارا ہو جائے

کچھ بھی ہو لطف تو بخشش ہو گنہگاروں کی
کچھ بھی دیدو تو غریبوں کا گذارا ہو جائے

کیفؔ میخوار ہے اور ساقیِ کوثر تم ہو

پھر شفاعت کی وہاں کونسی صورت ہوتی — تم جو محشر میں نہ ہوتے تو قیامت ہوتی
گلشن کوئے محمد میں گذر ہے جن کا — انکی جاگیر میں کس طرح نہ جنت ہوتی
تو ہی اک نور خدا اور اُسے نسبت تجھ سے — کس طرح نار کے قابل تری امت ہوتی
ہے تمہارے ہی تو ہونے سے جہاں کا ہونا — تم نہ ہوتے تو نہ کونین کی خلقت ہوتی
حق تو یوں ہے کہ شب گور بھی ہوتی روشن — میرے آگے جو تری چاند سی صورت ہوتی
نور حق آپ ہیں اور نور بنا ہے خلقت — ختم کس طرح نہ حضرت پہ رسالت ہوتی
جاگتے میں نظر آجاتا احمد کا جلوہ — خواب میں گر مجھے حضرت کی زیارت ہوتی
آپ کی نعمتِ دیدار اگر مل جاتی — پھر تو حاصل مجھے کونین کی نعمت ہوتی
جانتا جان سے بڑھ کر میں اپنے دل کو — دل میں گر جان کے بدلے تری الفت ہوتی
ذات والا ہی تو ہے پشت پناہِ امت — دوشِ اقدس پہ نہ کیوں مہر نبوت ہوتی
مجھ سیاہ رو پہ جو الطاف وہ عارض کرتے — حق کے آگے ابھی اجلی مری صورت ہوتی

مدحتِ ساقیٔ کوثر جو یہ لکھتا دل سے
کیفِ میکش کی گناہوں سے بریت ہوتی

ہم عاصیوں کو حق نے بخشا تمہارے منہ سے
ڈوبا ہوا یہ بیڑا نکلا تمہارے منہ سے
وہ حکم حق ہے جو کچھ نکلا تمہارے منہ سے
کی ہیں خدا نے باتیں گویا تمہارے منہ سے
نوبت تمہارے دم سے اسلام کی بجی ہے
حق گوئی کا بجا ہے ڈنکا تمہارے منہ سے
ابرِ کرم بنا ہے پھیلاؤ گفتگو کا
رحمت برس رہی ہے گویا تمہارے منہ سے

اللہ یوں کہے گا تم سے بروزِ محشر
ہم نے قصورِ امت بخشا تمہارے منہ سے

کہتے تو تم نہ کیوں کر ہم راہِ حق پہ آتے
اللہ کو بھی ہم نے جانا تمہارے منہ سے

پیارے کی شے بھی پیاری ہوتی ہے سب کو بے شک
حق نے ہمارا اچھا چاہا تمہارے منہ سے

کھو دیں گے روسیاہی سب کی لبِ شفاعت
منہ ہوگا عاصیوں کا اُجلا تمہارے منہ سے

کون و مکاں میں خلقت خلقت میں صنعتیں ہیں
حق نے کیا ہے پیدا کیا کیا تمہارے منہ سے

اے کیف یوں کہیں گے مجھ سے وہ حشر کے دن
لو آؤ ہم لگا دیں پیالہ تمہارے منہ سے

کچھ بھی گر چشمِ محمدؐ کا اشارا ہو جائے
پار بیڑا ابھی پل بھر میں ہمارا ہو جائے

تم پہ پیارا ہو تو اللہ کا پیارا ہو جائے
جس کو ہونا ہو خدا کا وہ تمہارا ہو جائے

وہ بھی موسیٰ کی طرح محوِ نظارا ہو جائے
یا محمدؐ جسے دیدار تمہارا ہو جائے

میں بھی ہوں آپ کی امت میں سزاوارِ کرم
کچھ کرم آپ کا مجھ پر بھی خدارا ہو جائے

آپ کے ذکر سے ہر غنچۂ دل کھل جائے
آپ کا نام نسیمِ چمن آرا ہو جائے

لطف فرما ہو اگر نیم نگاہی اُن کی
تو یمِ جرم یہ تنکے کا کنارا ہو جائے

کون ایسا ہے سوا آپ کے یا شافعِ حشر
حشر کے دن جو طرفدار ہمارا ہو جائے

کچھ بھی ہو لطف تو بخشش ہو گنہگاروں کی
کچھ بھی دیدو تو غریبوں کا گزارا ہو جائے

کیف میخوار ہے اور ساقیِ کوثر تم ہو

بس عنایت اسے اک جام خدارا ہو جائے

تم جو آئے تو نظر فضل کی صورت آئی
تم نہیں آئے یہ اللہ کی رحمت آئی

مجھ سا بے شرم نہ اللہ سا غیرت والا
جرم تو میں نے کیا اور اُسے غیرت آئی

ہم تو امت میں ہیں یہ خاص رسولوں کے یہی
کام محشر میں محمدؐ کی شفاعت آئی

گل کھلائے جو شفاعت نے تو روزِ محشر
ہر گنہگار کی جاگیر میں جنت آئی

عاصیو گیسوئے احمد کا سبب تو دیکھو
ٹل گئی سر پہ اس امت کے جو آفت آئی

منہ ہوئے چاند کی مانند سیہ کاروں کے
لیکے غازہ سرِ محشر جو شفاعت آئی

حق تو یہ ہے کہ وہ صنعت ہے تری ہی صورت
جس سا یہ خود صانع مطلق کو محبت آئی

دوستوں کو تری بخشش کی خبر دی حق نے
دشمنوں کی ترے قرآں میں مذمت آئی

مغفرت دوڑی ہوئی آئی گنہگاروں میں
کیفؔ محشر میں محمدؐ کی جو امت آئی

شفیع ہیں جو شہِ دو جہاں تو غم کیا ہے
بڑھی ہوئی ہیں گنہگاریاں تو غم کیا ہے

ہیں آسمانِ شفاعت کے آفتاب حضور
شبِ خطا کی ہیں تاریکیاں تو غم کیا ہے

خدا کا لطف تو جو کچھ ہے وہ حضور سے ہے
حضور ہم پہ ہیں گر مہرباں تو غم کیا ہے

عطا سے نفع وہ بازارِ حشر میں دیں گے
خطا کے سودے میں ہو بھی زیاں تو غم کیا ہے

تمہارا ذکر ہے لب پر تو پھر خطر کیسا
تمہارا نام ہے وردِ زباں تو غم کیا ہے

ہمیں تو خطرۂ میزانِ حشر کچھ بھی نہیں
ہمارے پلہ پہ تم ہو وہاں تو غم کیا ہے

خدا کے فضل سے قوت بھی آہی جائیگی
مریض جرم ہے گر ناتواں تو غم کیا ہے

وہ آنچ آنے نہ دینگے کچھ اپنی امت پر
اگر جحیم ہے آتش فشاں تو غم کیا ہے

کسی طرح سے مدینہ تو جا ہی لوں گا میں
جو ہو گیا ہے رواں کارواں تو غم کیا ہے

کسی درخت میں یثرب کے جا رہوں گا میں
اُجڑ گیا جو مرا آشیاں تو غم کیا ہے

ہے کوئی فرادِ غمن تو ہاں ہے ای کیف
خدا ہے مجھ پہ اگر مہرباں تو غم کیا ہے

مضمونِ فضل دفترِ محبوبِ حق میں ہے
بخشش کا پہلا باب تو پچھلے ورق میں ہے

جو کچھ دعا ہو امتِ عاصی کے حق میں ہے
اللہ کا حبیب ہمارے قلق میں ہے

ہے انکی سرخ روئی سیاہ کاروں کے لئے
وہ شب کے واسطے ہی جو سُرخی شفق میں ہے

روشن ہے دو جہان میں نورِ محمدی
یہ ایک آفتاب تو چودہ طبق میں ہے

ہر دل میں ہر زباں پہ ہے کلمہ حضور کا
یہ مُہر ہر کتاب میں ہر ہر ورق میں ہے

جو بات ہے حضور کی بالکل بھلائی ہے
جو ہی بھلائی ساری وہ امت کے حق میں ہے

ایماں ازل ہی سے مجھے تعلیم کر دیا
مطلب اخیر کا مرے پہلے سبق میں ہے

خالق نے علمِ اول و آخر دیا تمہیں
تم پر وہ آئینہ ہے جو چودہ طبق میں ہے

اسرارِ حق ہے مطلعِ ابروئے مصطفےٰ
مضمون دو جہاں اسی بیتِ ادق میں ہے

ہر روسیہ کا نامۂ اعمال دھوئے گی
تر اس سبب سے زلفِ محمدؐ عرق میں ہے

میں مستحق ہوں بادۂ عشقِ رسول کا
اے کیفؔ یہ شراب تو میری ہی حق میں ہے

غلامی میں نے پائی ہے معین الدین چشتی کی
یہ خدمت ہاتھ آئی ہے معین الدین چشتی کی
تصور میں نگاہوں میں دلِ شیدا میں آنکھوں میں
عجب صورت سمائی ہے معین الدین چشتی کی
محمد کو خدا چاہے محمدؐ آپ کو چاہیں
فدا ساری خدائی ہے معین الدین چشتی کی
حبابِ تختِ شاہی کیوں نہ ہو پھر بوریا میرا

مجھے حاصل گدائی ہے معین الدین چشتی کی
دعا کو باریابی جس جگہ حاصل نہیں ہوتی
وہاں اے دل رسائی ہے معین الدین چشتی کی
گدائے خاندانِ چشت بھٹکا ہے نہ بھٹکے گا
کہ رہبر رہنمائی ہے معین الدین چشتی کی
وصالِ خاص حاصل ہے رہیگا وصل محشر تک
خدا سے کب جدائی ہے معین الدین چشتی کی

میں اپنے مرشد کامل کے صدقے کیف یوں جس نے
مئے الفت پلائی ہے معین الدین چشتی کی

عطا خصلت کرم گستر معین الدین اجمیری
شہنشاہِ گدا پرور معین الدین اجمیری
سرِ تسلیم کے افسر معین الدین اجمیری
رہِ توحید کے رہبر معین الدین اجمیری
خودی کھو کر خدا سے مل گیا آخر خدائی میں
وہ کون اولادِ پیغمبر معین الدین اجمیری
سرِ محشر مریدوں کو ذرا اس میں چھپا لینا
کہ رحمت ہے تری چادر معین الدین اجمیری
مئے توحید کا ہر گھونٹ میں اُس نے مزہ پایا
پیا جس نے ترا ساغر معین الدین اجمیری
جسے ملتا ہے جو کچھ فیض حضرت ہی سے ملتا ہے
جہاں میں ہے جہاں پرور معین الدین اجمیری

جسے چاہا اُسی کا کاملوں میں نام لکھہ ڈالا
ولایت سے ہے ترا دفتر معین الدین اجمیری

زمیں والے تجھے مانیں فلک والے تجھے جانیں
یہ شہرت ہے تری گھر گھر معین الدین اجمیری

بنایا ہے تجھے حاجت روائے خلق خالق نے
خدائی ہے ترے در پر معین الدین اجمیری

برا ہوں یا بھلا ہوں پر سگِ دربارِ عالی ہوں
ترا سگ اور پھرے در در معین الدین اجمیری

قیامت تک کبھی شیطاں کی چالوں میں نہ آئے گا
جو کھائے گا تری ٹھوکر معین الدین اجمیری

گلِ گلزارِ محبوبی ضیائے مہرِ زیبائی
چراغِ دینِ پیغمبر معین الدین اجمیری

یہ کیفؔ بادہ کش اس دور میں خالی نہ رہ جائے
ادھر بھی بھر کے اک ساغر معین الدین اجمیری

ہیں احسانِ خیر الوریٰ کیسے کیسے
رواہم پہ فردوس کرنے کو تم نے
خدا کے تم ایسے ہو بندہ کہ تم سے
فراقِ نبی میں بہے اشک کیا کیا
نکموں کی خاطر شہ انبیا نے
خدائی تو کیا ہے خدا نے تمہارے
پھرے عضوِ تن مجھ سے محشر میں کیا کیا

ہوئے سینۂ باخطا کیسے کیسے
سہے ہیں غمِ ناروا کیسے کیسے
مٹے مشرکوں کے خدا کیسے کیسے
لٹے گوہرِ بے بہا کیسے کیسے
کئے کام روزِ جزا کیسے کیسے
سہے نازِ بے انتہا کیسے کیسے
عدو ہو گئے آشنا کیسے کیسے

در دولتِ شاہ کونِ مکاں پر
غنی ہو گئے ہیں گدا کیسے کیسے

غمِ ہجرِ احمد میں اے کیفؔ مجھ پر
کئے دل نے محشر بپا کیسے کیسے

پتہ فلک سے ملے یا ترا زمیں سے ملے
ملے نہ بھید فلک سے نہ کچھ زمیں سے ملے

اشارہ ہو جو ذرا چشمِ لطف کا تیری
ہمیں تو حشر سے پہلے ہی بخشوا لیجے

یہ کہہ دو صاف کہ جس کو خدا سے ملنا ہو
ہمیں سے بر ہیں ہیں پر اگر ہو لطف اُن کا

غرض تو بھید کہ ملنے سے ہی کہیں سے ملے
پتہ ملے بھی خدا کا تو کچھ نہیں سے ملے

لپٹ لپٹ کے گنہگار حور عیں سے ملے
حضور خلد کا پتہ ہمیں ہمیں سے ملے

وہ شخص جا کے مدینہ میں شاہ دیں سے ملے
تو دوڑ دوڑ کے فضلِ خدا ہمیں سے ملے

مزا تو جب ہے کہ ہر وقت پئے اے کیفؔ
شراب کا ساغرِ عشقِ شاہ دیں سے ملے

کھڑے ہیں در پہ تجھ سے حق نما کے دیکھنے والے
دکھا صورت خدا را اے خدا کے دیکھنے والے

کہیں گے اہلِ محشر دیکھ کر اُن کے صحابہ رضؓ کو
وہ لوگ آئے حبیب کبریا کے دیکھنے والے

اگر دیکھو تو قُم کے معجزے سے صاف ظاہر ہے
ہیں عیسیٰ اُس لبِ معجز نما کے دیکھنے والے

اگر باطل کو دیکھا سامنے حق کے تو کیا دیکھا
کرم دیکھیں ترا میری خطا کے دیکھنے والے

ضیا ہوتی نہ مہر و ماہ میں پھر دیکھنے کو بھی
نہ ہوتے گر یہ تیرے نقشِ پا کے دیکھنے والے

جھلک موسیٰ نے دیکھی تھی سو وہ بھی لاکھ پردوں میں
خدا کو آنکھ سے دیکھ آئے جا کے دیکھنے والے

حقیقت آئینہ ہو جاتی ہے نورِ محمدؐ سے
خدا کو دیکھتے ہیں مصطفےٰ کے دیکھنے والے

خدا کے خاص پیارے ہو گئے پیارے محمدؐ کے
ہوئے لطف آشنا و آشنا کے دیکھنے والے

بلائے شامتِ اعمال وہ ہرگز نہ دیکھیں گے
جو ہیں زلفِ شہِ ہر دو سرا کے دیکھنے والے

ملایک اُن کے پاؤں کے تلے آنکھیں بچھاتے ہیں
جو ہیں اے کیفؔ اُنکے نقشِ پا کے دیکھنے والے

کیا کہوں کیفؔ کہ محبوب خدا کا کیا ہے
جز خدا اور کو اس علم سے بہرا کیا ہے

دیکھئے نورِ محمدؐ تو کبھی ہوش نہ آئے
آپ نے حضرتِ موسیٰ ابھی دیکھا کیا ہے

بات بھی یوں تو بنانے کو نہیں ہے لیکن
تم بنا دو مری بگڑی کو تو بگڑا کیا ہے

جان سے مال سے ایمان سے بڑھکر تم ہو
دین و دنیا میں مجھے تم سے پیارا کیا ہے

سیکڑوں پردہ قدرت تھے رُخِ انور پر
دیکھنے والوں نے حُسن آپ کا دیکھا کیا ہے

تو رحیم اور محمدؐ ہیں شفیعِ محشر

فکر امروز ہے کیا شئے غم فردا کیا ہے
ناخنِ دستِ شفاعت سے نکالیں گے حضور
خارِ عصیاں ہیں جو پیوست تو کھٹکا کیا ہے
تیرہ بختوں کا سہارا ہیں تمہارے گیسو
باغِ رحمت سے تمہارا رُخِ زیبا کیا ہے
مستحقِ رحمتِ حق کا ہوں گناہوں کے سبب
کھوٹے داموں جو نہ ہاتھ آئے وہ سودا کیا ہے
یادِ احمد میں ہوئے کیوں خلل انداز آکر
اے نکیرین کہو بھی تمہیں کہنا کیا ہے

یہ سمجھتا ہے پلائیں گے مجھی کو پہلے
کیف کو ساقیٔ کوثر کا بھروسہ کیا ہے

چرچے ہیں عاصیوں میں رسالت پناہ کے
روئیں نہیں بدن پہ یہ مجھ روسیاہ کے
جلوے دکھائی دیں جو تری جلوہ گاہ کے
وہ گیسوئے حضور شفاعت پہ کھل گئے
ہر شئے میں دیکھتی ہے محمدؐ کے نور کو
پرتو فگن نہ ہو جو رُخِ پاک آپ کا
رحمت خدا کی تم بھی تو ہو سر سے پاؤں تک

فریاد رس وہی ہیں ہر اک دادخواہ کے
پیدا ہوئے ہیں جسم پہ کانٹے گناہ کے
ہوں عرش پر دماغ پھر اپنی نگاہ کے
لو اڑ گئے دھوئیں وہ ہمارے گناہ کے
پردے اُٹھے ہوئے ہیں ہماری نگاہ کے
روشن نہ ہوں چراغ کبھی مہر و ماہ کے
ہم امتی اگرچہ ہیں پتلے گناہ کے

اے کیف کیا مزہ ہو کہ میدانِ حشر میں
ہوں ساتھ ساتھ میں بھی رسالت پناہ کے

گدائے کوئے احمدؐ ہوں مرے آگے غنی کیا ہے
خزانہ ہے دو عالم کا مدینہ کی گلی کیا ہے

ترے افضال سے مایوس ہونا کفر ہے بالکل
مجھے پھر بے گناہی سے گنہگاری بری کیا ہے

نہ رکھ محتاج دنیا میں کسی کا اپنے بندوں کو
خداوندِ جہاں تیرے خزانہ میں کمی کیا ہے

عجب نیرنگیاں دیکھیں جمالِ یار کی ہر سو
کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے کبھی کیا ہے کبھی کیا ہے

نظارہ آنکھ سے چھپ کر مجھے منظور ہے اس کا
جمالِ یار کا پردہ ہے میری بے خودی کیا ہے

مٹی جاتی ہے تڑپی جاتی ہے گھبرائی جاتی ہے
خدا جانے مری امید کے دم پر بنی کیا ہے

چلا ہوں ہاتھ خالی سر جھکائے یوں سوئے آقا
کہ پاس اے دل مرے جز حسرت و شرمندگی کیا ہے

سب امت کے وہ گاہک ہیں تو پھر اچھا برا کیا ہے
کسوٹی جب کہ پارس ہے تو پھر کھوٹی کھری کیا ہے

شراب عشق وہ ہے جو دو عالم کو بھلا دے گی
بڑھے گی اور بھی اے کیف بیہوشی ابھی کیا ہے

ابرِ رحمت چار سو دریا بہا دے تو سہی	جرم کی مٹی کو مٹی میں ملا دے تو سہی
اینٹ سے اینٹ اسکی محشر میں بجا دی تو سہی	فضل قصر جرم کی بنیاد ڈھا دے تو سہی
جرم امت دیکھ کر وہ مسکرائیں تو ذرا	برق اس خرمن کے خرمن کو جلا دے تو سہی

تم ذرا روئے منور سے اٹھا تو دو نقاب
رُخ تمہارا مہر کو ذرہ بنا دے تو سہی

اے مسیحا ذکر تک بھی اُنکا تو جاں بخش ہے
حسرتِ مردہ کو نام اُنکا جلا دے تو سہی

واقفِ راہِ شریعت تو نہ بھٹکے گا کبھی
خضر کو یہ راہرو رستہ بتا دے تو سہی

نام لیکر آپ کا پھر نام تو لے عاشقو
نام یہ قندِ مکرر کا مزا دے تو سہی

تم قدم رنجہ تو فرماؤ ذرا افلاک پر
عرش اپنے سر کو فرشِ پا بنا دے تو سہی

ہے وہ دینے ہی کی خاطر دل سے مانگو تو ذرا
مانگ سو ایک ایک سائل کو سوا دے تو سہی

کیف بادہ کش سرِ کوثر مجھے جانے تو دو
جام میرے مُنہ سے خود ساقی لگا دے تو سہی

وہ نبی محشر میں ہم کو بخشوا دے تو سہی
بڑھ کے رحمت قہر کو بالکل گھٹا دے تو سہی

عرش پر اے حضرتِ موسیٰ انہیں جانے تو دو
آشنا سے آشنا پردہ اُٹھا دے تو سہی

اُن کی مژگاں کا اشارہ اس طرف ہونے تو دو
گر نہ دوزخ کو یہ خسخانہ بنا دے تو سہی

حشر میں اُنکے لبِ بخشش طلب ہلنے تو دو
خاص رحمت عام بخشش کی صدا دے تو سہی

ذکرِ احمدؐ گلشنِ آفاق میں کرنے تو دو
پتہ پتہ یا محمدؐ کی صدا دے تو سہی

جائیں تو وہ جرم کاروں کے لئے سوئے جحیم
آتشِ دوزخ کو خود خالق بجھا دے تو سہی

ناخدا ہوں آپ جس بیڑے کے وہ اور ڈوب جائے

پار اُس بیڑے کو خود دریا لگا دے تو بھی

زلفِ احمدؐ اے سیہ کار ذرا کھلنے تو دو
ابرِ عصیاں کے دھوئیں بالکل اُڑا دے تو بھی

بادۂ الفت کی اتنی حرص اے کیفؔ حریص
ایک ہی ساغر نہ گر تجھ کو چھکا دے تو بھی

گردِ رہ پاؤں کو اے کیف بنا لے تو بھی
بیٹھتے بیٹھتے طیبہ کہیں جا لے تو بھی

عندلیبِ چمنِ نعتِ محمدؐ ہوں میں
سیکھ لے بلبلِ نالاں مرے نالے تو بھی

شعلۂ طور کا جلوہ ہے جمالِ احمدؐ
جل نہ جائے کہیں آ دیکھنے والے تو بھی

نفس کا ساتھ نہ دے بحرِ خطا میں اے دل
ڈوب ہی جائیگا ای پیرنے والے تو بھی

بہہ رہا ہے یمِ رحمت تو مگر اے مجرم
شرمِ عصیاں سے کچھ آنسو تو بہا لے تو بھی

اپنے احکام کئے حق نے حوالے جسکے
اپنے سب کام کر ایسے کے حوالے تو بھی

مزرعِ دین ہے دنیا یہ سمجھ لے غافل
کچھ کمانا ہے جو عقبیٰ تو کما لے تو بھی

آج اللہ کو میں نے تجھے سونپا ای روح
اب کر دے مجھے اللہ کے حوالے تو بھی

بھیڑ کوثر پہ ہے ساقی ہیں محمدؐ اے کیفؔ
کوئی ساغر تجھے لینا ہے تو جا لے تو بھی

کروں وصفِ محمدؐ کس زباں سے
زبانِ کبریا لاؤں کہاں سے

وہ آئے پھر کے حضرتِ لامکاں سے
زمیں اونچی ہوئی پھر آسماں سے

جو لیتا ہوں زمیں پر نام اُن کا
برس پڑتی ہے رحمت آسماں سے

خدا ہی جانتا ہے شان اُن کی
سنو یہ داستاں حق کی زباں سے

بجز اُنکے خدا کو کس نے دیکھا
وہی واقف ہیں اس رازِ نہاں سے

تمہاری بزم میں صلِ علیٰ کی
صدائیں آ رہی ہیں آسماں سے

درِ قصرِ نبی باب کرم ہے
مجھے رستہ مدینہ کا بتادو
اگر پیکِ صبا جانا ہو تیرا

درِ رحمت کھلا اس آستاں سے
بچھڑ کر رہ گیا ہوں کارواں سے
مدینہ کی طرف ہندوستاں سے

وہ کیفِ بادہ کش عاصی بہت ہے
یہ کہدینا شفیعِ عاصیاں سے

تمہارے مُنہ سے ہماری نجات ہوکے رہی
جو ہونے والی تھی آخر وہ بات ہوکے رہی
حضور کفر کو تم پائمال کرکے رہے
خراب عزتِ لات و منات ہوکے رہی
خدا کے حکم سے حاکم رہے خدائی کے
مطیع آپ کی کل کائنات ہوکے رہی
کہا جو تم نے وہی کردیا خدا نے بھی
تمہارے مُنہ سے جو نکلی وہ بات ہوکے رہی
بغیر حکمِ نبی اسکی نہ موت قریب
یہاں اجل بھی مطیعِ حیات ہوکے رہی
ہر امتی کے ہر ایک حال میں سرِ محشر
شریک حال محمدؐ کی ذات ہوکے رہی
کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہوکے رہی

نہ سر کی سد ہے نہ ہے پاؤں کی خبر اے کیف
شراب بادۂ خوش صفات ہوکے رہی

منفعل حشر میں الٹی ہو خطا ہی میری
ہیچ کریں کچھ بھی جو محبوب الٰہی میری

حد کو پہنچی ہے بہر حال تباہی میری
اب یہ بگڑی ہی تو بنائے گا خدا ہی میری

وصفِ خالِ رخِ پر نور لکھا کرتا ہوں
مہر کی طرح سے روشن ہے سیاہی میری

بخش دینا ہے ترا کام کہ غفار ہے تو
میں گنہگار ہوں توبہ ہے الٰہی میری

کوچۂ نعتِ محمدؐ کا وہ ماہر ہوں کہ آج
پیروی کرتے ہیں اس راہ میں راہی میری

آستانہ پہ محمدؐ کے پڑا رہتا ہوں
میں گدا وہ ہوں کہ محتاج ہو شاہی میری

دیکھتے ہی مری حالت پہ ترس کھائیں گے وہ
ان سے دیکھی نہیں جائیگی تباہی میری

حشر میں دستِ شفاعت نے کیا منہ اجلا
مٹ گئی اسکی سفیدی سے سیاہی میری

چاہے گا اب مجھ سے گنہگار کی بخشش پھر کون
مغفرت تم نے جو محشر میں نہ چاہی میری

یوں تو کہنے کو بہت قافیے باقی ہیں ابھی
لیکن اے کیفؔ طبیعت ہی نہ چاہی میری

محرومِ دید طالبِ دیدار رہ نہ جائے
یہ آرزو مری مرے سرکار رہ نہ جائے

پرسانِ حال وہ ہیں تو ایک ایک عرض کر
اب کوئی بات دیکھ دلِ زار رہ نہ جائے

محشر میں بخشوا ہی رہے ہیں وہ خلق کو
اور یہ بھی دھیان ہے کوئی لاچار رہ نہ جائے

گن گن کے بخشدے مری ایک ایک جرم کو
رحمت کی شان کا کوئی اظہار رہ نہ جائے

بخشا نہ سب کو اسلئے حق نے کہ کل کے دن
شانِ شفاعتِ شہ ابرار رہ نہ جائے

جنت یہ کہہ رہی ہے کہ رضواں خیال رکھ
کوئی غلام احمدِ مختار رہ نہ جائے

یہ چاہتی ہے ان کی شفاعت کہ حشر میں
خالی کرم سے کوئی گنہگار رہ نہ جائے

میں جب کبھی مروں تو مدینہ ہی میں مروں
یارب یہ آرزوئے دلِ زار رہ نہ جائے

بطحا مریضِ غم کو بلانا ضرور ہے
مر کھپ کے ہند میں ہی یہ بیمار رہ نہ جائے

تھوڑی بہت اسے بھی پلانا بروزِ حشر

اس دور میں یہ کیف قدح خوار رہ نہ جائے

ملی خیرات جس کو اس شہِ عادل کے ہاتھوں سے
غنی ہو ہو گئی مخلوق اُس سائل کے ہاتھوں سے

خطا کی تیغ سے زخمی ہے دل میں دل کے ہاتھوں سے
خبر لینا کہ میں بسمل ہوں اک بسمل کے ہاتھوں سے

تمنا ہے تمہیں دیکھوں تمہارا تھام لوں دامن
میں اپنے دل کی آنکھوں میں انہی دل کے ہاتھوں سے

بنا ہے دشمنِ جانی مرا یہ نفسِ امّارہ
بچانا یا محمد ؐ مجھکو اس قاتل کے ہاتھوں سے

خطا کا بوجھ سر سے تم اُتاروگے تو اُترے گا
یہ ایسا جن نہیں اُترے جو ہر عامل کے ہاتھوں سے

سرِ محشر کھلیں گے ہتکنڈے دستِ شفاعت کے
بآسانی چھڑائیگا ہمیں مشکل کے ہاتھوں سے

دعا کر کرکے آخر بخشوایا اپنی امت کو
کئے طے مرحلے سب تم نے اس منزل کے ہاتھوں سے

کریں گے سرخرو محشر میں ہم کو شافع محشر
ملیں گے پان گویا بانئ محفل کے ہاتھوں سے

وہ سب امت کا دل اس واسطے ہاتھوں میں رکھتے ہیں
کہ یہ غنچے ہیں گل ہو جائینگے کھل کھل کے ہاتھوں سے

دبے گی کس طرح میرے گناہوں سے تری رحمت
نہیں ہوگا کبھی پامال حق باطل کے ہاتھوں سے

بنا ہے چشمۂ تسنیم جس ساقی کا میخانہ
پیوں گا کیف میں اُس ساقیِ کامل کے ہاتھوں سے

نہ کچھ اور اس کے سوا چاہیے
مجھے کیفِ فضلِ خدا چاہیے

یہ الطافِ خیرالوریٰ چاہیے
یہ گفت و شنید اک ذرا چاہیے

کہیں وہ بتا تجھکو کیا چاہیے
کہوں میں کرم آپ کا چاہیے

زلیخا کو یوسف کی ہے آرزو
سکندر کو آبِ بقا چاہیے

ہوس کو ہے کیمیا کی تلاش
مجھے آپکی خاکِ پا چاہیے

خدا ہی سبھوں کا مددگار ہے
خدا ہی سے سب التجا چاہیے

کسی کا نہیں کوئی حاجت روا
بھروسہ اُسی پر کیا چاہیے

ملا ہے جو اللہ سے بے حجاب
بس ای دل اُسی سے ملا چاہیے

خدا سے ملائی ہو جس نے نظر
اُسے اُس نظر دیکھنا چاہیے

کسی حال میں ہو خوشی ہو کہ غم
بہر حال شکرِ خدا چاہیے

جو مرضیِ خالق ہے مدِّ نظر
تو راضی رضا پر رہا چاہیے

خدا خود ہے مصروف جس کام میں
وہی کام اے دل کیا چاہیے

کہ خود بھیجتا ہے وہ جس پر درود
درود اُس نبی پر پڑھا چاہیے

بتائیں تمہیں اک شرابِ لطیف
اگر بے خودی کا مزا چاہیے

سُنو کیف وہ کون سی ہے شراب
مئے عشقِ احمدؐ پیا چاہیے

رکھتی ہے تارِ نفس سے رشتہ داری زندگی
بندھ رہی ہے ایک دھاگے سے ہماری زندگی
ساتھ لا کر عالمِ ارواح سے آفاق میں

دے گئی دھوکا ہمیں آخر ہماری زندگی
تیری خاطر ہم نے اودمسار کیا کیا کچھ کیا
پر نہ کی تو نے وفا دو دن بھی جاری زندگی
بے خبر ہی آئے تھے اور بے خبر ہی جائینگے
کیا کہیں ہم کیا ہیں اور کیا ہے ہماری زندگی
زندگی کے نام پر مرتا ہے کیسا دیکھنا
کس قدر انساں کو ہوتی ہے پیاری زندگی
یہ فلک پر ہوگی بعدِ مرگ ہم زیرِ زمیں
ہم کہیں ہوں گے کہیں ہوگی ہماری زندگی
بازیٔ لہو ولعب میں دل لگا کر ہر نفس
کوئی دولت ہارتا ہے ہم نے ہاری زندگی
لگ رہی ہے گھات میں ظالم بشر کی رات دن
کر رہی ہے چپکے چپکے دم شماری زندگی
سب کچھ انساں کر رہا ہے زیست کی امید میں
کر رہی ہے موت کی امیدواری زندگی
خاک میں اک دن دبا کر ہی رہی آخر مجھے
کوہ کی صورت مرے سر پر تھی بھاری زندگی
موت بھی مجھکو اٹھا سکتی نہیں مانند کوہ
ہے گناہوں کی گرانباری سے بھاری زندگی

گر کوئی پوچھے گا یوں تم سے تو کیا دوگے جواب
کیف کن اوقات میں تم نے گذاری زندگی

جبین انور کا حسن ہو کر ضیائے بخشش چمک رہی ہے
تمہارے رخ سے خدا کی رحمت شباب بنکر ٹپک رہی ہے

جدھر ذرا بھی ہو کچھ اشارہ اُسی کا ہو جائے پار بیڑا
نگاہِ چشم و کرم خدا کی تمہاری چتون کو تک رہی ہے

نبی کی الفت بھری ہوئی ہے خدا کے فضل و کرم سے دلمیں
مرے پیالے میں بادہ خوار و شراب کوثر چھلک رہی ہے

کہو تو مجھسے بھی حشر والو یہ بھید کیا ہے یہ بات کیا ہے
کہ خلق ساری خدا کی آکے نبی کی صورت کو تک رہی ہے

تمہاری امت میں ہم نہ ہوتے تو ہم پہ حق مہرباں نہ ہوتا
تمہارے صدقے میں یا محمد ہماری قسمت چمک رہی ہے

علاج دردِ خطائے بیحد تمہیں سے ہوگا تمہیں سے ہوگا
تمہیں نکالو گے یا محمد جو پھانس دلمیں کھٹک رہی ہے

کرو شفاعت کی آج صورت کہ یہ قیامت کا دن ہے آفت
حضور دیکھو تمام خلقت تمہاری صورت کو تک رہی ہے

ہو کوئی زاہد کہ مجھسا فاسق ہے بوئے ایماں ہر اک کے دل میں
تمہاری خوشبوئے عطر دیں سے تمام امت مہک رہی ہے

نہ جاؤ باتوں پہ کیف میری کہ ہوش بالکل بجا نہیں ہے
مئے محبت پیے ہوئے ہوں زبان میری بہک رہی ہے

ہو گیا انکی شفاعت سے یہ دفتر خالی
انکی امت میں ہیں اس واسطے اتراتے ہیں
رہکے دریا میں تو پیاسا نہیں رہتا کوئی

رہ گئے نامۂ عصیاں سر محشر خالی
جانور اُڑ نہیں سکتا کوئی بے پر خالی
پھر شفاعت سے میں رہ جاؤنگا کیونکر خالی

بخشش عام سے رحمت میں کمی کیا ہوگی / نہر بہنے سے تو ہوگا نہ سمندر خالی

انکی امت میں ہر اک صاحب ایماں تو ہے / جیسے خوشبو سے نہیں کوئی گل تر خالی

مینھ تو ہر شے میں برستا ہے بُری ہو کہ بھلی / تیری رحمت سے رہے گا کوئی کیونکر خالی

سختی کفر مٹی دین محمدؐ سے تمام / بت خدا بن رہے تھے رہ گئے پتھر خالی

کس طرح نعمتِ ایماں نہ ملے اُس در سے / پھیرتا ہے کہیں سائل کو تونگر خالی

پیکے مانگونگا پھر اُنسے سرِ کوثر اے کیف / پھر وہ بھر دیں گے جو ہوگا مرا ساغر خالی

راہِ میخانہ بتا دینا مجھے / کوئی رستہ پہ لگا دینا مجھے

کوچۂ اقدس میں جا دینا مجھے / خلد محبوب خدا دینا مجھے

راہِ الفت میں بھٹکنے کا ہے لطف / راہبر رستہ بتا دینا مجھے

دردِ دل سے کہہ کے سوتا ہوں مدام / آنکھ لگتے ہی جگا دینا مجھے

کچھ کمی تیرے خزانہ میں نہیں / غیب سے تو اے خدا دینا مجھے

تیرے میخانہ کا صدقہ ساقیا / ایک دو ساغر پلا دینا مجھے

تاکہ آجائے مری آنکھوں میں نور / اک ذرا جلوہ دکھا دینا مجھے

کھو دیا ہے جلوہ گاہ یار نے / کون ہوں میرا پتا دینا مجھے

کہہ رہا ہے حشر میں ہر جرم کار / شانِ غفاری دکھا دینا مجھے

اُسکی بزم خاص ہے جائے ادب / بیٹھنے والو اُٹھا دینا مجھے

بڑھکے اے بیماریٔ شوقِ وصال / درد کا پُتلا بنا دینا مجھے

پوچھتا ہوں آتی جاتوں سے یہی / یار کے گھر کا پتا دینا مجھے

غم بھی تو نے ہی دیا جو کچھ دیا / صبر بھی کچھ اے خدا دینا مجھے

معصیت کا روگ جاتا ہی نہیں / اے طبیب دل دوا دینا مجھے

غیر کے آگے نہ پھیلاؤں میں ہاتھ
کوچۂ یار سے گر اٹھوں کبھی
کوئی گھر ہو سبھی مجھے گھر یار کا

تو ہی سب کچھ اسے عطا دینا ہے مجھے
درد دل اٹھ کر بٹھا دینا ہے مجھے
کوئی در ہو سر جھکا دینا ہے مجھے

کیف مے خانہ میں گر جاؤں کبھی
لا کے تھوڑی سی پلا دینا ہے مجھے

جو کہو گے تم وہ کرے گا حق نہیں جا یہ رد و بدل کی ہے
اسے کس طرح نہ نباہے گا کہ یہ چاہ پہلے پہل کی ہے
جسے خلق کہتی ہے زندگی یہ ہی وجہ خاص اجل کی ہے
نہیں وقت موت کا غافلو خبر آج کی ہے نہ کل کی ہے
یہ سنا ہے میں نے وہ آئیں گے دم نزع جلوہ دکھائیں گے
وہ بتاؤں کیا تجھے زندگی جو خوشی کہ مجھکو اجل کی ہے
تجھے نازِ زہد ہے زاہدا، مجھے شرم جرم گناہ ہے
مجھے اُس کے فضل کی آس ہے تجھے آس حسنِ عمل کی ہے
جو ملا ہے ایسا نبی ہمیں تو ملے گا گلشنِ خلد بھی
یہ ہوا تو ہوگی نجات بھی کہ امید پھول سے پھل کی ہے
نہیں اُسکے فضل سے دور کچھ جو وہ لطف سے حشر میں یوں کہے
وہی باغ خلد کی ہے سند کہ جو فرد جس کے عمل کی ہے
یہ چہار خدائی سے کہ ہے چوکھٹ اُس درِ پاک کی
سرِ چرخ عرشِ عظیم ہے کہ یہ کرسی اُنکے محل کی ہے
غم پلصراط سے عاصیو نہ ملول ہو نہ ملول ہو
ہوئی چشم لطفِ نبی اگر تو یہ راہ ایک ہی پل کی ہے

مئے عشق کا تو یہ لطف ہے کہ رہیں نہ ہوش و حواس کچھ
بے جسے تم ہو کیفؔ پیئے ہوئے وہ شراب نشہ میں ملی سے ہے

رہ دیں میں ہے ضعف کمال مجھے ہے قدم بھی اُٹھانا محال مجھے
نہ ڈگا دے کہیں مرا حال مجھے یہ گرا وہ گرا میں سنبھال مجھے
مرے سر پہ پھرے تو یہ ہو سکے مری مُنہ پہ چڑ ہی تو نظر سے گرے
غمِ تیغ گناہ ذرا نہ رہے جو ملے ترے لطف کی ڈھال مجھے
نہ بڑھیگا کلام فرشتوں سے ترا ذکر سنیں گے تو چپ ہونگے
یہی یاد ہے ایک جواب مجھے یہی کافی ہر وقت سوال مجھے
وہ خدا ایکتا تو بشر یکتا نہ جواب ترا نہ جواب اُس کا
کہیں دونوں جہانیں حبیب خدا نظر آئی نہ تیری مثال مجھے
یم جرم و خطا سے قیامت ذرا ترے ہاتھ ہے بیڑا امت کا
مرے حال پہ لطف ہو بہر خدا کہ میں ڈوب رہا ہوں نکال مجھے
مرے سر پہ دھرا ہی وہ بار خطا جو ہر بوجھ میں کوہ گراں سے سوا
نہ اُٹھانیکی طاقت و تاب ذرا نہ گرانے کی سر و مجال مجھے

لب کوثر ساقی کوثر کا جب دور بروز جزا ہوگا
تو میں ساغر عشق ہی مانگونگا یہی یاد ہے کیفؔ سوال مجھے

ہے بخشش امت فقط اک بات تمہاری
کل دفتر عصیاں کو ڈبو دے گی ہمارے
جو جسکو دیا حق نے وہ صدقہ ہے تمہارا
جو تم نے کہا کہتے ہیں اللہ نے مانا
عاشق کی لبسہ ہوتی ہے معشوق کی دمن میں

کیا بات ہے اے قبلہ حاجات تمہاری
دریا ہے مگر چشم عنایات تمہاری
کونین میں بانٹی گئی خیرات تمہاری
کہنے کو بھی خالی نہ گئی بات تمہاری
چاہت رہی کیوں حق کو نہ در ذات تمہاری

تم جلوت عالم میں بظاہر رہے لیکن
خلوت رہی اللہ سے دن رات تمہاری

موسیٰ تو ذرا تاب تجلی بھی نہ لائے
بے پردہ ہوئی حق سے ملاقات تمہاری

تم معجزہ ٹھوکر کا دکھاؤ جو بتوں کو
اقرار نبوت کا کرے لات تمہاری

تر ابر شفاعت ہی سے ہے کشت تمنا
دل جس کے ہری رکھتی ہے برسات تمہاری

لائے تمہیں امت کے لئے مژدہ بخشش
ہے خلد کا ساماں ہمیں سوغات تمہاری

کرتا ہوں نظارہ رخسار تمہارا
صورت مرے آگے رہی دن رات تمہاری

اس رات کو بیشک میں شب قدر ہی جانوں
ہو جائے زیارت مجھے جس رات تمہاری

ہے راحت دل راحت جاں کعبہ ایماں
تربت ہیں لئے قبلہ حاجات تمہاری

ہرگز نہ تمہیں دیکھ سکا دیکھنے والا
حاصل نہ ہوئی ہو کے ملاقات تمہاری

اے ماہ عرب ہم سے یہ کارونکی خاطر
روتے ہی کٹی رنج میں ہر رات تمہاری

چھوڑا ہے نہ چھوڑینگی کسی حال میں ہم کو
بھولی ہے نہ بھولے گی عنایات تمہاری

اے کیف بہت خوب ہے دھن نعت نبی کی
اس شغل میں کٹتی رہے اوقات تمہاری

جانا اگر ہے تجھکو منظور جانیوالے
تو سیکھ لے وہاں کے دستور جانیوالے

ہے زاد راہ ہونا لازم مسافرت میں
کچھ پاس بھی ہے تیرے او دور جانیوالے

بزم جہاں سے اکدن اٹھنا پڑے گا آخر
جانا پڑے گا تجھکو مجبور جانے والے

یہ کہہ گئی بدن سے آخر کو روح اپنی
تم پاس رہنے والے ہم دور جانیوالے

بار خطا سروں پر اور ہے عدم کی منزل
آ آکے بن گئے ہیں مزدور جانیوالے

دنیا ہے کیا سرا ہے تو کیا ہے اک مسافر
رہنے پہ کیوں ہوا ہے مغرور جانیوالے

ملک عدم تو آخر جانا پڑے گا سبکو
ہوتے ہیں کیف ناحق رنجور جانیوالے

خود اللہ جس پر پیارا ہوا ہے — وہ اللہ والا تمہارا ہوا ہے
تمہاری خوشی میں خوشی ہے خدا کی — تم اسکے ہوئے وہ تمہارا ہوا ہے
نڈر ملک رحمت میں رہتی ہے دنیا — محمد کا جب سے اجارا ہوا ہے
لیا کب اس امت سے بدلا خطا کا — یہ کس دن خدا کو گوارا ہوا ہے
مٹی ظلمت کفر دنیا سے بالکل — عجب مہر دیں آشکارا ہوا ہے
ہمیں بخشوا ہی چکے تم خدا سے — تمہارا یہ میدان مارا ہوا ہے
بڑا شافع حشر پایا ہے ہم نے — بڑا بیکسوں کا سہارا ہوا ہے
محمد کی صورت کے پردے میں ایدل — خدا کا کرم آشکارا ہوا ہے
کھلیں گے نہ عیب امت مصطفے کے — ازل سے یہ پردہ پکارا ہوا ہے
ملے ہر بلا سے اماں کیوں نہ سب کو — یہ صدقہ تمہارا اتارا ہوا ہے
نہیں جز خدا کوئی دنیا میں جس کا — وہی کیف بیکس تمہارا ہوا ہے

یہ صدقہ ہے اے کیف نعت نبی کا
جو ہر سمت شہرہ تمہارا ہوا ہے

شفاعت پہ دامن جو گرداں لیں گے — تو بڑھکر وہ بخشش کا میدان لیں گے
سر حشر اے عاصیو دیکھ لینا — غلاموں کو اپنے وہ پہچان لیں گے
نہ لیں گے کبھی باغ خلد ان کے وحشی — لیا تو نے کب کا بیابان لیں گے
فرشتے دکھائینگے مدفن میں جس دم — تو ہم اپنے آقا کو پہچان لیں گے
در دولت انکو ہے دولت سے بڑھکر — نہ شاہی ترے در کے دربان لیں گے
کریں گے وہ جس دم شفاعت تو ایدل — بجز بخشوائے بھی کیا مان لیں گے
تسلی اگر دل کو دیں گے وہ گیسو — بلائیں مرے دل کے ارمان لیں گے
خدا اور نبی کا ہے احسان ہم پر — کسی اور کا ہم نہ احسان لیں گے

خدا کی قسم میرا ایمان تم ہو — شیاطین کیا میرا ایمان لیں گے
ہم اُسکے ہیں جنت ہمارا ہی حق ہے — ہمیں باغ جنت کے سامان لیں گے

ملے گر شراب محبت نبی کی
تو اے کیف ہم بیچکر جان لیں گے

السلام اے شہ ابرار رسولِ مدنی — السلام احمد مختار رسولِ مدنی
السلام امتِ بیکس کی حمایت والے — السلام اے مرے غمخوار رسولِ مدنی
السلام اے چمن آرائے گلستانِ ازل — السلام اے گلِ بیخار رسولِ مدنی
السلام اے شہ کونین شفاعت والے — السلام اے مرے سرکار رسولِ مدنی
السلام اے یم اسرار خداوندِ جہاں — السلام اے دُرِ شہوار رسولِ مدنی
السلام امن واماں آگ سے دینے والے — السلام اے مرے داتار رسولِ مدنی

لیجئے کیف تمنا گر کا بھی لِلّٰہ سلام
میرے آقا مرے سرکار رسولِ مدنی

مدینہ سر کے بل جائیں سفر یوں ہو تو بہتر ہے
کریں ہر گام پر سجدہ اگر یوں ہو تو بہتر ہے
کہیں وہ کون ہے تو میں کہوں شیدائے احمدؐ ہوں
مری حجت فرشتوں سے اگر یوں ہو تو بہتر ہے
تپ غم سے وہ سوزاں اور یہ تیغِ عشق سے گھائل
جو دل یوں ہو تو اچھا ہے جگر یوں ہو تو بہتر ہے
غم احمدؐ میں اپنا چلتے پھرتے دم نکل جائے
کہانی زندگی کی مختصر یوں ہو تو بہتر ہے
کفن میں ہو عریضہ اور دہن میں ہو زباں میری

رواں سوئے مدینہ نامہ بر یوں ہو تو بہتر ہے

غم عشقِ محمدؐ کی گرہ پڑنے لگی دل میں
نہالِ عشق میں پیدا ثمر یوں ہو تو بہتر ہے

سحر تک سوزِ غم سے شمع ساں ہوں خاک جل بجھ کر
شبِ ہجرِ محمدؐ کی سحر یوں ہو تو بہتر ہے

پلائیں ساقیِ کوثر بلا کر جام کوثر کا
سرِ روزِ جزا اے کیفؔ گردوں ہو تو بہتر ہے

الفت اے کیف جسے شاہِ امم سے ہوگی
دونوں عالم میں رہائی اسے غم سے ہوگی

ٹکڑے زنجیرِ خطا میرے قدم سے ہوگی
ترے امت کی رہائی ترے دم سے ہوگی

تم دکھا دو گے اگر عارضِ گلگوں اپنا
قبر بھی بڑھ کے مجھے باغِ ارم سے ہوگی

نیکیوں کی ہی جو سوکھی ہوئی کھیتی میری
یہ بھی سرسبز ترے ابرِ کرم سے ہوگی

کونسا ہے وہ کرم جو کہ نہ ہوگا تم سے
کونسی ہے وہ خطا جو کہ نہ ہم سے ہوگی

سرفرازی تو اس امت کی کھلے گی سرِ حشر
کہ یہ لپٹی ہوئی حضرت کے قدم سے ہوگی

چاہیے کیفؔ مئے عشقِ محمدؐ مجھ کو
میری سیری نہ کبھی ساغرِ جم سے ہوگی

ہے تو ہی باعثِ اسلام مدینے والے
اور شفاعت ہی ترا کام مدینے والے

لب زباں کو تو زباں نطق کو خود چومتی ہے
کیا پیارا ہے ترا نام مدینے والے

بج رہا ہے ترے اسلام کا ڈنکا گھر گھر
دو جہاں میں ہے ترا نام مدینے والے

پہلے اللہ کا جبریلؑ نے بھیجا ہے سلام
پھر دیا ہے تجھے پیغام مدینے والے

مجھ پہ بھی خاص عنایت کی نظر ہو جائے
سب پہ رحمت ہے تری عام مدینے والے

آئیں گے امتِ عاصی کی مہم سر کرنے
زلف کا باندھے ہوئے لام مدینے والے

تیرہ بختو نہ شبِ گور کی ظلمت سے ڈرو
صبح کر دیں گے یہی شام مدینے والے

گو ہیں بگڑے ہی ہو بگڑی ہوی رہنے کی نہیں
سب بنا دیں گے مرے کام مدینے والے

کھوٹی چاندی ہے گناہوں کی تو پروا کیا ہے
دینگے اسکے بھی کھرے دام مدینے والے

کیفؔ کو بھی تو کوئی جام مئے عشق ملے
اے مرے ساقیٔ اسلام مدینے والے

تمہیں لامکاں کی خبر لانے والے
تمہیں بھید اودھر کا ادھر لانے والے

خریدارِ خوشبوئے زلفِ نبی ہوں
یہ سودا بھی لائے اگر لانے والے

وہ کیوں دل میں لانے لگے خوفِ محشر
جو ایمان ہیں آپ پر لانے والے

نہ مایوس ہو اُس کی رحمت سے اے دل
ذرا خوف کر او خطر لانے والے

ترے ہاتھ اور خاکِ پائے محمد
خوشا قسمت اے خاکِ در لانے والے

عدو ہیں مرے نفس و ابلیس دونوں
یہی ہیں بلا میرے سر لانے والے

خدائی رہِ حق سے بہکی ہوئی تھی
تصدق ترے راہ پر لانے والے

مری مشکلیں بھی تو آسان کر دے
مرادیں زمانے کی بر لانے والے

وہ خیر البشر ہیں وہ نورِ خدا ہیں
زمیں پر فلک کی خبر لانے والے

کہا حالِ معراج حضرت نے جس دم
یقیں دل میں لائے مگر لانے والے

یہیں چھوڑ دیں کیفؔ دشتِ عرب میں
نہ لائیں مجھے میرے گھر لانے والے

مجھے حشر میں بخشوائے بنے گی
یہ بگڑی تمہارے بنائے بنے گی

چھڑانا ہے دامن تو غمخوارِ امت
مجھے قیدِ غم سے چھڑائے بنے گی

بجز دید ہرگز نہ مانیں گی آنکھیں
تمہیں اپنا جلوہ دکھائے بنے گی

جو آئے گی محشر کی نوبت تو اُن کو
شفاعت کا ڈنکا بجائے بنے گی

نہیں مانتا ضعف کی جوشِ وحشت ۔۔۔ ابھی دشتِ یثرب کو جائے بنے گی
بُرا یا بھلا ہوں مگر آپ کا ہوں ۔۔۔ مرے حال پر رحم کھائے بنے گی
یم معصیت کے تمہیں ناخدا ہو ۔۔۔ مرا پار بیڑا لگائے بنے گی
دم اٹکے گا آنکھوں میں بہرِ نظارہ ۔۔۔ دم نزع تشریف لائے بنے گی
چھپے گا نہ یوں تو کبھی مہرِ محشر ۔۔۔ تمہیں رُخ سے پردہ اٹھائے بنے گی

سر کوثر اے کیف مجھ بادہ کش کو
اُنہیں رحم کھا کر پلائے بنے گی

نہ اب سے پھیلیں گے ہاتھ میرے جہاں میں اغنیا کے آگے
خدائی سے ہاتھ اُٹھا کے میں نے جھکائی گردن خدا کے آگے
انہیں کو شرم و حیا ہے میری وہیں مٹے گی یہ روسیاہی
چھپا کے مُنہ لے چلو مجھے بھی شفیعِ روزِ جزا کے آگے
یہ نفس عصیاں میں یوں پھنسا ہے اِدھر میں گویا پڑا ہوا ہے
خطا کا پتلا کھڑا ہوا ہے جھکائے گردن عطا کے آگے
ہے اسکی گاہک تو رحمت اُسکی اسی کے ہاتھوں ہے اسکی بگڑی
یونہی تو بیٹھے ہوئے ہیں عاصی دُکانِ عصیاں لگا کے آگے
یہاں جو عصیاں کی حد نہیں ہے تو تیری رحمت میں کیا کمی ہے
یہ بات ایسی بڑی نہیں ہے کریم تیری عطا کے آگے
عجب کرم کی گھٹا چڑھی ہے کہ رحمت اُس کی برس پڑی ہے
گناہ گاروں کی صف کھڑی ہے کہیں صفِ بے خطا کے آگے
قمر کے آگے ہوں جیسے تارے حضور خورشید ہوں شرارے
اسی طرح ہیں رسول سارے جنابِ خیرالوریٰ کے آگے

جو لوگ اُنکے بُرے بھلے ہیں سب ابر الطاف کے تلے ہیں
وہ اپنی اُمت کو لے چلے ہیں کریم سے بخشوا کے آگے

کھڑا ہوں گو کیفؔ سب سے پیچھے مگر سمجھتا ہوں دل میں اپنے
کہ اب پلاتے ہیں بھر کے ساغر قسیم کوثر بلا کے آگے

مجھ کو وہ پردہ بنایا یار نے
جس سے منہ اپنا چھپایا یار نے

دل کو گھر اپنا بنایا یار نے
اور مجھے دردر پھرایا یار نے

جام الفت کا پلایا یار نے
ظرف کیا میرا بنایا یار نے

اپنے قابل جس کو پایا یار نے
اُس کی ہستی کو مٹایا یار نے

اپنی صورت ہی پہ ہو کر شیفتہ
مجھکو اپنا سا بنایا یار نے

کون ہے کیا ہے کہاں ہے کس جگہ
کچھ نہ بھید اپنا بتایا یار نے

یہ سمجھتا ہوں کہ ہوں میں ہی کتاب
کیا سبق مجھکو پڑھایا یار نے

ہو کے اک صورت کی پردہ میں نہاں
سو طرح جلوہ دکھایا یار نے

یار کا جلوہ ہی پردہ ہو گیا
رُخ سے جب پردہ اٹھایا یار نے

بھولجاؤں میں تو ہے میری خطا
پر مجھے کس دن بھلایا یار نے

چاہنے والے کی ہے مٹی خراب
مجھکو مٹی میں ملایا یار نے

خاص اپنے جاننے کے واسطے
مجھکو دیوانہ بنایا یار نے

بادۂ الفت پلا کر سے کشور ؟
کیفؔ کو بے خود بنایا یار نے

ہو گئی مقبول دعا میری دعا سے پہلے
یہ سُنا ہے کہ وہ سُنتا ہے صدا سے پہلے

بخشدی مجھکو یہیں روز جزا سے پہلے
عفو کردے مری تقصیر خطا سے پہلے

ہوگا دیدارِ خدا روزِ جزا سے پہلے
وہ مرے خواب میں آئیں گے قضا سے پہلے

کرچکو سب کی شفاعت شبِ معراج میں آپ
ہوگیا ہے ہمیں آرام دوا سے پہلے

خلق میں اولِ مخلوق ہے وہ نورِ خدا
تھا خدا ہی فقط اُس نورِ خدا سے پہلے

نام لیتا ہے دمِ مرگ جو مجرم اُن کا
مغفرت دوڑ کے آتی ہے قضا سے پہلے

غیر ممکن ہے گذر بام پہ بے زینہ کے
چاہیے حبِ نبی عشقِ خدا سے پہلے

جو کہ ہیں تشنۂ دیدارِ قسیمِ کوثر
شربتِ دید پئیں گے وہ پیا سے پہلے

اے فرشتو مجھے دوزخ میں تو پھر لے جانا
پوچھ تو لو مرے آقا کی رضا سے پہلے

پھر پسِ مرگ نہ آئے کوئی آفت مجھ پر
یا نبی تم اگر آجاؤ قضا سے پہلے

منفعل جرم پہ ہوتی ہے جو امت انکی
رحم اللہ کو آتا ہے حیا سے پہلے

اپنے ساقی سے کہونگا سرِ کوثر اے کیف
دستِ الطاف سے بھر دو مری کاسے پہلے

بٹاتی ہے بوجھ معصیت کا وبال سر سے اُتارتی ہے
گناہگار و کدھر کدھر ہو چلو شفاعت پکارتی ہے

بلندی و پستی خدائی سمجھ میں اپنے ذرا نہ آئی
جو خلق کاندھے چڑھا کے لائی وہی گھڑی میں اُتارتی ہے

انہیں کا رٹتی ہے نام ہر دم انہیں سے رکھتی ہے کام ہر دم
انہیں کا کلمہ کلام ہر دم انہیں کو امت پکارتی ہے

بنائے گی بیکسوں کی بگڑی کرے گی محشر میں سرپرستی
سیاہ کارو وہ خاص کنگھی جو انکی زلفیں سنوارتی ہے

تجھی سے مہرِ کرم ہے روشن پھلا تجھی سے عطا کا گلشن
عروسِ رحمت کا خاص جوبن تری شفاعت ابھارتی ہے

جو روئے آنسو بہا کے منہ پہ ڈرے جو توبہ کو لا کے منہ پر

تو رحمت اُنکی خطا کے مُنہ پر طمانچے بخشش کے مارتی ہے
چڑھاؤ پر ہمتِ نبی سے ہے ہر ایک جا ہر حمایتی ہے
کسی کے پلہ پہ تل رہی ہے کسی کو پل سے اتارتی ہے
مقیم تھے جسمِ ناتواں میں پلے تھے آبادیٔ جہاں میں
لگا کے دل اس بھرے مکانمیں وہ روح تنہا سدھارتی ہے

کہے یہ دوزخ سے کیف کوئی کہ اُنکی اُمت سے کیسے گرمی
یہاں گلے گی نہ دال اسکی عبث وہ شیخی بگھارتی ہے

رحمت ہے عام خاص گنہگار کے لئے
یہ جیت ہی ازل سے اسی ہار کے لئے

درکار خاکِ پا ہے دلِ زار کے لئے
اکسیر چاہیے ترے بیمار کے لئے

دیدارِ حق ہے طالبِ دیدار کے لئے
جنت ہی تیرے عاشقِ رخسار کے لئے

دونوں جہاں ہیں احمدؐ مختار کے لئے
کل کائنات ہے مری سرکار کے لئے

دریا بنا ہے چشمۂ دینِ محمدؐی
دوزخ کی آگ بجھ گئی دیندار کے لئے

عشقِ خدا کے واسطے حُسنِ رسول ہو
ایسی ہی کل چاہیے اس پیار کے لئے

ہو دل میں درد، درد میں یادِ رسول ہو
یہ چاشنی ہے لذتِ آزار کے لئے

رحمت یہ کہہ رہی ہے خدائے کریم سے
جنت سجائی جائے گنہگار کے لئے

آنکھوں میں بھر کے اشک کی صورت ٹپکئے ہم
پیالے یہی ہیں شربتِ دیدار کے لئے

اللہ رے رسول کی روشن بیانیاں
ہر بات آفتاب ہے گفتار کے لئے

سامانِ خلد بخششِ خلقت ہجومِ حشر
یہ سب جلوس ہیں تری دیدار کے لئے

حورانِ عین تو کیا ہیں جنابِ مسیحؑ تک
آنکھیں بچھائیں گے ترے پیار کے لئے

نورِ کرم بھی ظلمتِ عصیاں کے ساتھ ہے
یہ چاندنی ہے میری شبِ تار کے لئے

واں منتظر کلیم لقائے خدا کے تھے
مشتاق یاں خدا ترے دیدار کے لئے

بےچین ہیں وہ امت عاصی کے واسطے / رحمت تڑپ رہی ہے گنہگار کے لئے
ہو کر گنہ گار جو مایوس فضل ہو / یہ اور بھی خطا ہے خطاوار کے لئے
کیا نام مصطفیٰ کا مزہ لب پہ رہ گیا / بوسے زباں نے کیوں لب اظہار کیلئے

پی کر شراب عشق نبی کہہ رہا ہے کیف / یہ مے بہت مفید ہے میخوار کے لئے

ہے چشم حق تو سوئے پیمبر لگی ہوئی / اور انکی چشم لطف ہے ہم پر لگی ہوئی
ہے عاصیوں پہ چشم پیمبر لگی ہوئی / رحمت بھی ہے خطا کے برابر لگی ہوئی
ہے سب کو یاد روئے پیمبر لگی ہوئی / لو ایک شمع کی ہے یہ گھر گھر لگی ہوئی
ہر دم زباں پہ ساقی کوثر کا نام ہے / تسنیم ہے لبوں سے برابر لگی ہوئی
میں بھی گدا ہوں مجکو بھی مل جائے کچھ حضور / نیت ہے میری خوان کرم پر لگی ہوئی
پایا ہے ہم سلوں نے شرف تیری ذات سے / کرسی ہے تیری عرش کے اوپر لگی ہوئی
وہ انکی زلف بہر شفاعت بکھر گئی / رکھے گی اب نہ بال برابر لگی ہوئی
دل میں کسک کسک میں چمک ہو تو لطف ہے / ہو چوٹ اور چوٹ کے اندر لگی ہوئی
سینے میں دل میں جان میں جگر میں ہے سوز عشق / چاروں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی
ہر اک کے دل پہ نقش ہے کلمہ رسول کا / اس مہر کی تو چھاپ ہے گھر گھر لگی ہوئی
آنسو بہا رہے ہیں وہ امت کے واسطے / رحمت کی اک جھڑی ہے برابر لگی ہوئی
آتے نہ راہ حق پہ مسلمان کس طرح / ان کو ازل سے تھی تری ٹھوکر لگی ہوئی

گو چپ ہے کیف ساقی کوثر کے سامنے / لیکن نظر ہے جانب ساغر لگی ہوئی

سب حق تمہارے جسے جان جائیں گے / ذرے سب آفتاب کو پہچان جائیں گے
جو لوگ ذات شاہ امم جان جائیں گے / حق تو یہ ہے کہ حق کو وہ پہچان جائیں گے

ذاتِ رسولِ پاک تو گنجِ مراد ہے
ملتا ہے جس کے نام سے سامانِ مغفرت
اس آفتابِ چرخِ ہدایت کے سامنے
پردہ رہا تو خاک اُڑانے کا لطف کیا
گردن جھکا کے بھر دمِ تسلیم ورنہ پھر
رضواں کہے گا یوں تری امت کو دیکھکر
لے گی بلائیں نام محمد کی تو اگر
انکار دیں سے کچھ شہ دیں کا سنجا ئیگا
مہر خطا کی دھوپ اس امت پہ دیکھکر
اُس رُخ کی یاد بعد فنا بھی نہ جائے گی
جبتک کہ جا نہ لیگی سب امت بہشت میں
سوئے مدینہ کوئی نہ کوئی تو جائے گا

بیکار کس طرح مرے ارمان جائیں گے
ہم آپکے در پہ لینے یہ سامان جائیں گے
کافر کبھی آئیں گے تو مسلمان جائیں گے
ہم اس گلی میں چاک گریبان جائیں گے
خالی نمازِ عشق کے ارکان جائیں گے
پہلے بہشت میں یہ مسلمان جائیں گے
تو اے زبان ہم ترے قربان جائیں گے
ای منکرو تمہاری ہی ایمان جائیں گے
رحمت کی شامیانے فلک تان جائیں گے
ہم ساتھ لیکے قبر میں قرآن جائیں گے
تب تک نہ خلد میں غمِ ذیشان جائیں گے
گر میں نہ جاؤنگا تو مری دہیان جائیں گے

ای کیف جاؤں گا سر کو نز تو دیکھنا
اُس بھیڑ میں بھی وہ مجھے پہچان جائینگے

حق بنائے دو جہاں جسکی خوشی کیو اسطے
تو نے یہ سب کچھ بنایا جس نبی کے واسطے
ظلمتِ عصیاں کی خاطر یوں ہی وہ نور خدا
رحمتِ عالم کو بھیجا جرم کاروں کے لئے
گلشنِ شانِ شفاعت ہو کہ گلزارِ ارم
دیکھنا اے عاصیو ہمدردیٔ خیر الوریٰ
ہوگئی راحت مری میرے لئے ایذا حضور

وہ نبی اور غم سہے ہر اُمتی کے واسطے
یا الٰہی دے مجھے سب کچھ اُسی کے واسطے
مہر ہے جیسے فلک پر روشنی کے واسطے
حق نے بھیجی غیب سے نیکی بدی کے واسطے
ہیں یہ گلشن تیرے دامن کی کلی کے واسطے
عمر بھر روتے رہے ہر امتی کے واسطے
درد دل اٹھتا ہے امید دلی کے واسطے

مجرموں کو سرخرو اُن کی شفاعت نے کیا
بن گئی غازۂ رُخ شرمندگی کے واسطے

پا کے بد مجکو دعائے نیک کرتے ہیں حضور
خوش نصیبی ہو مری بدقسمتی کے واسطے

کیا عجب ہے گر تری شانِ کریمی یوں کہے
خلد ہو ایک ایک ہر ہر دوزخی کے واسطے

دل مرا بھرتا ہے ہر دم تری یکتائی کا
ہو مئے وحدت اسی ظرف گلی کے واسطے

آنکھ اس بحرِ کرم کی تشنۂ دیدار ہے
ایک دریا چاہیئے اس تشنگی کے واسطے

خلد حوریں بخششِ امت زمین و آسماں
حق نے کیا کیا کچھ کیا تیری خوشی کے واسطے

کیفؔ کیا پینا شرابِ عشق کا آسان ہے
ظرفِ عالی چاہیے اس میکشی کے واسطے

مرحبا سرورِ دیں نیک خو کملی والے
مجھ سیہ روکی ہے شرم آپکو کملی والے

نگہِ لطف دو عالم میں مجھے کافی ہے
ایک نظر بہرِ خدا دیکھلو کملی والے

بال بال امتِ عاصی کا جو مجرم ہے تو ہو
بخشوائیں گے اسی کو تو وہ کملی والے

مجھ سے بڑھکر کوئی دنیا میں سیہ کار نہیں
مری محشر میں خبر لیجیو کملی والے

میں سیہ کار دمِ حشر جو عریاں اٹھوں
اپنی کملی میں چھپا لیجیو کملی والے

خلق کیا اُنپہ تو خلاق بھی پڑھتا ہے درود
وہ محمدؐ ہیں مدینہ میں جو کملی والے

ظلمتِ کفر مٹائی ہے جہاں سے جس نے
وہ تمہیں باعثِ اسلام ہو کملی والے

انکی کملی نہیں رحمت کی گھٹا ہے کالی
اور سراپا رحمت ہیں وہ کملی والے

ہر سیہ رو کو ہے امید شفاعت اُن سے
شافعِ روزِ قیامت ہیں جو کملی والے

تیرہ بختی نے بلاؤں میں پھنسا رکھا ہے
جلد پہنچو مری امداد کو کملی والے

یہ سیہ مست ہے اور تم ہو قسیمِ کوثر
کیفؔ کو بھی تو کوئی جام دو کملی والے

حضور اس شکل اس جسمِ مبارک سے وہاں پہنچے
کسی صورت نہ شرکت کا جہاں نام ونشاں پہنچے
زمیں سے آسماں پر اور مکاں سے لامکاں پہنچے
شبِ اسریٰ کہاں سے آپ دم بھر میں کہاں پہنچے
نکل کر جسم سے بطحا کو جانِ ناتواں پہنچے
قفس سے چھوٹ کر بلبل الٰہی بوستاں پہنچے
تمہارے جلوۂ ذاتی کو کب مخلوق نے دیکھا
تمہاری شانِ والا تک کہاں وہم وگماں پہنچے
ارادہ سے کہیں پہلے مکاں پر لوٹ کر آئے
تصور سے کہیں پہلے میان لامکاں پہنچے
خیال اُس چاند سے رُخ کا سوا ہے ماہِ کامل سے
دلِ صدچاک کے رتبہ کو کس صورت کتاں پہنچے
جب آتے تھے یہی کہتے ہوئے جبریلؑ آتے تھے
سلام اللہ کا تجھ پر شفیعِ عاصیاں پہنچے
بری ہے سختیِ قہرِ الٰہی سے تری اُمت
یہ آئینہ نہیں وہ جس کو تجھ سے زیاں پہنچے
ہمارا نفع ٹھیرایا خدا نے ان کی صورت کو
جو پہنچے بھی تو کس صورت سے پھر ہم کو زیاں پہنچے
رہے تیری طرح چکر میں گو دن رات جیتے جی
مگر افسوس بطحا تک نہ ہم اے آسماں پہنچے

	کہاں تو اور کہاں نعتِ نبی اے کیفؔ دیوانے	

خدا کی مدح کو انساں کی مدحت کہاں پہنچے

جو کام آپ کی بے رضا ہو رہا ہے
بُرا کر رہا ہوں بُرا ہو رہا ہے

فدا جس نبی پر خدا ہو رہا ہے
وہ امت پر اپنی فدا ہو رہا ہے

دو عالم میں یہ غلغلہ ہو رہا ہے
محمدؐ پہ پیارا خدا ہو رہا ہے

کہیں ذکرِ خیر البشر بزم میں ہے
کہیں شورِ صلِ علیٰ ہو رہا ہے

طبیبِ مریضانِ عصیاں ہیں احمدؐ
درِ پاک دار الشفا ہو رہا ہے

مدد کر مداوے طبیب دو عالم
مرادِ دل لا دوا ہو رہا ہے

ادھر اُمتی اُمتی کی صدا ہے
اُدھر مرحبا مرحبا ہو رہا ہے

گنہ گار ہر سمت خوش ہو رہے ہیں
شفاعت کا غل جا بجا ہو رہا ہے

کیا تھا جو معراج کی شب نبی سے
وہ محشر میں وعدہ وفا ہو رہا ہے

جو کہتے ہو تم وہ ہی کرتا خدا ہے
جہاں میں تمہارا کہا ہو رہا ہے

ملایک یہ کہتے تھے معراج کی شب
خدا جانے خلوت میں کیا ہو رہا ہے

مئے معصیت سے ہو کس طرح تائب
ابھی کیف مستی کو نشار ہو رہا ہے

خدا کی شان اُس کو عاصیوں پر پیار آتا ہے
کہ جس پر پیار خود خالق کو سو سو بار آتا ہے

بشر کیا ہے خدا کو اُس بشر پہ پیار آتا ہے
لبوں پر جس کے نامِ احمدِ مختار آتا ہے

سرِ محشر شفاعت کے لئے میدانِ محشر میں
ہوا آتا ہے وہ سوئے احمدِ مختار آتا ہے

شفاعت کو وہ یوں روتے ہوئے آئیں گے محشر میں

امنڈ کر جس طرح سے ابرِ دریا بار آتا ہے

دوائے دردِ عصیاں آپ ہی کے در سے ملتی ہے
کہ اچھا ہو کے وہ جاتا ہے جو بیمار آتا ہے

کسی کی فہم میں شانِ محمد آ نہیں سکتی
بشر کے ہاتھ کب گنجینۂ اسرار آتا ہے

بندھا جاتا ہے سیہ کاروں کو کیا کیا آس جنت کی
لٹک کر رخ پہ جب وہ گیسوئے خمدار آتا ہے

ہوائے شوقِ لیلیٰ میں اُڑا جاتا ہے دیوانہ
پری بن کر تمہارا طالبِ دیدار آتا ہے

نگاہِ شوق اُس رخ کی طرف جاتی ہے رہ رہ کر
تڑپ کر شمع پر پروانہ سو سو بار آتا ہے

ازل ہی سے خطائیں بخشدیں حق نے اس امت کی
یہاں بخشش کا پٹہ لیکے عصیاں کار آتا ہے

بدل دیتے ہو تم سب کی برائی کو بھلائی سے
کہ ہو کر نیک وہ جاتا ہے جو بدکار آتا ہے

یہ کیفیت اس طرح سے جائے گا سوئے ساقیٔ کوثر
خوشی سے میکدے میں جس طرح میخوار آتا ہے

/

ڈال رکھی ہے شفاعت نے بنا بخشش کی	باغ تقصیر میں چلتی ہے ہوا بخشش کی
ہے سراپائے محمد کہ وجودِ رحمت	ہے یہ مرضیٔ شفاعت کہ رضا بخشش کی
بیٹھتے ہیں تو بٹھا دیتے ہیں گردِ عصیاں	اور جو اٹھتے ہیں تو اٹھتی ہے گھٹا بخشش کی
سر بلندیٔ محمد ہے کہ اوجِ وحدت	نیچی نیچی ہیں نگاہیں کہ حیا بخشش کی

ہر گنہگار کا کیونکر نہ کھلے غنچۂ دل / آتی ہے باغ شفاعت سے ہوا بخشش کی
رات دن امتِ عاصی کا قلق رہتا تھا / رات دن مانگتے رہتے تھے دعا بخشش کی
دردمندانِ خطا کیوں نہ مدینے جائیں / اس شفا خانہ سے ملتی ہے دوا بخشش کی
خود گناہوں کے نہ کرنے سے پشیماں ہونگے / شان دیکھیں گے اگر اہلِ خطا بخشش کی

کان دھر کر جو سنے گا کوئی ذکرِ احمدؐ / آئیگی غیب سے اے کیفؔ صدا بخشش کی

تعظیم جس نے کی ہے محمدؐ کے نام کی / حق نے اسی پہ آتشِ دوزخ حرام کی
کرسی ہے عرش اک ترے ادنیٰ مقام کی / کونین دو صفیں ترے دربارِ عام کی
کہتا ہوں دھوم سنکے تری لطفِ عام کی / یہ شے ہے خاص مجھسے نکموں کے کام کی
بھیجوں گا نذر اس شہِ عالی مقام کی / ڈالی لگا رہا ہوں درود و سلام کی
دیدارِ حق تو ختمِ رسل کے لئے ہی تھا / تھی تم کو اے کلیم اجازت کلام کی
جو ان کا نام لے وہی جنت خدا سے لے / خیرات بٹ رہی ہے محمدؐ کے نام کی
سچا ہے تو رسول، ہے شاہد کلامِ حق / شاہد تری زباں ہے خدا کے کلام کی
بھیجا کبھی خدا نے نہ پیغام بے سلام / کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی
پہلے شروع کر کے تمہاری ہی نور سے / اور حق نے پھر تمہیں پہ نبوت تمام کی
خلقت تو تیرے نام پہ دیتی ہے جان و مال / تو دے مجھے بہشت محمدؐ کے نام کی
تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے / جنت تو ہے جگہ ترے ادنے مقام کی
دوزخ میں ہمکو لے ہی چلے تھے ہمارے جرم / لیکن حضور تم نے بڑی روک تھام کی
افعال پر نظر تو فرشتوں نے کی مگر / قسمت نہ دیکھی امتِ خیر الانام کی
لکھا گیا ہے دفترِ بخشش میں انکا نام / ہے جنکے پاس مہر محمدؐ کے نام کی
تا زیست یادِ ساقیِ کوثر نہ جانے پائے / اے کیفؔ دھن لگی ہے کوثر کے جام کی

سزا گناہ کی اہلِ خطا سے دور رہے
یہ آفت امتِ خیر الورٰی سے دور رہے

پھرے جو سرورِ دیں سے گئے وہ دوزخ میں
ہوئے وہ غرق جو اس ناخدا سے دور رہے

خدا کے پاس ہیں وہ اور خدا ہے پاس انکے
وہ آشنا نہیں جو آشنا سے دور رہے

گئے جو پاس تمہارے خدا کے پاس گئے
جو تم سے دور رہے وہ خدا سے دور رہے

لیا جو نام محمد ﷺ تو سرد کر دیں گے
ذرا جحیم ہماری ہوا سے دور رہے

شکم پہ اس لئے باندھے حضور نے پتھر
کہ خلق سختیِ روزِ جزا سے دور رہے

نہ آنے پائی کبھی انکے پاس کوئی بلا
اسیر زلفِ نبی ہر بلا سے دور رہے

جو انکے پاس گیا میں تو یوں کروں گا عرض
کہ نیک کام مجھی پر خطا سے دور رہے

وہ ٹوٹیں پاؤں نہ جو یاہوں جو مدینہ کے
وہ پھوٹے سر جو درِ مصطفےٰ سے دور رہے

نہ پاس توشۂ عقبیٰ نہ آبروئے زہد
ہم اپنے شہر سے ہو کر جدا سے دور رہے

یہ کیف تم سے رہے دور روائے ناکامی
مریضِ عیسیٰ معجز نما سے دور رہے

ہے نبوت تو ہر نبی کے لئے
پر شفاعت ہے آپ ہی کے لئے

دونوں عالم ہوں جس نبی کے لئے
وہ سہے غم ہر امتی کے لئے

جو کہ شیدائے روئے احمدؐ ہے
باغِ فردوس ہے اسی کے لئے

عیب امت چھپائے جاتے ہو
تم ہو پردہ برہنگی کے لئے

نورِ احمد ﷺ ملا تو آدمؑ کو
یہ امانت تھی آدمی کے لئے

ظلمتِ کفر کھوتے آئے ہو
چاند نکلا ہے روشنی کے لئے

رتبے سارے سوا نبوت کے
سب ہیں اس امتِ نبی کے لئے

بخشوا لو گے جرم امت کے
تم ہو نیکی ہر اک بدی کے لئے

بادۂ الفتِ نبی پی کر
کیف نے لطف بیخودی کیلئے

یہ ہی اول یہی آخر ہی یوں بھی ہے اور یوں بھی ہڑ
خدا کی شان ہے ذاتِ نبی یوں بھی ہے اور یوں بھی
یہی ماہ دو ہفتہ ہے یہی خورشید روشن ہے
تمہارے عارضوں کی روشنی یوں بھی ہے اور یوں بھی
محمد شافع محشر خدا سے بخشنے والا
بہر صورت یہ امت جنتی یوں بھی ہے اور یوں بھی
برا ہوں جب تمہارا ہوں بھلا ہوں جب تمہارا ہوں
غرض شرم و حیا تم کو مری یوں بھی ہے اور یوں بھی
ہر اک پردہ میں ہر جا پہ نہاں بھی ہو عیاں بھی ہے
خدائی بھر میں نورِ احمدی یوں بھی ہے اور یوں بھی
یہی ہے زینتِ کثرت یہی ہے مظہر وحدت
یہی حُسنِ حبیبِ ایزدی یوں بھی ہے اور یوں بھی
اگر ہو نیک یا بد ہو مگر تم ہو تو حضرت کے
مسلمانوں تمہاری بہتری یوں بھی ہے اور یوں بھی
شفاعت کام حضرت کا ترا لاتقنطو فرماں
ہمیں تو آس بخشش کی قوی یوں بھی ہے اور یوں بھی
یہ اُنکے ساتھ جائے خلد میں یا نام سے اُن کے
اس امت کی صدا بردانگی یوں بھی ہے اور یوں بھی
گنہگاروں کے ہیں غمخوار اور خوش بگینا ہوں سے
غرض ہم پر عنایت آپ کی یوں بھی ہے اور یوں بھی
غضب سے بھی ڈرو اور فضل کی امید بھی رکھو

کلام اللہ میں حکم ایزدی یوں بھی ہے اور یوں بھی

نہ در کا ہے نہ گھر کا ہے نہ دنیا کا نہ عقبیٰ کا
حضور اس کیفؔ کی قسمت بُری یوں بھی ہے اور یوں بھی

رضائے خدا بھی اُدھر ہو گئی
عیاں ہو کے بخشش اُدھر ہو گئی
کیا کفر کو دین سے تم نے دور
نگاہِ کرم پر وہی چڑھ گیا
بچاتی ہے قہرِ خدا سے ہمیں
محمدؐ کے رُخ سے نقاب اُٹھ گیا
اُس آئینہ رُخ کا آیا جو دھیان
وہ مہرِ کرم مہرباں ہو گیا

محمدؐ کی مرضی جدھر ہو گئی
تمہاری شفاعت جدھر ہو گئی
خدائی ادھر سے اُدھر ہو گئی
عنایت کی جس پر نظر ہو گئی
تمہاری شفاعت سپر ہو گئی
ضیاءِ کرم جلوہ گر ہو گئی
تو قائمی خود ایمان پر ہو گئی
شبِ معصیت کی سحر ہو گئی

میں اے کیفؔ کیا ہوں مری روح بھی
فدا آپ کے نام پر ہو گئی

خدا ہوتا خدا کا جس طرح جانا خدائی نے
خدا کو جس طرح سے اپنا گردانا خدائی نے
کلامِ حق کو جس صورت سے حق جانا خدائی نے
سلامی ہے ترا کونین تو شاہِ دوعالم ہے
خدا ہے جاننے والا خدا ہی ماننے والا
ہر اک جا دیکھ لے لکھا ہوا کلمہ محمدؐ کا
تمہیں دیکھا خدائی نے تو بس اللہ کو دیکھا
حصارِ عافیت کل کیلئے ہے دم قدم تیرا

نبی کی بھی نبوت کو یونہی مانا خدائی نے
نبی کو بھی یونہی سمجھا نہ بیگانا خدائی نے
تمہیں آنکھوں سے دیکھا اور نہ پہچانا خدائی نے
کہاں دیکھا ترا دربار شاہانا خدائی نے
تمہیں جانا خدا نے اور تمہیں مانا خدائی نے
نہ دیکھا ہو اگر بخشش کا پروانہ خدائی نے
تمہیں مانا تو بس اللہ کو مانا خدائی نے
عجب پایا ترا لطفِ کریمانہ خدائی نے

نہ ہوتے تم تو حق کو بھی نہیں پہچانتا کوئی		خدا کو بھی تمہارے منہ سے پہچانا خدائی نے
	خدا کے نور کو انساں اگر سمجھا تو کیا سمجھا انہیں اے کیف یہ جاتا تو کیا جانا خدائی نے	

مکان ولامکاں دونوں مکانِ مصطفےٰ نکلے
کبھی آ اس گھر میں جا ٹھیرے کبھی اس گھر میں آ نکلے

زباں سے یا محمد یا محمد مصطفےٰ نکلے
بدن کے رونگٹوں سے دم بدم صلِ علیٰ نکلے

عدیم المثل کس صورت نہ ذاتِ مصطفےٰ نکلے
خدائی دوسری پھر ہو تو اُن سا دوسرا نکلے

جلا سکتا نہیں دوزخ دلِ پُر داغ امت کا
یہی وہ باغ ہے جو آگ میں رہ کر ہرا نکلے

خدا کی مغفرت محشر میں استقبال کو آئی
شفاعت کے لیے جب شافعِ روزِ جزا نکلے

اگر کلمہ پڑھے اُن کا تو کافر بھی مسلماں ہو
یہی تو ہے وہ گھر جس میں بُرا آئے بھلا نکلے

اُنہیں ہر شکل میں پایا انہیں ہر رنگ میں دیکھا
ہر اک پردے میں حضرت ہی کے جلوے جابجا نکلے

حقیقت میں مسلمانوں یہ حضرت ہی کا صدقہ ہے
کہ واں مقبول ہو جائے یہاں منہ سے دعا نکلے

سنوں جو ذکر یارب اُس کو ذکرِ مصطفےٰ سمجھوں
کہوں جو بات منہ سے خود بخود صلِ علیٰ نکلے

وہ رب ہے جو خدا ہو کر تمہارا شیفتہ نکلا
وہ تم ہو جو بشر ہو کر خدا کا مدعا نکلے

رسولوں میں رسول ایسے کہ فخرِ انبیا ٹھہرے
جمیلوں میں جمیل ایسے کہ محبوبِ خدا نکلے

سمجھ میں کچھ نہیں آتا تمہیں سمجھوں تو کیا سمجھوں
تمہیں عبدِ خدا ٹھہرے تمہیں نورِ خدا نکلے

نہ جائے دل سے عشقِ مصطفیٰ اے کیفؔ جیتے جی
شرابِ پاک سے ہر وقت یہ ساغر بھرا نکلے

فروغِ نور سے کونین عشقِ الٰہی ہو جائے
جو بے نقاب جمالِ محمدی ہو جائے

الٰہی دین کو دنیا میں یہ ترقی ہو
کہ سب خدائی میں دینِ محمدی ہو جائے

ہوئی ہے ختم نبوت مرے حضور پہ یوں
کہ بے حد اوج پہ حدِ پیمبری ہو جائے

اُس آفتاب کرم کے ظہور سے حق کو
غرض یہ تھی کہ دو عالم میں روشنی ہو جائے

تمہارے ذکر میں ہو زندگی اگر پوری
تو خاتمہ مرا بالخیر یا نبی ہو جائے

جو ہو کرم تو سیاہ کار ابھی پھلیں پھولیں
جو مینھ پڑے تو یہ کھیتی ابھی ہری ہو جائے

یہ آ رہی ہے صدا کشورِ محمد سے
جو اس دیار میں آئے وہ جنتی ہو جائے

الٰہی دے مجھے توفیق نیک کاموں کی
کہیں نہ مجھ پہ مسلط مری بدی ہو جائے

نہ کیوں ہو اپنی حقیقت پہ ناز آدم کو
کہ ربِّ خلق کا محبوب آدمی ہو جائے

رہا وہ ماہِ عرب یوں زمیں میں بعدِ وفات
کہ تیرہ کاروں کی قبروں میں روشنی ہو جائے

تمہارے دین سے کافر بھی مردِ مومن ہو
تمہارے نام سے ناری بھی جنتی ہو جائے

تمہارے در پہ تو مرنا بھی خاص جینا ہے
مروں میں در پہ تمہارے تو زندگی ہو جائے

جو پُل صراط پہ عاصی اَڑے ہوئے جائیں
الٰہی امتِ خیر الورٰی بری ہو جائے

کرم کرامتِ خیر الوریٰ پہ کیف سمیت دعا الٰہی یہ مقبول آج ہی ہو جائے	

جائیں گے ہم یوں سوئے خیر البشر دوڑے ہوئے
جیسے آتے ہیں پتنگے شمع پہ دوڑے ہوئے
منکرو دیکھو کہ اقرارِ نبوت کے لئے
حکم پاتے تھے تو آتے تھے شجر دوڑے ہوئے
پاؤں کیسے تیز اٹھتے ہیں برائی کی طرف
دیکھنا ہم لوگ جاتے ہیں کدھر دوڑے ہوئے
آپ کی امت پہ رحمت کیوں نہ برسے ہر طرف
پھر رہے ہیں چار جانب ابرِ تر دوڑے ہوئے
جیسے ماں بیٹے کو ڈھونڈے یوں اس امت کیلئے
خود پھریں گے حشر میں خیر البشر دوڑے ہوئے
اُن کی چشمِ لطف کا ہوگا اگر ایما تو پھر
پل پہ عاصی جائیں گے مثلِ نظر دوڑے ہوئے
پاس اُن کے رات دن لے لے کے پیغامِ خدا
آتے تھے روح الامیں شام و سحر دوڑے ہوئے
کھا گئے چکر تمہارے عارضِ پُر نور پہ
رات دن پھرتے ہیں یوں شمس و قمر دوڑے ہوئے
ذکر ہوتا ہے جدھر اے دل زمیں پر آپ کا
آتے ہیں افلاک سے قدسی ادھر دوڑے ہوئے
آہوی کی طرح سے فریاد کو پاس آپ کے

دور سے آتے تھے اکثر جانور دوڑے ہوئے

دم نہ لیں گے اب کہیں اے کیفؔ دیوانے ترے
دھیرے دھیرے آئے تھے جاتے ہیں گھر دوڑے ہوئے

ہو کے امت میں ہوئے ہیں جو پیمبر والے
سچ تو یوں ہے کہ بڑے ہیں وہ مقدر والے

بال بھر بل نہ رہے مغفرتِ امت میں
اس لئے بال محمدؐ کے ہیں گھونگر والے

دو گھٹائیں ہیں کرم کی ترے دونوں گیسو
دونوں عارض ترے دو مہر برابر والے

حشر میں پار لگائیں گے ہمارا بیڑا
وہ رسول مدنی سات سمندر والے

ان کی غربت بھی دو عالم کی شہنشاہ رہی
وہی بے ملک رہا اور وہی کشور والے

حشر میں چاہیے گا ایک ہماری بخشش
شافع روز جزا ہیں ترے سب گھر والے

حکم ہوگا یہ خدا کا سرِ کوثر اے کیفؔ
پیاسا تر سب سے پئیں ساقیِ کوثر والے

الٰہی سر میں سمائے ہوا مدینے کی
دعا یہ ہے مجھے وحشت بھی ہو قرینے کی

سوا بدی کے نہ کی میں نے ایک بھی نیکی
حضور شرم تمہیں کو ہے مجھ کمینے کی

پسند اس کو تو محبوبِ ایزدی نے کی
فلک سے کیوں نہ ہو اونچی زمیں مدینے کی

تمہارے دم سے ہی اسلام کو شرف حاصل
تمہارے نام سے عزت ہے اس نگینے کی

جو تم نہ چاہو تو یاں کچھ نہیں بدی کے سوا
جو چاہو تم تو بنے میری ہر بدی نیکی

وہی گلی مہک اٹھتی جدھر وہ جاتے تھے
تھی بوئے عطرتِ قدرت مہک پسینے کی

تمام علمِ خدا ہے تمہارے سینے میں
بیان کیا ہو حقیقت تمہارے سینے کی

تمہارا بام تو اونچا ہے عرش سے بے حد
ہے یہ تو پہلی ہی سیڑھی تمہارے زینے کی

تمہارے ذکر میں مر جاؤں یہ تمنا ہے
تمہاری یاد میں پوری ہو عمر جینے کی

سیاہ کار فقط زندہ دل تمہیں سے ہیں
ہو اے حضور تمہیں جان اس نگینے کی

اس امتی کی ہوا خواہ ہو گئی جنت
جسے ذرا بھی ہوا چھو گئی مدینے کی

عزیز رکھتے ہیں عشاق کوچۂ معشوق
خدا کو کیوں نہ ہو پیاری گلی مدینے کی

ظہورِ حضرتِ آدم سے بھی کہیں پہلے
نبوت آپ سے نورِ محمدی نے کی

ہے جن کا نام دو عالم میں دین اور ایماں
یہ رسمیں ہیں ترے دربار سے قرینے کی

ہے جزو جزو پہ تیرا جدا جدا اسکے
ہے مہر کل پہ ترے نام کے نگینے کی

ہے تار تار مرا رختِ بندگیٔ مولا
رفو کی اس میں جگہ ہے کہیں نہ سینے کی

بشر مدینے کے عطر سہاگ کے بدلے
دلہن کے ملتے تھے خوشبو تری پسینے کی

درِ حضور پہ مرنا ہے زندگی کے سوا
مروں وہاں تو نکل آئے شکل جینے کی

ہے سے خمیر میں ہے عشقِ احمدی اے کیف
ازل سے ہے مری عادت شراب پینے کی

یہ لازم ہے کہ دل میں ہو بقدر الفت محمد کی
کہ دلوا دیتی ہے جنت یہی گوہر الفت محمد کی

وہی انسان مومن ہے وہی ایمان والا ہے
جسے ہے جان سے افزوں تر الفت محمد کی

کبھی دونوں ہر اک کے دو جہاں میں کام آتی ہیں
ادھر کلمہ محمد کا ادھر الفت محمد کی

عبادت سے جو بڑھ کر ہو ریاضت سے جو افضل ہو
نہیں ہے کوئی شے ایسی مگر الفت محمد کی

محمد تھے ازل سے پیشتر محبوب خالق کے
خدا کو تھی ازل سے پیشتر الفت محمد کی

دیا پھل حق نے بخشش کا محبانِ محمد کو
شجر کی طرح یہ لائی ثمر الفت محمد کی

بنا ہے مرہم زخم خطا صدقہ محمد کا
بنی ہے چارۂ درد جگر الفت محمد کی

خوشا وہ سر کہ جس سر میں رہے سودا محمد کا
خوشا وہ دل کہ جس دل میں رہے گھر الفت محمد کی

جو مانگو تو دعا مانگو تو حق سے یہ دعا مانگو
نہ نکلے دل سے یارب عمر بھر الفت محمد کی

کبھی اسکو خدا اے کیف دوزخ میں نہ ڈالیگا
فنا بھی کر گئی جس دل میں گھر الفت محمد کی

کس جرم کار کے لیئے تم نے دعا نہ کی
وہ کونسا مریض ہے جس کی دوا نہ کی

مفلس رہا وہ سرورِ دنیا و دیں مگر
دنیا کے مال و زر پہ توجہ ذرا نہ کی

کس امتی کی حشر میں آکر خبر نہ لی
امداد کس کی آپ نے روزِ جزا نہ کی

مایوس فضل سے نہ ہوا ہو کے جرم کار
لاکھوں کیئے قصور مگر یہ خطا نہ کی

ڈوبا ہے مجھ سے آپکی امت کا نام بھی
اے بحرِ فضل کونسی میں نے خطا نہ کی

جو کچھ کہا خدا نے وہی تم نے کہدیا
اک بات بے اجازتِ حکمِ خدا نہ کی

ہیں ختم دو جہاں کی تمہیں پہ فضیلتیں
تم کو خدا نے کون سی نعمت عطا نہ کی

ظاہر نہ کی بغیر شفاعت کرم کی شان
حق نے نجاتِ خلق کی بے مصطفےٰ نہ کی

ستار خود رہا تری امت کا عیب پوش
ظاہر کہیں کسی پہ کسی کی خطا نہ کی

اک روز کا تھا ذکر کہ مسجد میں تھے حضور
اور اک لعیں نے یہ حرکتِ غائبانہ کی

اک اوجھ لا کے پشتِ مقدس پہ رکھ دیا
اس بے حیا نے حرمتِ خیرالوریٰ نہ کی

غلظت سے گو کہ پیرہنِ پاک بھر گیا
جنبش مگر نمازِ خدا میں ذرا نہ کی

اللہ رے صبر واہ رے حلمِ محمدی
بعد نماز بھوں بھی تو میلی ذرا نہ کی

کیا کیا کئے نہ آپ پہ کفار نے ستم
لیکن کسی کے حق میں کبھی بد دعا نہ کی

کس امتی کو کیا نہ دیا مغفرت کے بعد
اے کیف حق نے خاطرِ محبوب کیا نہ کی

ناجی کیا امت کو ترے دستِ دعا نے
کھولے ہیں اسی ہاتھ نے بخشش کے خزانے
وہ ہم ہیں کہ بے حد ہے کرم جن پہ تمہارا
وہ تم ہو کہ بے حد جسے چاہا ہے خدا نے
اسلام خدائی میں ترے آنے سے آیا

نقشہ یہ جمایا ترے نقشِ کفِ پا نے
رحمت سے سیہ کاروں کے چہرے ہوئے اُجلے
کایا سی مریضوں کی پلٹ دی ہے خدا نے
بخشش ہوئی امت کی شفاعت سے تمہاری
سرسبز کئے کھیت اسی ابرِ عطا نے
اللہ رے کرم شکل محمد کی بنا کر
رحمت کی ہمیں شکل دکھائی ہے خدا نے
عاصی ہیں بہت ہاتھ تو خالی ہے ہمارا
پر حد سے ہیں بے حد تری رحمت کے خزانے
بخشش میں خطاؤں نے جو بل ڈال دیئے ہیں
وہ کھول دیئے سب ترے گیسوئے رسا نے
بیشک وہی مردود ہے جو تم سے پھرا ہے
مومن ہے وہی جو تمہیں جانے تمہیں مانے
پایا نہ کسی کو تری تعریف کے قابل
کی اس لئے خود ہی تری تعریف خدا نے

اے کیف مئے عشق نبی دل میں بھری ہے
لبریز کیا ہے مرے ساغر کو خدا نے

ہو کے مجرم بھی بہشتی تری امت نکلی
مظہر فضل خدا اُن کی شفاعت نکلی
حق نے بھیجا ہے تمہیں رحمت عالم کر کے
یوں تو اس امتِ عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا

غرق ہو کر بھی یہ کشتی تو سلامت نکلی
اس لئے فضل کی حقدار یہ امت نکلی
خلق کے حال پہ اللہ کی رحمت نکلی
اس کی حامی تو مگر اُن کی شفاعت نکلی

بخششِ امتِ عاصی کی سند تھی درکار
فردِ بخشش کی سند مہرِ نبوت نکلی

ہے اسی سے تو تری شانِ کریمی کی نمود
میری تقصیر ترے فضل کی شہرت نکلی

دب گیا زورِ شبِ کفر کی تاریکی کا
چاند بن کر جو ترے دین کی شوکت نکلی

دونوں عالم پہ اسی نام کا سکہ نکلا
دونوں عالم پہ محمدؐ کی حکومت نکلی

کوئی کشتی نہ ہوئی پار ترے نام بغیر
تجھ سے بچ کر جو چلی کب وہ سلامت نکلی

ہم تو سنتے تھے کہ جنت فقط افلاک پہ ہے
اب جو دیکھا تو گلی بھی تری جنت نکلی

جو کہ لینے سے سوا ہو وہ خزانہ ہے یہی
بے زوال آپ کے اسلام کی دولت نکلی

نورِ احمدؐ کو جو دیکھا تو ہر اک چیز میں ہے
کل کی بنیاد محمدؐ کی حقیقت نکلی

ہے سراپا ترا اللہ کی رحمت کا وجود
ہو بہو فضل کا نقشہ تری صورت نکلی

پھر گیا دفترِ عصیاں پہ سراسر پانی
بن کے دریا جو محمدؐ کی شفاعت نکلی

چاند بن کر ترا کلمہ پسِ مردن آیا
چاندنی قبر میں کلمے کی بدولت نکلی

تجھ سے دولہا کو کہاں چھوڑ کے جاتی یہ برات
ساتھ ہی حشر میں تیرے تری امت نکلی

کیفؔ جب خود سرِ کوثر وہ پلائیں گے شراب
تو کہوں گا کہ حضور اب مری حسرت نکلی

تمہاری امت میں ہم ہوئے ہیں ہماری بیشک نجات ہوگی
تمہیں وہ دولہا ہو ساتھ جس کے تمام امت برات ہوگی

شفیعِ روزِ جزا تمہیں ہو تمہارے منہ سے نجات ہوگی
جو تم کروگے وہ کام ہوگا جو تم کہوگے وہ بات ہوگی

لحد پہ میری کرم سے اپنے ذرا مدینہ کے چاند آنا
کہ چاندنی ہو تمہارے دم سے اندھیری مدفن کی رات ہوگی

خدا الٰہی کتنا ہے ان پہ پیارا کہ یوں محمدؐ سے کہہ رہا ہے

جو میرا بندہ تمہارا ہوگا اُسی کی بے شک نجات ہوگی

جہاں میں آکر تمہارے دم سے بڑا نبوت نے فخر پایا
سر قیامت تمہارے مُنہ سے بڑی شفاعت کی بات ہوگی

جو بخشوائے گا عاصیوں کو وہ کون ہوگا تمہیں تو ہوگے
جو کام آئے گی روز محشر وہ اک تمہاری ہی ذات ہوگی

یہی نجومی پکارتے تھے یہ ہی کتابوں میں مندرج تھا
کہ عہدِ اسلام احمدی میں شکست لات و منات ہوگی

وہ روزِ محشر شفیع ہوں گے تو عاصیونکی نجات ہوگی
جو مہر رحمت طلوع ہوگا تو دن گناہوں کی رات ہوگی

جو شخص پڑھکے درود اُنکا نام لیتا ہے
وہ حق ہی خلد میں عالی مقام لیتا ہے

جو گرنے والا محمد صلعم کا نام لیتا ہے
تو گرتے گرتے خدا اُس کو تھام لیتا ہے

فقط تمہاری غلامی ہی اُس کی قیمت ہے
بہشت مول تمہارا غلام لیتا ہے

متاعِ جرم چھپری ہر اسے نہ لے ایدل
حلال ہونے کو مال حرام لیتا ہے

ہر امتی کا سہارا ہے پیرہن تیرا
ہر امتی ترے دامن کو تھام لیتا ہے

اُسی کے نام زد اللہ خلد کرتا ہے
جو صدق دل سے محمد کا نام لیتا ہے

تسلیاں ہیں دیتی ہے ذاتِ خاص تری
خبر ہماری ترا لطف عام لیتا ہے

وہ اک خدا ہی جو دیتا ہے نعمتیں بدام
وگرنہ داد و ستد والا دام لیتا ہے

کہے تو کوئی کہ یا مصطفےٰ سلام علیک
خدا خود اُن کی طرف سے سلام لیتا ہے

حصارِ فضل میں مجھ سے سیاہکاروں کو
تمہاری زلفِ مسلسل کا لام لیتا ہے

ہے اُنکی چاہ میں مینار سائی رفعت
بس اس کنوئیں میں جو گرتا ہے بام لیتا ہے

خدا کے فضل سے محشر میں دیکھنا یہ بھی

کہ خود وہ دیتے ہیں اور کیف جام لیتا ہے

وہ شہ کونین وہ عالی جناب آنے کو ہے
جس کی شاہ بن کے خود حق کی کتاب آنے کو ہے
رحمت حق آج ہو کر بے نقاب آنے کو ہے
اب عروس فضل پر کامل شباب آنے کو ہے
جس کے ہونے سے ہوئی چودہ طبق میں روشنی
برج وحدت سے یہاں وہ آفتاب آنے کو ہے
قد بے سایہ تمہارا ہم پہ ہے سایہ فگن
آئے گر چہ قد آدم آفتاب آنے کو ہے
آرہے ہیں وہ زر بخشش لٹانے کے لئے
عاصیوں کے ہاتھ اب نقد ثواب آنے کو ہے
اُن کے آنے سے تمہارے بت مٹیں گے مشرکو
یہ خدا کیسے ہیں جن پر انقلاب آنے کو ہے
آمد آمد اُس شہ کون و مکاں کی ہے یہاں
حق نما اسلام جس کے ہمرکاب آنے کو ہے
انکی صورت صاف ہی صورت خدا کے فضل سے
لطف حق آنے کو ہے اور بے نقاب آنیکو ہے
حسرت اے کفار، مژدہ اے گروہ حق پرست
کفر جانے کو ہے دین مستجاب آنے کو ہے
یوں کہے گی عاشق چشم نبی کی شام گور
اے نکیرین اس کو سونے دو کہ خواب آنے کو ہے

بخش ہی دیگا خدا اُن کے سبب سے بے حساب
کیفؔ آنے دو اگر روزِ حساب آنے کو ہے

کریں حمد و ثنا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
پرستش ہے روا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
نہیں ہے ابتدا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
نہیں کچھ انتہا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
خطائیں تو کرے مخلوق اور تجھ کو حیا آئے
ہے اس درجہ حیا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
خطائیں دیکھ کر دعا نکلے بُروں پہ رحم فرمائے
ہے بے پردہ عطا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
وہ مالک کون ہے تو ہے جو مالک ہے دو عالم کا
حکومت ہے بجا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
وہ ایسا کون ہے تو ہے خبر جو سب کی رکھتا ہے
نظر ہے جا بجا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے

جو بخشے کیفؔ کو بھی امتِ احمدؐ کے صدقے سے
خطا بخشی عطا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے

امت کا خیر خواہ خدا کا حبیب ہے
ہم اُس کے امتی یہ ہمارا نصیب ہے
ہر امتی کی ہے انہیں محشر میں جستجو
پیاسوں کو ڈھونڈھتا ہے یہ پیا عجیب ہے
کچھ غم نہیں جو بڑھ گئی بیماریٔ خطا
جس کا کرم شفا ہے وہ میر الطبیب ہے
ہر صاحب خزانہ ہے محتاج آپ کا
ہر بادشاہ آپ کے آگے غریب ہے
ہم اُس میں ہیں جو دین مقرب ہی فضل کا
گھر ہے ہمارے منزل مقصد قریب ہے

رکھا ہے جس کا نام مؤذن خدائی نے
یا شاہِ انبیاء وہ تمہارا نقیب ہے

بخشش نے اسکو چن بھی لیا پھول کی طرح
امت تری ازل ہی سے جنت نصیب ہے

اے **کیف** سچ تو یہ ہے کہ مجرم بھی ہو تو ہو
جو اُن کا امتی ہے بڑا خوش نصیب ہے

تمہیں حشر میں بخشوا دینے والے
تمہیں پار بیڑا لگا دینے والے

تمہیں نورِ حق بتا دینے والے
تمہیں ہو خدا سے ملا دینے والے

دوا دردِ عصیاں کی دیتا ہے تو ہی
مجھے بھی دوا دے دوا دینے والے

بھلا کر مجھے بھی کہ میں بھی برا ہوں
بُروں کی بُرائی مٹا دینے والے

مجھے تو بس اپنے ہی در پر جگہ دے
کل اُمت کو جنت میں جا دینے والے

وہ چھینٹے ہیں تیرے ہی ابرِ کرم کے
جہنم کی آتش بجھا دینے والے

خدارا یہ میری بھی بگڑی بنا دے
زمانہ کی بگڑی بنا دینے والے

وہ حاتم تمہارے ہی دستِ عطا ہیں
کرم کا خزانہ لُٹا دینے والے

سرِ کوثر اس **کیف** کو بھی بلانا
شرابًا طہورًا پلا دینے والے

بزمِ کونین نمائش ہے تمہاری ساری
حق نے یہ بزم تمہیں سے تو سنواری ساری

عجز اللہ رے تمہارا کہ شہ کل ہو کر
زندگی تم نے غریبوں میں گذاری ساری

پاس عاشق کے جو شے ہے وہی معشوق کی ہے
تم خدا کے ہو خدائی ہے تمہاری ساری

ہر نبی نورِ محمدؐ سے ہوا ہے پیدا
اُسی دریا سے یہ نہریں ہیں جاری ساری

تم بنا دو گے قیامت میں تو بن جائینگی یہ
ورنہ بگڑی ہوئی باتیں ہیں ہماری ساری

خلق تو جرم کرے اور خدا فضل کرے
حق تو یوں ہے کہ یہ خاطر ہے تمہاری ساری

اچھے اُنکے ہیں تو اے **کیف** بُرے کس کے ہیں

اپنی امت سے محمدؐ کو پیاری ساری

میری کشتی ترے سہارے سے
اب لگی اب لگی کنارے سے

سر سے اُمت کے جرم کا آسیب
اُترے گا آپ کے اُتارے سے

پار ہوگا ہر ایک کا بیڑا
اک ترے نام کے سہارے سے

آگ عصیاں کی ہوگئی پانی
اُس یم لطف کے اشارے سے

ہر نبی سے حضور افضل ہیں
چاند بہتر ہے ہر ستارے سے

میرا بیڑا تو ڈوب ہی جاتا
گر نہ ہوتا ترے سہارے سے

نارِ دوزخ حرام ہوتی ہے
یا محمدؐ ترے نظارے سے

خود بخود مل گیا خدا اُس کو
جو ملا اُس خدا کے پیارے سے

بحرِ عصیاں ہے جوش میں مولا
اور میں دور ہوں کنارے سے

لطفِ دیدارِ حق ہوا حاصل
یا نبی آپ کے نظارے سے

بول بالا ہوا شفاعت کا
کیفؔ اُس کبریا کے پیارے سے

تضمین

یہ شرف یہ اوج یہ حق رسی بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ ضیا یہ حُسن یہ روشنی کشف الدجےٰ بجمالہ
کوئی خوبی اُن سے نہ بچ سکی حسنت جمیع خصالہ
ہے درود پڑھنے کی جا یہی صلوا علیہ و آلہ

دیگر

زہے شانِ رفعتِ احمدی بلغ العلےٰ بکمالہ
زہے حُسن صورتِ احمدی کشف الدجےٰ بجمالہ
زہے فرقِ عادتِ احمدی حسنت جمیع خصالہ
زہے ذکر مدحتِ احمدی صلوا علیہ و آلہ

دیگر

زہے انتہا زہے منتہی بلغ العلےٰ بجمالہ
زہے حُسن رُخ زہے روشنی کشف الدجےٰ بجمالہ
زہے خوئے خوش زہے خوشدلی حسنت جمیع خصالہ
زہے اقتدار زہے نبی صلوا علیہ و آلہ

دیگر

وہ کمالِ شان پیمبری بلغ العلےٰ بکمالہ

وہ جمالِ غیرتِ یوسفی کشف الدجےٰ بجمالہ
جو روش تھی اُن کی وہ خوب تھی حسنت جمیع خصالہ
ہے نذر و تحفہ وہ ہے یہی صلو علیہ و آلہ

دیگر

یہ ہے آبروئے محمدی بلغ العلیٰ بکمالہ
یہ ہے وصف روئے محمدی کشف الدجےٰ بجمالہ
یہ ہے ذکر خوئے محمدی حسنت جمیع خصالہ
یہ ہے نذر سوئے محمدی صلو علیہ و آلہ

دیگر

وہی اوجِ شاں وہی بلغ العلیٰ بکمالہ
وہی حسن حسن کی جاں وہی کشف الدجےٰ بجمالہ
وہی نیک نیک گماں وہی حسنت جمیع خصالہ
وہی لطف لطفِ بیاں وہی صلو علیہ و آلہ

دیگر

وہی مہر چرخ جمال ہیں بلغ العلیٰ بکمالہ
وہی ماہِ حسن و جمال ہیں کشف الدجےٰ بجمالہ
وہی خوبیوں کا مآل ہیں حسنت جمیع خصالہ
وہی اپنی آپ مثال ہیں صلو علیہ و آلہ

دیگر

یہ انہیں کی رفعتِ ذات ہے بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ انہیں کے حسن کی بات ہے کشف الدجےٰ بجمالہ
یہ انہیں کی شانِ صفات ہے حسنت جمیع خصالہ
یہ انہیں کا ذکرِ صلوٰۃ ہے صلو علیہ و آلہ

دیگر

وہی ہر کمال کی شان ہیں بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی ہر جمال کی جان ہیں کشف الدجےٰ بجمالہ
وہی ہر بھلائی کی کان ہیں حسنت جمیع خصالہ
وہی فخرِ جملہ جہان ہیں صلو علیہ و آلہ

دیگر

سرِ عرش عرش نشیں وہی بلغ العلےٰ بکمالہ
دل و جاں میں نور یقیں وہی کشف الدجےٰ بجمالہ
وہی حسنِ ذات حسیں وہی حسنت جمیع خصالہ
وہی کعبہ کعبۂ دیں وہی صلو علیہ و آلہ

معراج شریف

یہ ہے شان اُن کے کمال کی بلغ العلےٰ بکمالہٖ
یہ ہے مدح اُن کے جمال کی کشف الدجیٰ بجمالہٖ
یہ صفت ہے حسنِ خصال کی حسنت جمیع خصالہٖ
یہ پڑھو کہ شب ہے وصال کی صلو علیہ وآلہٖ

دیگر

گئے گھر سے چڑھ کے براق پر بلغ العلےٰ بکمالہٖ
شب وصل رخ سے ہوئی سحر کشف الدجےٰ بجمالہٖ
ہے سفر بھی خوب کا خوب تر حسنت جمیع خصالہٖ
یہ ہی تھا ہر ایک کی زبان پر صلو علیہ وآلہٖ

دیگر

جو ملے مقام وہ طے کئے بلغ العلےٰ بکمالہٖ
جو نہاں تھے راز وہ کھل گئے کشف الدجےٰ بجمالہٖ
جو ملے جہاں وہ یہ بول اُٹھے حسنت جمیع خصالہٖ
یہ صدا بلند تھی عرش سے صلو علیہ وآلہٖ

دیگر

گئے عرش پر تو یہ غل ہوا بلغ العلےٰ بکمالہٖ

جو بڑھے وہاں سے تو یہ سُنا کشف الدجےٰ بجمالہ
سلے قدسی آگے تو یوں کہا حسنت جمیع خصالہ
جو حجاب اُٹھے تو خدا ملا صلو علیہ و آلہ

دیگر

تھے نظارے جلوہ ذات کے بلغ العلےٰ بکمالہ
کھُلے عقدے وصل کی رات کے کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ ہیں وصف حُسنِ صفات کے حسنت جمیع خصالہ
یہ سخن ہیں طور نجات کے صلو علیہ و آلہ

دیگر

نہ کوئی حجاب نہ فرق تھا بلغ العلےٰ بکمالہ
نہ رہا نشاں شب قہر کا کشف الدجیٰ بجمالہ
تھے بھلے تو سب کا بھلا کیا حسنت جمیع خصالہ
جو کہا جو سُنا سُنا صلو علیہ و آلہ

دیگر

جو ملے تو حق سے وہی ملے بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی کل کے عقدہ کشا ہوئے کشف الدجےٰ بجمالہ
صفت اُن کی کیا کوئی کر سکے حسنت جمیع خصالہ
کہ درود اُن پہ خدا پڑھے صلو علیہ و آلہ

دیگر

وہ جہاں سے تھے وہم سے دور سے تھے بلغ العلیٰ بکمالہ
وہ جہاں سے تھے لمعۂ نور سے تھے کشف الدجیٰ بجمالہ
وہ جہاں سے تھے حُسنِ شعور سے تھے حسنت جمیع خصالہ
کہ خدا تھا اور حضور سے تھے صلو علیہ و آلہ

دیگر

وہ نبی مقیم مقام ہو بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ ضیا اُنہیں کی ہے چارسو کشف الدجیٰ بجمالہ
وہی عاصیوں کے ہیں چارہ جو حسنت جمیع و خصالہ
وہی لطفِ حق وہی عبدہٗ صلو علیہ و آلہ

دیگر

سرِ عرش فرش اُنہیں کا تھا بلغ العلےٰ بکمالہ
مہ و مہر جلوۂ نقشِ پا کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ بیاں ہے خوئے شریف کا حسنت جمیع خصالہ
یہ صلوٰۃ ہے پئے مصطفےٰ صلو علیہ و آلہ

دیگر

وہی لامکاں کے مقیم ہیں بلغ العلےٰ بکمالہ

وہی نور شمع قدیم ہیں کشف الدجےٰ بجمالہٖ
وہ خدا کے بندے کریم ہیں حسنت جمیع خصالہٖ
وہ رسول دُرِّ یتیم ہیں صلو علیہ و آلہٖ

دیگر

یہ خدا ہی جانے کہاں تھے وہ بلغ العلےٰ بکمالہٖ
تھے خدا کا نور جہاں تھے وہ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
تھے کریم نیک گماں تھے وہ حسنت جمیع خصالہٖ
سببِ زمین و زماں تھے وہ صلو علیہ و آلہٖ

دیگر

یہ بشر کہاں سے گیا کہاں بلغ العلےٰ بکمالہٖ
یہ حضر میں یہ ضیا کہاں کشف الدجےٰ بجمالہٖ
یہ شرف کسی کو ملا کہاں حسنت جمیع خصالہٖ
نہ ملی تھی یہ صدا کہاں صلو علیہ و آلہٖ

دیگر

کہیں کوئی ایسا رسا نہیں بلغ العلےٰ بکمالہٖ
کوئی ایسا عقدہ کشا نہیں کشف الدجےٰ بجمالہٖ
کہیں کوئی ان سے بھلا نہیں حسنت جمیع خصالہٖ
کہیں کوئی ایسا ہوا نہیں صلو علیہ و آلہٖ

دیگر

وہ سبب ہیں خاص رسائی کے بلغ العلےٰ بکمالہ
وہ سبب ہیں عقدہ کشائی کے کشف الدجیٰ بجمالہ
وہ سبب ہیں کل کی بھلائی کے حسنت جمیع خصالہ
وہ سبب ہیں ساری خدائی کے صلو علیہ وآلہ

دیگر

یہ رسائی فکرِ نجات تھی بلغ العلےٰ بکمالہ
کہیں دن سے بڑھ کے یہ رات تھی کشف الدجیٰ بجمالہ
ہمیں بخشوانے کی بات تھی حسنت جمیع خصالہ
اسی قابل آپ کی ذات تھی صلو علیہ وآلہ

دیگر

یہ کمال حد سے گذر گیا بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ جمال روشنی کر گیا کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ چلن دلوں میں اتر گیا حسنت جمیع خصالہ
یہ سخن زباں سے کدھر گیا صلو علیہ وآلہ

دیگر

وہی مل گیا جو طلب کیا بلغ العلےٰ بکمالہ

ومیں دور رنگِ غضب کیا کشف الدجےٰ بجمالہ
جو کیا کرم کا سبب کیا حسنت جمیع خصالہ
سپے امت آپ نے سب کیا صلو علیہ و آلہ

دیگر

یہ پہنچ سبب تھی نجات کی بلغ العلےٰ بکمالہ
شب جرم خلق ہوا ہوئی کشف الدجیٰ بجمالہ
طلب نجات کی فکر تھی حسنت جمیع خصالہ
کے صدق دل سے ہر امتی صلو علیہ و آلہ

دیگر

سپے چلے سوئے خلد تو غل ہوا بلغ العلےٰ بکمالہ
درِ خلد کھلتے ہی یہ سنا کشف الدجےٰ بجمالہ
جہاں جس نے دیکھا یہی کہا حسنت جمیع خصالہ
یہ ہے وقت خاص درود کا صلو علیہ و آلہ

دیگر

کہیں قدسیوں میں یہ ذکر تھا بلغ العلےٰ بکمالہ
کہیں مہ وشوں میں یہ ذکر تھا کشف الدجےٰ بجمالہ
کہیں مرسلوں میں یہ ذکر تھا حسنت جمیع خصالہ
کہیں مجلسوں میں یہ ذکر تھا صلو علیہ و آلہ

دیگر

جو عروج چاہو تو یہ پڑھو بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ پڑھو تو قبر میں نور ہو کشف الدجےٰ بجمالہ
جو یہ ورد ہو تو ہو نیک خو حسنت جمیع خصالہ
یہ انہیں کا ذکر ہے عاصیو صلو علیہ و آلہ

دیگر

اسی جسم سے گئے لامکاں بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی مہر دیں ہے یہاں وہاں کشف الدجےٰ بجمالہ
سب انہیں پہ ختم ہیں خوبیاں حسنت جمیع خصالہ
یہ درود انہیں پہ ہے بیگماں صلو علیہ و آلہ

دیگر

یہ عروج شاہ امم کا ہے بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ اجالا اُن کے کرم کا ہے کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ چلن انہیں کے قدم کا ہے حسنت جمیع خصالہ
یہی ورد توشہ عدم کا ہے صلو علیہ و آلہ

دیگر

وہی اوج اوج سما وہی بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی زیب زیب عطا وہی کشف الدجیٰ بجمالہ

وہی خیر خیرہ دراوہی حسنت جمیع خصالہ
سبھی پہرشتا دصداوہی صلوعلیہ وآلہ

دیگر

یہ کمال خاص ملا کسے بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ جمال حق نے دیا کسے کشف الدجےٰ بجمالہ
یہ ہوئی بھلائی عطا کسے حسنت جمیع خصالہ
کہ یہ کہہ رہا ہے خدا کسے صلوعلیہ وآلہ

دیگر

وہ سنی جو بات سنی نہ تھی بلغ العلےٰ بکمالہ
وہ گرہ کھلی جو کھلی نہ تھی کشف الدجیٰ بجمالہ
وہ بھلائی کی جو ہوئی نہ تھی حسنت جمیع خصالہ
وہ ہوا بندھی جو بندھی نہ تھی صلوعلیہ وآلہ

دیگر

وہی باغ قرب کا پھول ہیں بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی نور حسن قبول ہیں کشف الدجیٰ بجمالہ
وہی نیکیوں کا حصول ہیں حسنت جمیع خصالہ
یہ ہی تجھے بہر رسول ہیں صلوعلیہ وآلہ

دیگر

قطعہ

شب در روز کیف یہ ذکر بلغ العلیٰ بکمالہ
شبِ معصیت کی ہوئی سحر کشف الدجیٰ بجمالہ
وہ کیا جو کام تھا خوب تر حسنت جمیع خصالہ
ہمیں بخشوا کے سپرے وہ گھر صلو علیہ وآلہ

ترجیع بند

ہر سو نویدِ جشنِ شہِ نامدار دو — مرحبا پیامِ آمد والا تبار دو
افلاکیوں کو رشتۂ مدحت کا تار دو — اہلِ زمیں کو مژدۂ رحمت شعار دو

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

شمشیرِ حق سے کفر کی گردن کو مار دو — کفار کو ندائے ہلاکت شعار دو
شاہوں کو آج تخت سے نیچے اُتار دو — کہدو کہ آ کے نذرِ شہِ نامدار دو

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

کلمہ کی چوب دین کی نوبت پہ مار دو — ڈنکے کی چوٹ مژدۂ حق بار بار دو
گاڑو نشان سبز پھریرا سنوار دو — جو آئے اُس کو دولتِ دیں بیشمار دو

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

انجام کار چرخ کو انجام کار دو — سامان ہائے بزمِ معلیٰ سنوار دو
گلہائے باغِ خلد کے لوگوں کو ہار دو — اے مومنو یہ شب یونہی ساری گذار دو

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو

جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

دونوں جہاں کے شاہ کی آمد کا جشن ہے
مقبول بارگاہ کی آمد کا جشن ہے

سلطانِ دیں پناہ کی آمد کا جشن ہے
اور کل کے خیر خواہ کی آمد کا جشن ہے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

یہ جشن ہے مگر ہے فلک بارگاہ کا
دربار خاص ہے یہ دو عالم کے شاہ کا

یہ ذکر ہے مگر ہے حبیب الہ کا
مولود پاک ہے یہ رسالت پناہ کا

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

حسن و جمال نور خدا جلوہ گر ہے آج
پرویں کل جو ذات اُدھر تھی ادھر ہے آج

دیکھو خدا کے نور کو پیشِ نظر ہے آج
مخلوق کو پکارنے والا کدھر ہے آج

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

جو آئے گا وہ اہلِ صفا ہو کے جائیگا
خاطی بھی مستحق عطا ہو کے جائیگا

جو آئے گا برا وہ بھلا ہو کے جائے گا
قیدی بھی آئے گا تو رہا ہو کے جائے گا

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

محفل میں مومنوں کو ملایک بٹھائیں گے
عرشی فلک سے مژدۂ بخشش سنائیں گے

رحمت کا عطر پیرہنوں پر لگائیں گے
جو آئیں گے یہاں وہی جنت میں جائیں گے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

دیدار خاص عام ہوا ہے چلو چلو — رحمت کا اختتام ہوا ہے چلو چلو
بخشش کا انتظام ہوا ہے چلو چلو — ہونے کا تھا جو کام ہوا ہے چلو چلو

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

پھیلے گا دین اس شہِ عالی مقام کا — سکہ چلے گا آج محمدؐ کے نام کا
اے کیف خاص دن ہے یہ دربار عام کا — کہہ دو کہ آج خوب ہے موقع سلام کا

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

خمسہ بر غزل رضوان علی خان

خوش جان ہوئی آئی جو خوشبوئے محمدؐ — سر پاؤں بنا پاکے رہِ کوئے محمدؐ
آنکھ اور ہوئی ہوکے رضا جوئے محمدؐ — اترائیں نگاہیں جو پڑیں سوئے محمدؐ

دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روئے محمدؐ

اک شکل میں کونین کا نقشہ نظر آیا — کونین میں ہر ایک کا جلوہ نظر آیا
ہر جلوہ میں کیا کیا کہوں کیا کیا نظر آیا — اللہ کی قدرت کا تماشہ نظر آیا

دیکھا جو کبھی آئینہ روئے محمدؐ

موسیٰ تو پھر انسان ہیں بجلی بھی تڑپ جائے — بجلی تو ہے کیا بجلی کی شوخی بھی تڑپ جائے
کیا شوخی ہر شوخی کا یہاں جی بھی تڑپ جائے — موسیٰ کی طرح برق تجلی بھی تڑپ جائے

بے پردہ اگر ہو رخ نیکوئے محمدؐ

روشن یہ ہوا صاف جو عالم میں نظر کی — کچھ شام کی حاجت نہ ضرورت ہے سحر کی
رخساروں کی ضو ہے یہ ادھر کی وہ ادھر کی — خورشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی

پھیلی ہوئی ہے روشنی روئے محمدؐ

اے کاش ہویدا ہو مری خفتہ نصیبی
کھل جائے اگر آنکھ تو دھل جائے نظر بھی
سوتے میں نظر آئے اگر چہرۂ عالی
جاگے تو ملے دولتِ دیدار خدا کی

جو خواب میں دیکھے رخِ نیکوئے محمدؐ

ہے آج کسی شکل میں کل اور طرح پر
اس وضع میں کامل ہو تو اس وضع میں خوشتر
اک رنگ میں دو روپ بدلتا ہے برابر
ہر ماہ میں گھٹ بڑھ کے فلک پر مہِ انور

ابروئے محمدؐ ہے کبھی روئے محمدؐ

اللہ رے کس شان کا مطلع نکل آیا
لکھا جسے خود خود ہی کہا خود ہی سراہا
تھا بیت دو عالم کا جو مضمون نرالا
استادِ ازل نے غزلِ حسن میں لکھا

کیا مطلع برجستہ ہے ابروئے محمدؐ

اس میں وہی خم ہے وہی محراب کا نقشا
ہر اس کی شعاعوں پہ گماں صاف مژہ کا
اندھا بھی مرے قول کو تسلیم کرے گا
کہتا ہوں قرینِ مہِ نو دیکھ کے تارا

یہ چشمِ محمدؐ ہے وہ ابروئے محمدؐ

گر خلد میں جانا ہے تو سیدھا ہی جاؤ
محراب کی ٹیڑھی مجھے راہیں نہ بتائے
کعبہ کو وہی قبلہ حاجات بنائے
زاہد ہی سر اپنا طرفِ قبلہ جھکائے

عاشق ہوں مرا کعبہ ہے ابروئے محمدؐ

منظور ہے کل دفترِ عصیاں کا ڈبونا
ہر وقت ہے مدِ نظر امت کا نہ رونا
اک بات ہے سو رنج کا اک بات میں کھونا
کہتی ہے گنہگاروں سے مایوس نہ ہونا

صدقے ترے اے چشمِ سخن گوئے محمدؐ

اڑ جائے پری بن کے پریشانئ سنبل
بل کرنے لگے سلسلہ جنبانئ سنبل
جمعیتِ خاطر میں نہ ہو ثانئ سنبل
مٹ جائے ہمیشہ کو پریشانئ سنبل

پڑ جائے اگر سایۂ گیسوئے محمدؐ

بندھ جائے ہوا رات کی چھا جائے اندھیرا — ہوں منتشر افراد بنے دھوپ کا سایہ
ہر حرف سے منہ دفتر عصیاں کا ہو کالا — رہ جائے قیامت میں سیہ کاروں کا پردا

کھل جائے اگر دامن گیسوئے محمدؐ

یوں بدلے کہ بدلے کوئی جس طرح سے پہلو — یوں باغ سے اُڑ جائے کہ جوں رنگ سے خوشبو
یوں سرو گرے آنکھ سے جیسے کوئی آنسو — قمری نہ پھرے باغ میں کرتی ہوئی کوکو

گر دیکھ لے سروِ قدِ دلجوئے محمدؐ

ہے کچھ تو سبب ربط جو ہے جان کو تن سے — حاصل ہے وگرنہ اسے کیا خاک بدن سے
کانٹوں میں الجھتا ہے ہر اک دل کی لگن سے — بلبل کو محبت کبھی ہوتی نہ چمن سے

پھولوں میں نہ بس جاتی اگر بوئے محمدؐ

یہ داغ یہ سینہ زہے طالع زہے قسمت — میں اور یہ الطاف یہ دل اور یہ محبت
بیشک ہے مری عمر کا حاصل یہی دولت — پژمردہ ہوں یا رب گلِ داغِ محبت

ان پھولوں سے آتی ہے مجھے بوئے محمدؐ

باندھی ہے ہوائے صفتِ ساقیِ کوثر — کھاتے ہیں بگولے مری آواز سے چکر
ہیں وجد میں پھل پھول کلی برگ برابر — وہ بلبل خوش لہجہ ہوں نغمے مرے سن کر

جھوما کئے برسوں شجرِ کوئے محمدؐ

عالم سے جدا ہے مرے چلنے کا قرینہ — اس طرح سے جاتا ہوں کہ جس طرح مہینہ
دن رات رواں ہے مرا خشکی میں سفینہ — زورِ کششِ سلسلۂ سیرِ مدینہ

کھینچے لئے جاتا ہے مجھے سوئے محمدؐ

عکسِ یدِ قدرت کفِ احمدؐ سے مثالی — ثابت ہیں کہ ہیں ناخنِ انگشت ہلالی
روشن ہے جہاں میں صفتِ پنجۂ عالی — ڈوبی ہوئی کیا زورقِ خورشید نکالی

اللہ ہے ترا دستی بازوئے محمدؐ

اے کیفؔ نہ رکھے یہ زمیں پر قدم اصلا — بے پر ہی اُڑے کچھ بھی جو ہاتھ آئے سہارا
دن آئے وہ اللہ کرے ہو کہیں ایسا — رضواں جو دمِ مرگ ذرا بھی ہو اشارا
اتراتی ہوئی جان چلے سوئے محمدؐ

مناجات

عاصی و عیب دارم فریادرس الٰہی — زشت و ذلیل و خوارم فریادرس الٰہی
ناچار و ہیچ کارم فریادرس الٰہی — زخمی و دلفگارم فریادرس الٰہی
از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

در در پھرا رہی ہے حرص و ہوس الٰہی — دم دے رہا ہے شیطاں ہر ہر نفس الٰہی
چلا رہا ہوں ہر دم مثلِ جرس الٰہی — ہے قصرِ جرم مجھ کو مثلِ قفس الٰہی
از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے نہ دارم فریادرس الٰہی

گو سر سے پاؤں تک ہوں پابندِ پُرگناہی — اس پر بھی جز بدی کے نیکی کبھی نہ پائی
ہر طرح میں تو اپنی کر ہی چکا تباہی — اب تو کرم سے اپنے کھو دے یہ روسیاہی
از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے نہ دارم فریادرس الٰہی

ہر جرم چاہتا ہے کرنا تباہ مجھکو — ہے ٹھور رکھنے والا بختِ سیاہ مجھکو
گھیرے ہوئے یارب فوجِ گناہ مجھکو — نرغہ میں پھنس گیا ہوں تو دے پناہ مجھکو
از درد بیقرارم فریادرس الٰہی

جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

ہے تو ہی کرنے والا امداد جز و کل کی
ہے تو ہی دینے والا ہر داد جز و کل کی
ہے تو ہی رکھنے والا بہرہ جز و کل کی
ہے تو ہی سننے والا فریاد جز و کل کی

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

سنتا ہے تو سبھی کی مالک ہے تو سبھی کا
تیرے سوا نہیں ہے کوئی کہیں کسی کا
بس ختم ہے تجھی پر جو حق ہے دوستی کا
پھر کس سے اب کہوں میں دکھ درد اپنے جی کا

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

او خاص یا رب کے او سب کے سننے والے
ہیں عام لطف تیرے او سب کے سننے والے
کہتے ہیں سب تجھی کو او سب کے سننے والے
میری بھی اب تو سن لے او سب کے سننے والے

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے نہ دارم فریادرس الٰہی

کیا کیا لئے نہ میں نے الزام اس جہاں سے
کیا کیا دیئے نہ مجھ کو نفس لعیں نے جھانسے
ہر فائدہ کو میں نے بدلا ہے ہر زیاں سے
کیا لے چلا یہاں میں کیا لے چلا یہاں سے

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے نہ دارم فریادرس الٰہی

دن زندگی کے بسر کر جاتا ہوں ہاتھ خالی
دیکھے بعد دونوں پاتا ہوں ہاتھ خالی
کھو کھا کے گھر کی پونجی لاتا ہوں ہاتھ خالی
لٹ گھس کے تیرے آگے آتا ہوں ہاتھ خالی

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے نہ دارم فریادرس الٰہی

کس در پہ لیکے جاؤں یہ اپنی روسیاہی — کس رنگ سے مٹاؤں یہ اپنی روسیاہی
کس چیز سے مٹاؤں یہ اپنی روسیاہی — اب کس کو میں دکھاؤں یہ اپنی روسیاہی

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

گو کیف ہے سراپا عصیاں شعار یارب — لیکن ہے نام تیرا آمرزگار یارب
کر سب پہ فضل اپنا لیل و نہار یارب — سن لے برائے احمد میری پکار یارب

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

معراج شریف

بُلانا جب ہوا منظور رب کو — پئے خلوت حبیب خوش لقب کو
تو قاصد بھیجنا چاہا طلب کو — کہ ہو معراج اُس عالی نسب کو
دیا یہ حکم پیکِ باادب کو — ابھی لا جاکے اُس فخرِ عرب کو

یہ مژدہ بھی سُنانا جاکے شب کو
سواری ہے محمد مصطفےٰ کی

غرض جبریلؑ نے یہ حکم پاکر — سرِ تسلیم پیشِ رب جھکاکر
کہا یارب ابھی لاتا ہوں جاکر — انہیں میں خواب راحت سے جگاکر
بُلانے کا ترے مژدہ سُناکر — مگر مقبول یہ میری دعا کر

کہ قاصد کو نیا خلعت عطا کر
سواری ہے محمد مصطفےٰ کی

ملا خلعت بھی سامانِ سفر بھی — پہن کر رختِ نو باندھی کمر بھی

کھلے ہر سمت ہر جنت کے در بھی
ہوا شب میں عیاں رنگِ سحر بھی
لیا جا کر براقِ خوش سیر بھی
حیا سے چھپ گئے شمس و قمر بھی

سنائی چار جانب یہ خبر بھی
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

سنی جب یہ خبر اہلِ فلک نے
وہ بدلیں پوششیں حور و ملک نے
اُٹھا ابرِ کرم سڑکیں چھڑکنے
تو چہروں سے لگی شادی ٹپکنے
جہاں مہکا دیا جن کی مہک نے
لگے ہر راہ کے ذرّے چمکنے

یہ کہہ کر لگے سب راہ تکنے
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

مکاں جنت کے رضواں نے سجائے
کہیں پھولوں کے گلدستے لگائے
غرض یہ تھی کہ اک مہماں آئے
ہر اک جا فرش نورانی بچھائے
کہیں توحید کے اگّے چلائے
وہ سیر اس باغ کی دیکھے دکھائے

کہیں بلبل یہ کہہ کر چہچہائے
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

ہوئے مہماں کی آمد کے جو شہرے
فلک پر جا بجا چرچے یہی تھے
سلے گا آکے وہ بندہ خدا سے
مہیا ہو گئے سامان سارے
کہ بیشک حق نما ہیں جس کے جلوے
سواری ہے یہ قابل دیکھنے کے

جسے ہو دیکھنا آکر وہ دیکھے
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

غرض یہ حکمِ حق جبریلؑ پاکر
فرشتے ساتھ اپنے لے لو آکر
براقِ خوش سیر جنت سے لاکر
قرینے جا بجا سب کو بتاکر

جلو میں شادی کرا در سجا کر — مدینہ کی طرف تیغ کو اشہر

چلے جبریلؑ یہ مژدہ سنا کر
سواری ہے محمد مصطفیٰ کی

در والا پہ جا کر یوں پکارے — کہ اے تاجِ شرف کل کے سہارے
ذرا جاگو کہ اے حق کے پیارے — بلاتا ہے خدا رب تمہارے
چلو چل کر کرو حق کے نظارے — ملک یوں کہہ رہے ہیں آج سارے

کہ اب خود گھر میں آنے کو ہمارے
سواری ہے محمد مصطفیٰ کی

جگانا تھا جو گستاخی ندا سے — ہوئے جبریلؑ چپ شرم و حیا سے
ہوا الہام یہ فضلِ خدا سے — کہ مل رخسار پائے مصطفیٰ سے
ملے سر و سے جو پائے خوشنما سے — تو جاگے خوابِ وحدت آشنا سے

بس اب جانے کو بیتِ پُر ضیا سے
سواری ہے محمد مصطفیٰ کی

غرض محبوبِ حق ہوتے ہی بیدار — ہوئے سوئے خدا جانے کو تیار
سجی پوشاک باندھے سبز دستار — جلو میں تھے فرشتے نیک اطوار
جو مرکب نے کیا شوخی کا اظہار — تو یوں جبریلؑ نے کی اس سے گفتار

ادب کر اے براقِ برق کردار
سواری ہے محمد مصطفیٰ کی

سوار اس پر ہوئے محبوب داور — یہ جا ہے عقل میں آنے سے باہر
گئے سب آسمانوں سے گذر کر — یہاں تھے یا وہاں پل بھر کے اندر
بشر اور یہ مقام اللہ اکبر — فرشتے کیوں نہ ہوں اک کیف ششدر

خدا جانے کہاں اور کس جگہ پر
سواری ہے محمد مصطفےٰ کی

متفرقات

صاف ٹل جاتی ہو سر سے جو بلا آتی ہے
کام اُمت کی محمدؐ کی دعا آتی ہے

جب مدینہ کی طرف ہو کے صبا آتی ہے
میں سمجھتا ہوں وہ جنت کی ہوا آتی ہے

مرتے مرتے بھی جو لیتا ہو کوئی نام اُن کا
تو وہیں غیب سے بخشش کی صدا آتی ہے

اس قدر اپنے گناہوں سے پشیماں ہوں کریم
کوئی کہتا ہے مسلماں تو حیا آتی ہے

اُن کی آنکھوں کے تصور میں جو مرتا ہو کوئی
حور بن کر اُسے لینے کو قضا آتی ہے

غزل

دل سے کرتا ہوں دعائے دردِ دل
درد ہی نکلا دوائے دردِ دل

دردِ دل ہے یا کوئی معشوق ہے
جان لیتی ہے ادائے دردِ دل

اُس کے دردِ دل پہ سو جانیں نثار
تم ہو جس کی دوائے دردِ دل

درد ہی رہتا ہے اس میں رات دن
دل میں اب کیا ہے سوائے دردِ دل

درد کا پتلا بنا دے کیف کو
یہ دعا اب ہے خدائے دردِ دل

غزل

دوست تھا دوست کہ دشمن پہ پیار اتنا
تھا اُس کا خدا بھی جو تمہارا تھا

جاگتے سوتے کسی وقت کسی حالت میں
غافل اُمت سے وہ اللہ کا پیارا نہ ہوا

تیرے ہی دم سے ہے گلزار نبوت کی بہار
کوئی اس باغ کا تجھسا چمن آرا نہ ہوا

کونسی بات ترے منہ سے ہماری نہ بنی
کون کام ترے دم سے ہمارا نہ ہوا

بخش ہی دی تری امت سر محشر حق نے
رنج معشوق کا عاشق کو گوارا نہ ہوا

کس اہم کام میں تو کس کا وسیلہ نہ بنا
کس بُرے وقت میں تو کس کا سہارا نہ ہوا

یہ سبب کیا ہے کہ پھر خواب میں یا ختم رسل
کیف مداح کو دیدار تمہارا نہ ہوا

غزل

وہ شاہ دوجہاں تم ہو جسے اللہ نے چاہا
وہ یہ امت ہے جس کو دوجہاں کے شاہ نے چاہا

بُرا اُس رحمتِ عالم کا ہر گمراہ نے چاہا
مگر سب کا بھلا اُس خیرِ خلق اللہ نے چاہا

ہمیں دنیا میں راحت سے تمہارے لطف نے دیکھا
ہمیں میدانِ محشر میں تمہاری چاہ نے چاہا

اُدھر ہی پھر گیا کعبہ کا رُخ فضلِ الٰہی سے
جدھر کعبہ کا رُخ اُس فخرِ بیت اللہ نے چاہا

وہ مالک کون ہے جو آپ ہی عاشق ہے بندہ پہ
وہ بندہ کون ہے تم ہو جسے اللہ نے چاہا

غزل

یہاں رہنے کی خاطر ساکن جنت ترستے ہیں
عجب قسمت ہے اُنکی جو ترے کوچہ میں بستے ہیں

تمہارے دین میں رہنا تمہارے حکم میں چلنا
یہی دنیا میں عقبیٰ ہے یہی جنت کے رستے ہیں
بہر حال اُن کی اُمت پہ کرم ہو کر ہی رہتا ہے
یہ وہ کھیتی ہے جس پر فضل کے بادل برستے ہیں
تمہاری ہی روش سے منزلِ مقصود ملتی ہے
تمہارے ہی چلن اللہ کے ملنے کے رستے ہیں

ولہ

خدا جس نبی پر پیارا بہت ہے
خیال اُس نبی پر ہمارا بہت ہے
ذرا بھی تمہاری عنایت ہے کافی
ذرا بھی تمہارا سہارا بہت ہے
جیوں یا مروں دین احمد پہ یارب
کہ یہ دین مجھکو پیارا بہت ہے

ولہ

آؤ اے مومنو درود پڑھو
ذکرِ احمد سنو درود پڑھو
خود خدا اُن پہ بھیجتا ہے درود
تم بھی لوگو پڑھو درود پڑھو
قیمتِ خلد ہے درود شریف
خلد لینا ہے تو درود پڑھو
سنتے ہی اُس خدا کے دوست کا نام
دل سے اے مومنو درود پڑھو

بزمِ میلادِ پاک میں اے کیف
چپ نہ بیٹھے رہو درود پڑھو

باب تمہید

سالِ طبع دیوان حافظ محمد عالمگیر صاحب کیفؔ

۱۹	۶	۰۶

یوں تو ہیں دنیا میں لاکھوں نعت گو
پر نہیں ہے کیفؔ سا شیریں مقال

خاص کر حمد و ثنا میں اے عزیز
ہوتا ہے ہر قول اُنکا حسبِ حال

نعت میں شرع و ادب کا یہ لحاظ
ہے کلامِ کیفؔ کا اعلےٰ کمال

کیا قبولیت ہے کیا تاثیر ہے
جھومتے ہیں سُن کر اہلِ حال و قال

ہوگیا دیواں مرتب اُن کا اب
اور ہوا شائع بصد تاب و جمال

مستفیداس سے ہوں اہلِ ذوق و شوق
اور ہو مقبولِ جنابِ ذوالجلال

یوں لکھی محمودؔ نے تاریخِ طبع
نعت میں ہے یہ کلامِ بے مثال

سالِ انطباع دیوان والا و نیز کیفؔ ٹونکی در نعتِ اقدسِ نبوی

۱۹	۶	۰۶

بلبل کی طرح چہک رہے ہیں
گلزارِ ثنا میں خوب شاعر

اندازِ بیاں سے کیفؔ کا ادر
اس طرز پہ کون ہوگا قادر

دیکھا نہیں کیفؔ سا ثنا خواں
ہے اُن کی ثنا میں فکر قاصر

یہ رنگ یہ لطف یہ اثر واہ
ذوقِ باطن سرورِ ظاہر

دیواں ہوا اُن کا طبع محمودؔ
قدر اس کی کریں گے فن کے ماہر

ہے غنچۂ سال یوں شگفتہ
گلدستۂ نعت ہے یہ نادر

دیگر

تاریخ طبع دیوان از فکر بے بدل کیف جادو بیان

۱۹ ۰۶ ء

اب نہیں ملتا ہیں شاعران ہند میں
کیوں نہو رنگِ قبول کرتے ہیں مدح رسول

کیف سا رنگیں بیاں کیف سا شیریں مقال
اور نعتِ مصطفےٰ ہے پسند ذوالجلال

یوں لکھا محمودؔ نے سال دیواں کے لئے
نعت میں بیشک ہے یہ کلام بیمثال
۱۹۰۶ء

مرقومۂ شایق نعتِ نبوی احقر محمود جان دہلوی

تقریظ در صنعتِ مہملہ از خامۂ نخل بند گلزار معانی طوطی شکرستان شیوا بیانی کلیم طور سخندانی نظیر عرفی ثانی فارس میدان بلاغت فرمانروائے اقلیم فصاحت ناظم نظامی خیال ہم آغوش عروس کمال محقق والا نظر سخن گستر سراپا جوہر ناثر صنائع و بدایع نگار مورخ بیمثال یادگار رموزدان غوامض غمزہ جناب منشی محمد ابراہیم خانصاحب رمز خلف الصدق حضرت مولوی منشی ڈاکٹر محمد خانصاحب مرحوم سابق داروغہ

سائر ریاست دار الاسلام ٹونک شاگرد خرد تلمیذ سرآمد شعراء مستند حضرت استاد اسد لکھنوی مدظلہ اللہ القوی

اعلام مدح وکمال رسم واحکام در محامد رسول ملک السلام صلعم

حمد مر آلہ احد داد ار صمد مالک و ملک ممالک ارواح و ملک رسام صور سماک و سمک را کلمۂ امر او اعلام صدر در عوالم را و در معالم اعلام اعلا و داده عدم را در محوطۂ اعدام آورد حدود معمورۂ ہر دو عالم را محدود کردہ ہمہ ہا را در محال صالحہ معمور کرد و در دوم مردہ صد سالہ را روح در دمد و در لمحہ روح مسلسل را در اول مادر ارد در او سہ

اعلم و احکم و سلام و صمد
ملک کل ملوک و عدل و حکم

واسع رواحد و ودود واحد
مالک الملک و اکرام ارحم

در احاطۂ علم او حکم ہمہ حکما محاط و محصور و در ادراک حکم او علم ہمہ علما ار کسیر لا الہ الا ہو الملک و لہ الحمد۔ و درود لا محدود و آلہ و ودود احمد محمود را کہ گوہر او راس لولاک را اکلل کلاہ کمال و در ارکارم عالم و اولاد آدم مکرم ہمراہ و محال ۔

محمد احمد و محمود اکرم
محمد صادر لعمرک

محمد سرور اولاد آدم
محمد مور و الا مر امرک

الہم صل و سلم محمد و آلہ در حمادہ و سور حصر کمال مداح او کسر کمال علم علما معادم و در الکمال محامد او کمال ہمہ کملا معدوم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ در ملاک ہر مرد و دود مطہر و صمصام دو دمہ سلام ہمہ آل اطہر او را کہ ہر واحد علم و اسلام را در علو آورد و ہر گم کردہ راہ دار السلام اہدا کرد للّٰہ الحمد کہ

مدح ممدوح احد مورد مراحم ملک مسدد مدرس دار احمر و اسود محمد رسول اکرم صلعم
ما مادا و مکارم را حد مسدد آمد و در عهد اسعد گوهر کلام موکد سراسر الهام
ماهو المرام مدد مدح صدر رسل اکرم کل سرور ممالک و او رهرو دو عالم او حد اولاد آدم
در سلک سطور در آمد کلام او در مدح مالک کلام ممدوح آسا در سم اسم آهو رام آهو
و اده معدوم کرد و مدح او را ارادهٔ محاصرهٔ مداح در طور مدح سرا در مدح ممدوح
اهل علوم مولع حصر را امر موهوم هر مدرس او مطلع مهر سلوک و هر مصرع او دلِ
حساد را درک صمصام کلام او لمعه کوه طور و سواد کلک او سرمه مردمک حور
مطالعه او دل دلا ملا و داده حسود را هم دهر سماعِ روح را صلا در روح دم روح
داده دلِ مرده را روح در دمد - الحاصل همه کلام او لا کلام ماحصل مدعا
و در مدح کلام آدهور کلام مطوّل همه سهالا محاله احصار مدح کمال او حد
کلام اگر شما مطلع مهر گردد مسلم دارم حالا مرا ارسد که واسطهٔ حصول مامول
مداح دو عالم دعا در سهل دل کارم داد را در مطلع مهر محامد احمد محمود را
که او در سلک سطور آورده مهوارهٔ در دور و ما ردو در دو طالع و لامع دارد
مهر گرد و ادر او هواده راح و سرور روح و دل او آورد و اعلام سال
رسم در طور مصطلح معهود که اعداد کلمه ماده را کلام مسطور کرده در اعداد آرد که هم عدد
سال مراد معمول با اهل اسلام گردد ٥

	مدح محمود رسولِ اکرم سالِ مسعود دلم را الهم		کردهٔ داوهٔ وادِ آرد و کرد الهام مرادِ آرد و	

طور دگر سال روح الله مرسوم حکام عهد ٥

کرد مداح راح اعدا
ملہم کرد سال او الہام

مدح مطہور کرم عالم
کہ مطہر محامد اکرم
۱۹۰۶ء

دیگر تاریخ ہجری در صنعت نادر

بس کہ ز طبع کیف سخنداں طبع شدہ ایں طرفہ دیوان
باو مذاق اہل عرفاں از مضمونش تازہ ہر دم
سوزن فکر بدل چو سفتہ گوہر سال دو تا شد شگفتہ
رعو خیال برتر گفتہ زعرمہ الہال بگفتم
۱۳ ۲۴ ۱۳ ۲۴ ۱۳

دیگر معنوی بزبان اردو

کیف کا وہ نعتیہ دیوان چھپا
رعو نے لکھا یہ اُسکا سالِ طبع

شائقانِ دید کو تھی جسکی چاہ
بےنظیر و بےبدل دیوان ہے واہ
۱۳ ۲۴

جملہ نثر۔ صاحب کمال عالمگیر خان کیف = بدلہ کلام عالمگیر خاں صاحب کیف
۱۳ ۲۴ ۱۳ ۲۴ ۱۳

قطعہ تاریخ در صنعت نادر از طبع خجستہ خو مولوی منشی حکیم سید اصغر علی صاحب آبرو۔ شاگرد سر آمد شعراء مستند حضرت اُستاد اسد لکھنوی مدظلہ

زہے دیوان نعتِ پاک کیف خوش بیاں گفتہ
کہ یک یک نقطۂ پُرنور او وار دبا شوکت

چو کردم فکرِ سالش آبرو در صنعتِ نادر
ز چہرۂ رخِ طبعِ پُر نورت بگفتم نیّرِ راحت
۱۳۲۴ھ

اے زہے دیوانِ شبیہِ نعتِ پاک
آبرو گر تجھکو سالِ فکر ہے

اللہ اللہ شوخئ تحریرِ نظم
صنعتِ نادر میں لکھ تصویرِ نظم
۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ از طبعِ بلند آسمان پیوند نخل بند گلزارِ خوش بیانی صاحب کلام پُر درد جناب منیر محمد خانصاحب فرد خلف پنجمی حضرت نواب روشن الدولہ عمدۃ الملک جناب کرنیل غوث محمد خانصاحب بہادر صمصام جنگ مرحوم جاگیردار ریاست ٹونک شاگرد جناب منشی محمد ابراہیم خانصاحب رمزؔ

گردید کلامِ کیفؔ مطبوع
اے رمزؔ بہ سالِ او بگفتم

شد قابلِ حیلۂ شفاعت
شایانِ وسیلۂ شفاعت
۱۳ ۔ ھ ۔ ۲۴

دیگر اُردو

ہوگیا مطبوع اب دیوانِ کیفؔ
ہے جو فکرِ سال تو اے فرد اب

جان و دل سے لیں اسی بر ناو پیر
کہہ کہ زیبا بے عدیل و بے نظیر
۱۳ ۔ ھ ۔ ۲۴

جملۂ نثر ۔ در صنعتِ صوری و معنوی ۔ یک ہزار و سہ صد و بست و چہار ہجری ۱۳۲۴ھ

تقریظ بے نظیر دلعزیز نتیجہ طبع سخن گستر معنی پرور شاعر نامور و نامجو حکیم مولوی سید محمد اصغر علی صاحب آبرو المخاطب بہ فخر الشعرا معتمد الملک میر پنجہ کش جواہر رقم خان مصطفیٰ آبادی۔ متعینہ دفتر دارالانشائے دربار ٹونک مصنف دیوان خیابانِ خیال و تاریخ ٹونک وغیرہ خلفِ اصغر زبدۃ الفضلا قدوۃ الحکماء مولانا حکیم سید انور علی صاحب مرحوم اُستاد و معالج خاص حضرت نواب وزیر الدولہ بہادر جنت آرام گاہ شاگرد سرآمد شعرا مستند حضرت اُستاد اسد لکھنوی مدظلہ اللہ القوی

ثنائے وافر اُس خدائے حاضر و ناظر کو سزاوار ہے کہ جس نے ہژدہ ہزار عالم کی کشتی کو بحر ناپیدا کنار عدم سے نکال کر ہستی کے ساحل پر لگایا۔ اُس کی ادنے توصیف میں طبع سالم مقصور بے پایاں اُس کے بیان اوصاف میں قلم دو زبان مقطوع اللسان اُس کے بیان حمد میں عقل کامل دنگ۔ اُسکے اظہار توحید میں سخن کا قافیہ تنگ، مسدس جہات اُسکے میدان الوہیت میں ششدر، اُس کے شعشۂ جلال کے روبرو تاب آفتاب فلک سریع السیر ذرہ سے کمتر ۵

صفاتش بری از صفاتِ جہاں	حدوث است از بہر ذاتِ جہاں
عدیلے ندارد بہ ذاتِ خودش	کہ موصوف ہست از صفاتِ خودش

اور نعت اُس یکتا یگانہ کی ہے جو خاص محبوبِ یزداں ہے اُسی سنے ہر مسلمان کو قیدِ ضلالت سے نکالا عشرت گاہ ہدایت پر پہنچایا وہی صدرِ دیوانِ اصطفا رکن رکین ارتضا ہے جس کا نام نامی واسم گرامی احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ ہے۔ وہی ابتدا وانتہا کا باعث وہی سریرِ نبوت کا وارث۔ اُس کے بیان نعت پاک میں مادہ ہام شعرا زماں ضعیف اُسی کے آلِ عظام واصحابِ کرام کے منقبت میں افہام عقلا دوراں خفیف ؎

رسولِ خالق برحق شفیعِ روزِ جزا	بناے دین مبیں باعثِ جمیع خلاق
کبوتر حرمش بود طائر سدرہ	برآستانِ معلیٰ چو اسپ بود براق
مہ سپہر نبوت کہ بہر خدمتِ او	ز کہکشاں بکمر چرخ بستہ است نطاق

مطیع امر شریفش بود قضا و قدر
نمودہ است از وعقل کل درست سباق

حمد و نعت کے بعد یہ خاکسار ازلی سید محمد اصغر علی بطور تقریظ کے چند فقرات مختصر لکھواے مصرع ہذا

ہر چہ گیرید مختصر گیرید

معرض بیان میں لاتا ہے ناظرین باتمکین کو مہر کیف مژدہ طبع دیوان کیف سناتا ہے۔ سبحان اللہ یہ انوکھا دیوان نعتیہ طبع ہوا ہے کہ جس کے پھڑکتے ہوے مضامین سے بیساختہ کسی شوخ رعنا کا چلبلاپن یاد آتا ہے کیوں نہو اس میں صفتِ محبوب خداے یکتا ہے اس کا نقطہ مطلع خورشید خاوری سے چمک دمک میں بڑھا ہوا ہے۔ اس کے حروف دائرہ چشمانِ غزالانِ حرم سے

ہم چشمی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کے مصرعہائے برجستہ سروگلستان کو نیچا دکھاتے ہیں۔ اس کا ہر شعر انتخاب ہر مصرعہ لاجواب ہے یہ وہ کندن ہے جو کسوٹی پر کسنے سے زائد روپ دکھاتا ہے حق تو یہ ہے کہ رعایتِ لفظی وتناسب الفاظ وترکیب بندش صاف شعرائے لکھنوی کا رنگ ٹپک رہا ہے کیوں نہ ہو کہ صاحبِ دیوان کس شاعر باکمال اُستادِ بے مثال کے شاگرد ہیں جو اس وقت ہندوستان میں استاد مسلم الثبوت یعنے بلبلِ گلزار سخن وحیدِ زمن بشیر بیشۂ سخنوری سرآمد شعرائے مستند حضرت اُستادِ مکرمی جناب نواب محمد سلیمان خان صاحب بہادر اسد لکھنوی مدظلہ العالی ہیں۔ الغرض یہ دیوان متانت عنوان بہمہ صفت موصوف ہے۔ اس کی داد اہلِ نظر کے انصاف پر موقوف ہے۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

لہٰذا خاکسار قطعہ تاریخ طبع دیوان ہدیہ ارباب بصیرت کرتا ہے۔

قطعہ تاریخ

گفت در نعتِ پاک دیوانے
ہست وصافِ رحمتِ عالم
فکرِ تاریخ آبر وچہ کنی

بجہا طرز کیف شیوہ بیاں
قائلِ رحمتِ خدائے جہاں
سال طبعش بگوز طبع رواں

از ہمہ رحمتِ خدا بہتر
خوش بخواں رحمتِ خدا دیوان

۱۳ ۔ ھ ۔ ۲۴

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع عالی اُستاد مسلم الثبوت فخر سخنوران ماضی و حال شیر بیشۂ سخنوری سرآمد شعراء مستند حضرت نواب محمد سلیمان خان صاحب بہادر اسد لکھنوی مدظلہ القوی نبیرۂ مکرم الدولہ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خانصاحب بہادر نصیر جنگ مرحوم والی سابق ملک روہیلکھنڈ نور اللہ مرقدہٗ اُستاد مصنف

چہ دیوانِ نعتِ شہِ انبیا — رقم زد کنوں کیفِ معجز بیاں
نوشتم اسد بہرِ تاریخِ او — زہے عزت و رفعتِ دو جہاں
۲۴ ھ ۱۳

دیگر

کیفِ مداحِ رسولِ اکرم — شد ز دیواں چو ہزار جا دید
سالِ طبعش بگو ز روئے اسد — بے خزاں باغِ بہار جاوید
۲۴ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ من نتائج افکار گہر بار منشی صائع و بدایع نگار ناثر بے ہمال ناظم بے مثال مورخ یکتا سخنور بے ہمتا

شاعر اعجاز بیان رموز دان غوامض غمزؔ جناب منشی محمد ابراہیم
خانصاحب رمزؔ خلف الصدق حضرت مولوی منشی ڈاکٹر
محمد خاں صاحب مغفور داروغہ سابق سائر دربار ٹونک
شاگرد سر آمد شعرا مستند حضرت اسد لکھنوی مدظلہ

کیف کا وہ نعتیہ دیوان چھپا رمزؔ نے لکھا یہ اُس کا سال طبع	شائقانِ دید کو تھی جسکی چاہ بے نظیر و بے بدل دیواں ہے واہ ۲۴ ھ ۱۳

دیگر در صنعتِ نادر

بسکہ ز طبع کیف سخنداں طبع شدہ ایں طرفہ دیواں
با مذاقِ اہلِ عرفاں از مضمونش تازہ ہر دم
سوزنِ فکر بدل چو نہفتہ گوہر سال دو تا شد شگفتہ
رمزؔ خیال برتر گفتہ = زمزمۂ الہام بگفتم
۱۳۲۴ھ ۱۳۲۴ھ

دیگر جملۂ نثر در صنعتِ لغوی

صاحب کمال عالمگیر خان کیف ۲۴ ھ ۱۳	با	کلام عالمگیر خاں صاحب کیف ۲۴ ھ ۱۳